عمران سیریز

گریٹ فائٹ

مظہر کلیم ایم اے

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

گریٹ فائٹ

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون !

علی عمران اور میجر پرمود جاسوسی ادب کے دو نمایاں کردار ہیں دونوں کرداروں کا انداز کارکردگی اور ورکنگ فیلڈز جدا جدا ہیں۔ علی عمران کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے جبکہ میجر پرمود ملٹری انٹیلی جنس کا ڈی ایجنٹ ہے۔ اس لئے دونوں کا کسی ایک ٹریک پر اکٹھے ہو جانا خاصا مشکل تھا لیکن بعض اوقات حالات و واقعات ایسے ہو جاتے ہیں کہ دونوں کا ورکنگ فیلڈ مشترکہ ہو جاتا ہے چنانچہ موجودہ ناول بھی اس مشترکہ ورکنگ فیلڈ پر مبنی ہے جس میں یہ دونوں نمایاں کردار اپنے اپنے ملک کے مفادات کا تحفظ کرنے کی غرض سے نہ صرف اکٹھے ہوتے ہیں، بلکہ ایک دوسرے کے مقابل آ گئے ہیں اور ایک کی فتح دوسرے کی شکست بن جاتی ہے۔

میجر پرمود جس کی ذہانت، برق رفتاری اور کام کرنے کے منفرد انداز نے اسے پوری دنیا کے ڈی ایجنٹوں میں انتہائی ممتاز و منفرد مقام پر پہنچا دیا ہے۔ اور میجر پرمود کا نام فتح و کامیابی کے ہم معنی بن چکا ہے اور دوسری طرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کا علی عمران ـــ ناقابل شکست اور ناقابل تسخیر عمران ـــ جس کے مقابل آ کر بڑے بڑے فاتح لفظ فتح کا معنی بھول جایا کرتے تھے۔ اور جب ان دونوں کا مقابلہ ہوا ایسا زبردست اور بھرپور

مقابلے میں عمران اور میجر پرمود دونوں کو لفظ مقابلے کا اصل مطلب پہلی
دفعہ معلوم ہوا ——— ایسا ٹکراؤ ——— ایسا مقابلہ کہ جس کا ہر لمحہ جیتے جاگتے
خون اور موت کے اندھے سمندر میں ڈوبتا چلا گیا ہو تو اس خوف ناک
مقابلے کا نام بنتا ہے "گریٹ فائٹ"۔

مجھے یقین ہے کہ اس منفرد انداز میں لکھے گئے ناول کا ہر لفظ آپ
سے بھرپور خراج تحسین حاصل کرے گا۔
آپ کی آراء کا منتظر رہوں گا۔

والسلام
مظہر کلیم ایم۔اے

چھوٹا مگر انتہائی تیز رفتار ہیلی کاپٹر فضا کی بلندیوں میں پرواز کرتا ہوا تیزی سے شمال کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ پائلٹ کی سیٹ کے ساتھ ایک درمیانے قد کا نوجوان فوجی یونیفارم پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں سے دوربین چمٹی ہوئی تھی اور وہ ہیلی کاپٹر کی چھوٹی کھڑکی سے مسلسل نیچے دیکھے چلا جا رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ پائلٹ کو مختلف سمتوں میں مڑنے کے بارے میں ہدایات بھی دیتا جا رہا تھا۔

"اب بارڈر قریب آگیا ہے ——— اس لئے رفتار آہستہ کر لو" ——— کھڑکی میں جھانکنے والے نوجوان نے بغیر مڑے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا اور پائلٹ نے یکلخت رفتار کم دی۔ ہیلی کاپٹر کو زوردار جھٹکا لگا۔

"کیا کر رہے ہو احمق نانسنس ! ——— ابھی دوربین گر جاتی تو" ——— نیچے دیکھنے والے نوجوان نے انتہائی غصیلے انداز میں مڑ کر پائلٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یکدم غضب ناک ہو گیا تھا۔

"سوری کیپٹن طارق" ــــ پائلٹ نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور کیپٹن طارق ایک بار پھر نیچے دیکھنے میں مصروف ہوگیا۔

"اوہ! ــ کار بارڈر پر رک گئی ہے ــ رفتار اور آہستہ کرلو" ــ کیپٹن طارق نے کہا اور اس بار پائلٹ نے بغیر جھٹکا دیئے ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کردی۔

"روک لو ــ یہیں فضا میں روک لو ــ معاملہ خراب لگتا ہے" ــ کیپٹن طارق نے چیختے ہوئے کہا اور ہیلی کاپٹر فضا میں ہی معلق ہوگیا۔

"اوہ! ــ طاہرہ کو بارک میں لے جایا جارہا ہے" ــ کیپٹن طارق نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"سر! ــ لیڈی طاہرہ بے حد ہوشیار ایجنٹ ہیں ــ وہ ان سے ضرور نمٹ لیں گے" ــ پائلٹ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تم اپنی چونچ بند نہیں رکھ سکتے احمق" ــ کیپٹن طارق نے ایک بار پھر انتہائی زہریلے لہجے میں کہا۔ وہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی مشتعل مزاج واقع ہوا تھا۔

"سوری سر" ــ پائلٹ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ البتہ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کا جی چاہ رہا ہے کہ لات مار کر کیپٹن طارق کو نیچے پھینک دے۔ لیکن ظاہر ہے وہ سوائے منہ بنانے کے اور کچھ نہ کرسکتا تھا۔ اس لئے خاموش ہو رہا۔

"اوہ! ــ لیڈی طاہرہ کو گرفتار کرلیا گیا ہے" ــ کیپٹن طارق نے یکلخت اچھلتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر گود میں رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کردیا۔

"ہیلو ــ کیپٹن طارق کالنگ ۔ اوور" ــ کیپٹن طارق نے تیز اور پرجوش لہجے میں کہا۔

"یس ــ کرنل ڈی اٹنڈنگ ۔ اوور" ــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"لیڈی طاہرہ کو بارڈر پر گرفتار کرلیا گیا ہے ــ اسے ایک سفید رنگ کی کار میں بٹھا کر لے جایا جارہا ہے ۔ جب کہ اس کی کار ایک فوجی چلا رہا ہے ــ مسلح فوجیوں نے اسے گھیرے میں لیا ہوا ہے ــ میں نیچے اتر کر ان سے ٹکرا جاؤں سر۔ اوور" ــ کیپٹن طارق نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"نیچے اتر کر نہیں ــ وہیں ہیلی کاپٹر سے ہی چھلانگ لگا دو احمق آدمی! ــ تمہیں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تم ان سے لڑنا شروع کردو۔ اوور" ــ دوسری طرف سے انتہائی سخت اور کھردرے لہجے میں کہا گیا اور اس بار کیپٹن طارق کا منہ بن گیا۔ جبکہ پائلٹ کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"سر! ــ نگرانی کے لئے کہا گیا تھا ــ لیکن سر! ــ اب جب کہ وہ لیڈی طاہرہ کو لے جارہے ہیں تو سر ــ اوور" ــ کیپٹن طارق فقرہ مکمل نہ کرسکا۔

"سنو کیپٹن! ــ اب اگر تم نے احمقانہ باتیں کیں تو میں پائلٹ کو حکم دوں گا کہ وہ تمہیں گولی مار کر وہیں سے نیچے پھینک دے ــ تم اس قابل نہیں ہو کہ ایجنٹ بن سکو ــ نانسنس! ــ لیڈی طاہرہ کی گرفتاری عین منصوبے کے مطابق ہے ــ وہ لازماً اسے اپنے کسی خفیہ اڈے پر لے جائیں گے ــ تم نے اس اڈے کی نگرانی کرنی ہے۔

اور پھر نیچے اُتر کر اس اڈے کے کسی آدمی کا میک اپ کر کے وہیں رہنا ہے تاکہ بعد میں تم مشن کے لئے کام کر سکو ــــــ تمہیں بریف نہیں کیا گیا تھا۔ اوور" ــــــ کرنل ڈی نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"سوری سر! ــــــ مجھے تو نگرانی کے لئے کہا گیا تھا سر! ــــــ انچارج نے کہا تھا کہ باقی ہدایات موقع پر دی جائیں گی۔ اوور" ــــــ کیپٹن طارق نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوکے! ــــــ اب سمجھ گئے ہو ــــــ لیڈی طاہرہ تمہاری مدد کرے گی۔ وہ انتہائی ہوشیار ایجنٹ ہے۔ جب تم وہاں سیٹ ہو جاؤ گے تو پھر وہ وہاں سے فرار ہو جائے گی ــــــ لیڈی طاہرہ اور تمہارے درمیان کوڈ الیف ایکس ہو گا ــــــ انتہائی ہوشیاری سے کام کرنا۔ اوور" ــــــ دوسری طرف سے کرنل ڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ــــــ آپ بے فکر رہیں سر! اوور" ــــــ کیپٹن طارق نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں اندرونی جوش سے چمکنے لگی تھیں وہ ابھی حال ہی میں ٹریننگ مکمل کر کے ملٹری ڈی سروس میں آیا تھا اور یہ ٹریننگ کے بعد اس کا پہلا مشن تھا۔ اس لئے وہ ضرورت سے زیادہ ہی پُرجوش دکھائی دے رہا تھا۔

"اب مزہ آئے گا ــــــ میں ان پاکیشیا والوں کو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ آئندہ قیامت تک وہ کیپٹن طارق کے نام سے دہشت کھاتے رہیں گے"۔ کیپٹن طارق نے ٹرانسمیٹر بند کرتے ہوئے کہا۔

"سر! ــ یہیں رکنا ہے یا آگے جانا ہے" ــــــ؟ پائلٹ نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ! ــــــ تم نہیں کھڑے ہو احمق آدمی! ــــــ اوہ! کاریں تو اب تک نکل گئی ہوں گی ــــــ تیز چلاؤ ــــــ جلدی کرو ــــــ نانسنس" ــــــ کیپٹن طارق نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پائلٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔ کیپٹن طارق اب دُوربین آنکھوں سے لگائے نیچے دیکھنے لگا۔

"ہاں ٹھیک ہے ــــــ ذرا آہستہ کر لو ــــــ میں نے انہیں چیک کر لیا ہے۔ شکر ہے بارڈر سے آبادی بہت دُور ہے۔ ورنہ تو مسئلہ خراب ہو جاتا۔ یہ سب تمہارا قصور تھا" ــــــ کیپٹن طارق نے مسلسل بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پائلٹ کا چہرہ غصے اور جھنجھلاہٹ سے سرخ پڑا ہوا تھا۔ ایک بار تو اس کا جی چاہا کہ وہ لات مار کر اس کیپٹن کے بچے کو نیچے پھینک دے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ کرنل ڈی نے اس کا جسم گولیوں سے چھلنی کر دینا ہے اس لئے وہ اپنا غصہ پی گیا۔

ہیلی کاپٹر انتہائی بلندی پر تھا کہ اُسے نیچے سے بغیر خاص دُوربین کے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ جب کہ کیپٹن طارق کے ہاتھ میں مخصوص ساخت کی دُوربین تھی۔ اس لئے وہ اتنی بلندی سے بھی نیچے ہر چیز کو انتہائی واضح طور پر دیکھ رہا تھا۔

"اوہ! ــــــ کاریں مڑ گئی ہیں ــــــ جنوب کی طرف مڑ جاؤ" ــــــ کیپٹن طارق نے نیچے دیکھتے ہوئے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا رُخ جنوب کی طرف موڑ دیا۔

"اوہ! ــــــ اوہ! ــــــ وہ رک گئی ہیں ــــــ پہاڑی کے سامنے ــــــ ارے پہاڑی کے اندر جا رہی ہیں ــــــ اوہ خفیہ اڈہ! ــــــ ایک چٹان ڈھکن کی

طرح اٹھی ہے اور کاریں اندر چلی گئی ہیں ــــ روک ہیلی کاپٹر ــــ روک دو۔ میں باس سے بات کر لوں" ــــ کیپٹن طارق نے جلدی سے کہا۔ اور پھر اس نے دُوربین سامنے ہک سے لٹکائی۔ اور ٹرانسمیٹر کا بٹن دوبارہ آن کر دیا۔

"کیپٹن طارق کالنگ۔ اوور" ــــ کیپٹن طارق نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس کرنل ڈی۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے وہی بھاری آواز پھر سُنائی دی۔

"سر! ــــ بارڈر سے اندر قریباً بیس میل کے فاصلے پر جنوب مشرق کی طرف چھوٹی پہاڑیوں کا ایک طویل سلسلہ ہے ــــ دونوں کاریں وہیں پہنچی ہیں ــــ ایک چٹان ڈھکن کی طرح اٹھی ہے اور وہ دونوں کاریں اندر چلی گئی ہیں سر ــــ اوور" ــــ کیپٹن طارق نے تیز تیز لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ! ــــ یہ یقیناً ان کا اہم خفیہ اڈہ ہوگا ــــ اب باقی کام تم نے کرنا ہے ــــ تم نے میک اپ کر رکھا ہے ناں ــــ اور یونیفارم بھی پہن رکھی ہے۔ اوور ــــ؟" کرنل ڈی نے پوچھا۔

"یس سر! ــــ ویسے میک اپ باکس بھی ہے اور کاغذات بھی ہیں تاکہ فوری طور پر کام آ سکیں۔ اوور" ــــ کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

"سنو! ــــ پہاڑی کی سائیڈ میں اُتر جاؤ ــــ اور پھر کوشش کرو کہ تمہیں مشکوک سمجھ کر گرفتار کر کے اڈے کے اندر لے جایا جائے۔ اس طرح تم لیڈی طاہرہ کے پاس پہنچ جاؤ گے ــــ اب آگے تمہارا کام ہوگا

کہ تم کس طرح اپنے آپ کو وہاں ایڈجسٹ کرتے ہو ــــ اب مشن کا یہ حصہ تمہاری کارکردگی پر منحصر ہے ــــ جب لیڈی طاہرہ وہاں سے نکلے گی تو پھر مشن کو آگے بڑھایا جائے گا ــــ کیا تم پوری طرح تیار ہو۔ اوور ــــ؟" کرنل ڈی نے پوچھا۔

"یس سر! ــــ آپ بے فکر رہیں سر۔ اوور" ــــ کیپٹن طارق نے انتہائی پُرجوش لہجے میں کہا۔

"اوکے! ــــ گو آن وِش یُو گُڈ لک ــــ اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کیپٹن طارق نے ٹرانسمیٹر بند کر کے ایک طرف رکھ دیا۔

"اب تم مجھے پہاڑیوں سے کچھ دُور اتار دو۔ تاکہ نیچے سے کسی کی نظر نہ پڑے ــــ اور پھر تم واپس چلے جانا" ــــ کیپٹن طارق نے پائلٹ کی طرف مُڑ کر کہا اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ کیپٹن طارق اس طرح تن کر بیٹھ گیا۔ جیسے نیچے اس کے استقبال کے لئے ملک کا صدر ہار اٹھائے کھڑا ہو۔ اس کا چہرہ ابھی سے اپنی کامیابی پر چمک رہا تھا اور وہ خیالوں ہی خیالوں میں مستقل ڈی۔ ایجنٹ بننے کے خواب دیکھنے لگ گیا تھا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی بیڈ پر لیٹی ہوئی جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ چونکہ آجکل کوئی کیس نہ تھا اس لئے جولیا ناشتے کے بعد ہی بیڈ پر لیٹ کر مطالعے میں مصروف تھی۔

"یس جولیا سپیکنگ"۔۔۔ جولیا نے رسیور اٹھاتے ہوئے بڑے ڈھیلے لہجے میں کہا۔ اس کا خیال تھا کہ کسی ساتھی ممبر کا فون ہو گا۔

"ایکسٹو"۔۔۔ دوسری طرف سے غراتی ہوئی آواز سنائی دی اور جولیا ایکسٹو کی آواز سنتے ہی یوں اچھلی جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی بجائے سپرنگ فٹ ہوں۔

"یس۔ سر۔ سر۔ حکم سر"۔۔۔ جولیا نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران تمہارے پاس پہنچ رہا ہے۔ تم اس کے آنے تک تیار ہو جاؤ۔ تم دونوں نے ملٹری سپیشل ایجنسی کے چیف کرنل اسلم کے پاس جانا ہے۔ تم

وہاں میری نمائندگی کرو گی۔ جب کہ عمران تمہیں اسسٹ کرے گا۔ وہاں ایک دوست ملک کی ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کسی خاص مقصد کے لئے آ رہا ہے۔۔۔ اس کے ساتھ اس ملک کی سیکرٹ سروس کا چیف اور دیگر اعلیٰ حکام بھی ہیں۔۔۔ تم نے یہ میٹنگ اٹنڈ کرنی ہے"۔۔۔ ایکسٹو کا لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

"یس سر۔۔۔ مگر سر۔۔۔ مسئلہ کیا ہے اور مجھے کیا کرنا ہو گا"۔۔۔ جولیا نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ کسی خاص ٹاپک پر مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ لیکن ظاہر ہے میں ان سے نہیں مل سکتا۔۔۔ اس لئے تم میری نمائندگی کرو۔۔۔ پھر جو بھی صورت حال ہو۔ تم اس کے مطابق اپنے آپ کو میری جگہ رکھ کر ڈیل کرو گی"۔ ایکسٹو کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

"اوہ بہتر سر۔۔۔ میں کوشش کروں گی کہ آپ کے اعتماد پر پوری اتروں"۔۔۔ جولیا نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے ایکسٹو نے اپنی جگہ اُسے فیصلے کا اختیار دے کر اس پر انتہائی اعتماد کا مظاہرہ کیا تھا۔

"کوشش نہیں۔۔۔ تمہیں اعتماد پر پورا اترنا ہو گا۔۔۔ کوشش کا لفظ آئندہ میرے سامنے دوبارہ مت لینا"۔۔۔ ایکسٹو کا لہجہ ایک بار پھر غراہٹ آمیز ہو گیا۔

"اوہ سوری سر۔۔۔ بس ویسے ہی منہ سے نکل گیا سر۔۔۔ سوری سر"۔ جولیا ایک بار پھر بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئی۔

"عمران وہاں تمہارا سیکرٹری ہو گا۔۔۔ اس سے زیادہ اس کی اہمیت

نہیں ہوگی ۔۔۔ سمجھیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ۔۔۔ لیکن سر ۔۔۔ ٹھیک ہے سر" ۔۔۔ جولیا شاید بات کرتے کرتے رک گئی تھی۔

"یہی کہنا چاہتی ہو کہ عمران وہاں احمقانہ حرکتیں کرے گا ۔۔۔ میں اسے سمجھا دوں گا ۔۔۔ یہ معاملہ انتہائی سیریس ہے اور اگر وہ پھر بھی کوئی غلط حرکت کرے تو میری طرف سے اجازت ہے کہ اسے شوٹ کر دینا۔ جس جگہ جانا ہے اس کا عمران کو علم ہے۔ وہ تمہیں لے جائے گا ۔۔۔ واپسی پر مجھے تفصیلی رپورٹ دینا" ۔۔۔ ایکسٹو نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

جولیا نے طویل سانس لیتے ہوئے رسیور واپس کریڈل پر رکھا اور پھر جلدی سے اٹھ کر وہ باتھ روم کی طرف بڑھ گئی تاکہ عمران کے آنے سے پہلے تیار ہو جائے۔ اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ یہ شاید پہلا موقع تھا کہ وہ کسی اعلیٰ سطحی اجلاس میں نہ صرف ایکسٹو کی نمائندگی کر رہی تھی بلکہ ایکسٹو نے اسے ہر قسم کا فیصلہ کرنے کا بھی اختیار دے دیا تھا۔ بس اسے کھٹکا تھا تو عمران کی طرف سے تھا کیونکہ عمران ایسے موقعوں پر اپنی حرکتوں سے باز نہ آتا تھا۔ لیکن اب جولیا نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر عمران نے کوئی حرکت کی تو وہ عمران کا حشر کر دے گی۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ تیار ہو کر باہر آئی اور برش سے اپنے بالوں کو آخری ٹچ دینے ہی لگی تھی کہ کال بیل بج اٹھی۔

"یس ۔۔۔ کم ان" ۔۔۔ جولیا نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔ اسے یقین تھا کہ آنے والا عمران ہی ہو گا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور دروازے

پر عمران کی شکل نظر آئی۔

عمران نے اپنا مخصوص ٹکیتی کلر لباس پہنا ہوا تھا اور چہرے پر حماقتوں کا آبشار پورے زور شور سے بہہ رہا تھا۔

"مس جولیانا فٹزواٹر ۔۔۔ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔۔۔ امید ہے کہ آپ کا مزاج گرمی ۔۔۔ اوہ سوری! ۔۔۔ مزاج گرامی ۔۔۔ بلکہ گرامی قدر ۔۔۔ شب قدر ۔۔۔ صبح بدر ۔۔۔ اوہ سوری ۔۔۔ بلکہ ویری سوری! بلکہ بالکل ہی سوری ۔۔۔ کیونکہ اس سے زیادہ الفاظ مجھے یاد نہیں آ رہے" عمران نے انتہائی احمقانہ انداز میں دروازے میں ہی کھڑے کھڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

"شٹ اپ! ۔۔۔ کیا بکواس لگا رکھی ہے ۔۔۔ تمہیں چیف نے بتایا نہیں کہ معاملہ بے حد سیریس ہے" ۔۔۔ جولیا نے جان بوجھ کر سخت لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا! ۔۔۔ اتنا سیریس تو نہیں بتایا ۔۔۔ پھر ہسپتال فون کروں ۔۔۔ یا نہیں کسی لیڈی ڈاکٹر کو ۔۔۔" عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ نانسنس! ۔۔۔ تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے" ۔۔۔ جولیا نے اس کا مطلب سمجھ کر سرخ پڑتے ہوئے کہا۔

"مم ۔۔۔ میری ۔۔۔ میری حرکتوں سے ۔۔۔ نہیں مس جولیا ۔۔۔ یہ تو سراسر الزام ہے ۔۔۔ توبہ توبہ ۔۔۔" عمران نے جلدی جلدی اپنے گالوں پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تم خاموش نہیں ہو سکتے" ۔۔۔ جولیا اس بار واقعی

بپھر گئی۔

"واہ!۔۔۔ کیوں خاموش رہوں۔۔۔ کمال ہے۔۔۔ مجھ پہ اتنا بڑا الزام لگایا جا رہا ہے اور میں خاموش ہو جاؤں۔۔۔ نہ مس جولیا!۔۔۔ ایسے معاملات میں۔۔۔"۔۔۔ عمران نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں گولی مار دوں گی۔۔۔ دفع ہو جاؤ۔۔۔ نکل جاؤ یہاں سے"۔۔۔ جولیا نے بُری طرح پیر پٹختے ہوئے کہا۔ عمران نے آتے ہی اس کا سارا موڈ چوپٹ کر دیا تھا۔

"لیکن وہ سیریس کیس کا کیا ہو گا"۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

جولیا دانت بھینچے چند لمحے خاموش کھڑی عمران کو گھورتی رہی۔ پھر اس کا غصے سے سرخ پڑتا چہرہ نارمل ہوتا گیا۔ وہ شاید معاملات کی نزاکت کی وجہ سے اپنے غصے پر کنٹرول کر رہی تھی۔

"دیکھو عمران!۔۔۔ چیف نے کہا ہے کہ کوئی اعلیٰ سطحی اجلاس ہو رہا ہے۔۔۔ جس میں میں نے چیف کی نمائندگی کرنی ہے اور تم وہاں میرے سیکرٹری ہو گے۔۔۔ پلیز۔۔۔ یہ چیف کی عزت کا سوال ہے۔ اس لئے کوئی احمقانہ حرکت برداشت نہیں ہو گی"۔۔۔ جولیا نے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے اُسے سمجھانا شروع کر دیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرد کی نمائندگی کوئی عورت کرے۔۔۔ ارے ہاں!۔۔۔ یہ ممکن ہے۔ بالکل ممکن ہے۔۔۔ اچھا تو اسی لئے وہ پردے میں ہے۔۔۔ کمال ہے میں تو اُسے آج تک مرد ہی سمجھتا رہا۔ حیرت ہے"۔۔۔ عمران نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب!۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو"۔۔۔؟ جولیا نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ چیف لازماً کوئی مرد نما عورت ہے۔۔۔ آواز مردانہ ہو گی۔۔۔ بس بس ایسا ہی ہو گا۔۔۔ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے عورت کی نمائندگی عورت ہی بہتر کر سکتی ہے۔۔۔ اب مجھے کوئی اعتراض نہیں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اندر آ کر اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہیں جو بھی سوجھتی ہے۔۔۔ اُلٹی ہی سوجھتی ہے۔۔۔ بہرحال میں تمہیں اس احمقانہ لباس میں ساتھ نہیں لے جا سکتی۔ اس لئے پہلے تم جا کر لباس بدلو"۔۔۔ جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"احمقانہ لباس۔۔۔ تو اب لباس بھی احمقانہ اور عقلمندانہ ہو گئے ہیں یہ عقلمندانہ لباس کونسا ہوتا ہے"۔۔۔؟ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

"میرا مطلب ہے کہ کوئی اچھا سا سوٹ پہن لو"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"سوٹ!۔۔۔ اچھا تو سوٹ عقلمندانہ لباس ہے۔۔۔ اوہ! اسی لئے سلیمان ہر وقت اپنے آپ کو عقلمند کہتا رہتا ہے۔۔۔ ویری سوری جولیا! اتنا عقلمند بننے میں تو کافی وقت لگے گا۔۔۔ پہلے مجھے سلیمان کی شاگردی کرنا پڑے گی۔۔۔ اور تمہیں تو معلوم ہے کہ سلیمان جیسا عقلمند مجھے صرف مونگ کی دال پکانا کم از کم دس سال میں سکھائے گا۔ پھر شاید میں عقلمندانہ لباس کی ٹائی باندھ سکوں گا۔۔۔ اگر اتنا وقت دے سکتی ہو تو ٹھیک ہے۔ میں چلا جاتا ہوں"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر چیف تمہاری بجائے کسی اور کو بھیج دیتا تو کتنا اچھا ہوتا ۔۔۔ اسے بھی وہاں بھیجنے کے لئے تم جیسا احمق ہی ملا تھا" ۔۔۔ جولیا نے بے بسی سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"چیف سے بات کر لو ۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔۔۔ میں نے تو اس سے بڑا احتجاج کیا تھا کہ آج میں نے بر دکھانے کے لئے جانا ہے ۔ مگر وہ مانا ہی نہیں ۔۔۔ اب تم خود بتاؤ کہ تمہارے ساتھ جانے سے میرا کتنا نقصان ہوگا ۔۔۔ اگر میں مسماۃ اللہ رکھی کو آج پسند آجاتا تو ہمیشہ کے لئے جوتیاں چٹخانے سے نجات مل جاتی ۔۔۔ دس ملیں ہیں مسماۃ اللہ رکھی کے ڈیڈی مسٹر اللہ دتہ ہوشیار کی ۔ اور مس اللہ رکھی اس کی اکلوتی بیٹی ہے ۔۔۔ ہچ ہچ ۔۔۔ ہچ ہچ ۔۔۔ قسمت ہی خراب ہے اپنی" ۔۔۔ عمران کا لہجہ آخر میں رو دینے والا ہو گیا اور جولیا بے اختیار ہنس دی ۔

"شکر کرو ۔۔۔ بچ گئے ہو ۔۔۔ ورنہ یہ تمہاری مسماۃ اللہ رکھی گن گن کر تمہارے سر پر دس جوتیاں مارتی" ۔۔۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا ۔ عمران کی بات نے نجانے اس کی کونسی رگ دبا دی تھی کہ اس کا موڈ یکلخت خوشگوار ہو گیا تھا ۔

"دس جوتیاں کھا کر اگر دس ملیں مل جائیں تو سودا مہنگا نہیں مس جولیا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

"تمہاری قسمت میں جوتیاں کھانی ہی ہیں عمران صاحب ! ۔۔۔ اس لئے افسوس کی ضرورت نہیں ۔۔۔ چلو اٹھو چلیں" ۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"یہیں مار لو جوتیاں ۔۔۔ ضروری تو نہیں کہ باہر سڑک پر ہی چل کر مارنی ہیں ۔۔۔ لیکن پہلے وہ ملیں" ۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا ۔

"چلو ۔۔۔ بس اب بہت بکواس ہو گئی ہے ۔۔۔ چلو" ۔۔۔ جولیا نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر خود ہی تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی ۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کے بغیر عمران کا اٹھانا ہی مسئلہ بن جائے گا ۔

"اچھا ۔۔۔ اگر قسمت میں سڑک پر ہی جوتیاں کھانا ہے تو ٹھیک ہے ۔ پتہ نہیں اللہ میاں جب میری قسمت بنانے لگا تھا تو فرشتوں نے اچھا میٹریل کیوں نہیں مہیا کیا ۔۔۔ یہ ضرور تنویر کی سازش ہو گی ۔ وہ فرشتوں سے مل گیا ہو گا" ۔۔۔ عمران نے جولیا کے پیچھے باہر آتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور جولیا ایک بار پھر ہنس پڑی ۔

فلیٹ کی سیڑھیاں نیچے اترنے پر جولیا نے دیکھا کہ سفید رنگ کی ایک لمبی سی کار کھڑی تھی ۔ جس پر ملٹری کی مخصوص پلیٹ لگی ہوئی تھی اور ایک باوردی فوجی ڈرائیور کار کے ساتھ اٹین شن کھڑا تھا ۔ جولیا اور عمران کو نیچے اترتے دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور پھر جلدی سے کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا ۔ جولیا بڑے باوقار انداز میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی ۔ عمران آگے بڑھ کر بیٹھنے لگا تو ڈرائیور نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا ۔

"آپ آگے بیٹھیں" ۔۔۔ ڈرائیور نے قدرے تلخ لہجے میں کہا ۔

"وہ کیوں ۔۔۔ ؟ کمال ہے ۔ تم نے لیڈیز فرسٹ یعنی لیڈیز فرسٹ سیٹ کا محاورہ نہیں سن رکھا" ۔۔۔ عمران نے احتجاج کرتے ہوئے کہا ۔

لیکن ڈرائیور نے سنی ان سنی کی اور جلدی سے مڑ کر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ اس نے عمران کے لئے دروازہ کھولنے کا تکلف بھی نہ کیا۔

"بیٹھ جاؤ عمران! — وقت مت ضائع کرو" — جولیا نے انتہائی باوقار لہجے میں ہونقوں کی طرح باہر کھڑے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ ظاہر ہے وہ اس وقت ایکسٹو کی نمائندگی کر رہی تھی۔ رہ گیا عمران تو وہ سیکرٹری ہی تھا۔ بے چارہ سیکرٹری۔

"یس میڈم" — عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ دھپ سے وہیں سڑک پر ہی آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔

"اوہ نانسنس — الو — احمق! — یہ کیا کر رہے ہو — ؟ فرنٹ سیٹ پر بیٹھو" — جولیا نے بری طرح بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فرنٹ سیٹ پر — اوہ اچھا میڈم" — عمران نے بڑی بے نیازی سے اٹھ کر پتلون جھاڑتے ہوئے کہا۔ ساتھ سے گزرنے والے افراد عمران کو اس طرح بیٹھتے اور اٹھتے دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑے تھے۔

"ہنس لو — ہنس لو! — تمہیں میڈم کا سیکرٹری بننا پڑے۔ تو پتہ چلے" — عمران نے انہیں غصیلے انداز میں مکہ دکھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر کار کا دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ گزرنے والے عمران کی بات سن کر اور زیادہ کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

"چلو ڈرائیور" — جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

"یار! — میڈم نے تمہیں چلنے کا حکم دیا تھا — تم نے کار چلا دی۔ تمہیں معلوم ہے کہ میڈم اپنے حکم کی حرف بحرف تعمیل مانگتی ہیں۔ اس لئے کار روکو — اور خود چل پڑو" — عمران نے ڈرائیور سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش نہیں بیٹھ سکتے" — جولیا نے تقریباً دھاڑتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی عمران پر بے حد غصہ آ رہا تھا کہ ڈرائیور تو اسے فوجی سیلوٹ مار رہا تھا اور یہ عمران خوامخواہ بکواس کر کے سارا بھرم کھو رہا تھا۔

"اچھا تو اس کا نام تم ہے — واہ اچھا نام ہے — مختصر سا — سادہ سا نام — لیکن مسٹر تم تو پہلے ہی خاموش بیٹھا ہے میڈم" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس بار ڈرائیور کے سنجیدہ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔ وہ شاید بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کئے بیٹھا تھا۔ جولیا دانت بھینچے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ غصہ ضبط کرنے کی وجہ سے سرخ پڑا ہوا تھا۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے شہر کے درمیان سڑکوں سے گذر کر اب شمالی سمت ملٹری ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ ادھر عمران نے پشت کے ساتھ سر ٹکا کر اب باقاعدہ خراٹے لینے شروع کر دیئے تھے ڈرائیور نے ایک دو بار اس کی طرف دیکھا لیکن پھر خاموش ہو رہا۔ جبکہ جولیا جان بوجھ کر خاموش بیٹھی تھی۔ عمران کے خراٹے اس کی احمقانہ باتوں سے بہرحال قابل برداشت تھے۔

تھوڑی دیر بعد کار ملٹری ہیڈ کوارٹر کی پہلی چیک پوسٹ پر پہنچ گئی۔ لیکن یہاں اسے ایک لمحے کے لئے بھی نہ روکا گیا اور اسے دور سے

ہی آتا دیکھ کر چیکنگ راڈ اٹھا لی گئی۔ شاید پہلے سے ہی ہدایات پہنچ چکی تھیں۔ اس طرح تین چیک پوسٹوں سے گذر کر کار ملٹری ہیڈ کوارٹر کے اندر سے گذر کر ایک سائیڈ پر بنی ہوئی خاکی رنگ کی چھوٹی سی عمارت کے پورچ میں رک گئی۔ وہاں ہر طرف مسلح فوجی انتہائی ہوشیاری سے پہرہ دے رہے تھے۔

کار رکتے ہی برآمدے میں موجود ایک کیپٹن تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جلدی سے آکر کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔

"تشریف لائیے میڈم! — میرا نام کیپٹن ارشد ہے" — کیپٹن نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور جولیا بڑے باوقار انداز میں باہر آگئی۔ عمران کے خراٹے بدستور جاری تھے۔

کیپٹن ارشد اب عمران کی طرف مڑا تو اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"اس احمق کو اٹھاؤ — یہ ہر جگہ سو جاتا ہے" — جولیا نے تلخ لہجے میں کیپٹن ارشد سے کہا۔ اب اسے عمران کے خراٹوں پر غصہ آرہا تھا۔

کیپٹن ارشد نے جیسے ہی دروازہ کھولا، عمران لڑھک کر اس کے اوپر آگرا۔

"ارے — ارے" — کیپٹن ارشد نے اسے جلدی سے سنبھالتے ہوئے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"عمران! — ہوش میں آؤ" — جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور عمران یکلخت اچھل کر یوں سیدھا کھڑا ہو گیا جیسے اس سے زیادہ

چاق و چوبند آدمی دنیا میں موجود ہی نہ ہو۔

"یس میڈم! — ہوش میں آگیا میڈم — حکم میڈم" — عمران نے بڑے مودبانہ بلکہ فدویانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر بالکل اس قسم کی بے چارگی سی ٹپکنے لگی تھی جیسے کہ عام طور پر خیراتی یتیم خانوں کے منیجروں کے چہروں پر برستی رہتی ہے۔

کیپٹن ارشد بڑے حیرت بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شدید تشویش کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"میڈم! — یہ آپ کے سیکرٹری ہیں یا —" کیپٹن ارشد نے بڑے مودبانہ انداز میں جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اسے شاید بتا دیا گیا تھا کہ جولیا پاکیشیا کے سب سے طاقتور عہدے دار ایکسٹو کی نمائندہ ہے۔ اس لئے کیپٹن ارشد کا لہجہ حد سے زیادہ مودبانہ تھا۔ لیکن عمران کے متعلق اس کا ردعمل دیکھنے کے لائق تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ فیصلہ کر چکا ہو کہ اس احمق اور ہونق آدمی کو کسی صورت بھی میٹنگ روم تک نہ جانے دے گا۔

"یا شوہر ہیں — یہی کہنا چاہتے ہیں آپ کیپٹن صاحب! یہ بات نہیں — میں نہ میڈم کا سیکرٹری ہوں نہ شوہر — بلکہ میرا نام علی عمران ایم۔ایس۔سی۔ ڈی۔ ایس سی (آکسن) ہے۔ اور میڈم میری باس ہیں" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں تعارف کرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سنجیدگی میں بھی حماقت کی جھلکیاں موجود تھیں۔

"خاموش رہو عمران! — اور کیپٹن! — کیا ہم یہیں کھڑے رہیں

گے ___ میرا وقت بے حد قیمتی ہے" ___ جولیا نے انتہائی سنجیدہ اور کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری میڈم! ___ تشریف لائیے! ___ باس اور دیگر شرکاء آپ کا انتظار کر رہے ہیں ___ لیکن آپ کے سیکرٹری کے بارے میں مجھے ہدایات لینی ہوں گی" ___ کیپٹن ارشد نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور تیزی سے اندرونی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

"تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے تو میں سب کے سامنے گولی مار دوں گی" ___ جولیا نے آگے بڑھتے ہوئے دانت کچکچا کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اور میں شہید محبت کہلاؤں گا ___ اور پھر میرے مزار پر قوالیاں ہوں گی ___ عرس پڑھے جائیں گے ___ محبت کرنے والے جوڑے منتیں مانگیں گے" ___ عمران نے یوں خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے جولیا کا اسے گولی مار دینا اس کے لئے بہت بڑا اعزاز ہو۔ عمران کی آواز اتنی اونچی تھی کہ آگے جاتا ہوا کیپٹن ارشد چونک پڑا۔ لیکن پھر بغیر بولے سیدھا ہو کر چلنے لگا۔

راہداری سے گذر کر وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں ایک بڑی سی میز اور اس کے گرد کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

"صرف ایک منٹ میڈم" ___ کیپٹن ارشد نے معذرت بھرے انداز میں کہا اور پھر میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک بٹن دبا دیا۔

"کیپٹن ارشد بول رہا ہوں باس! ___ میڈم مع سیکرٹری تشریف

لائی ہیں ___ مگر سر! ___ ان کا سیکرٹری مشکوک حرکتیں کر رہا ہے۔ اگر آپ باہر آکر اس سے مل لیں تو زیادہ بہتر ہے" ___ کیپٹن ارشد نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میڈم کو اندر بھیج دیں اور سیکرٹری کو وہیں روک لیں ___ میں میڈم سے تفصیلی بات کر کے پھر تمہیں اس کے متعلق احکامات دوں گا" دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"کرنل اسلم! ___ میں تمہارے اس کیپٹن کے ساتھ باہر نہیں رہوں گا ___ یہ مجھے بدمعاش قسم کا آدمی لگ رہا ہے" ___ عمران نے اچانک چیختے ہوئے کہا

"اوہ ___ اوہ! ___ یہ تو عمران کی آواز ہے" ___ دوسری طرف سے کرنل اسلم کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس سر! ___ ان کے سیکرٹری کا نام عمران ہی ہے" ___ کیپٹن ارشد نے حیرت بھرے انداز میں جواب دیا۔ اسے سمجھ نہ آرہی تھی کہ کرنل اسلم آواز سے اس ہونق سیکرٹری کو کیسے پہچان گئے۔ اور پھر وہ اسے بے تکلفی سے پکار رہے تھے۔ حالانکہ کرنل اسلم جو کہ سپیشل ملٹری ایجنسی کے چیف تھے انتہائی رعب دار اور دبدبے کے مالک تھے اور فوج کے کمانڈر انچیف تک کو گھاس نہ ڈالتے تھے۔

"اوہ یو فول ___ نانسنس! ___ انہیں فوراً اندر بھیجو ___ جلدی" ___ دوسری طرف سے کرنل اسلم نے بری طرح چنگھاڑتے ہوئے کہا۔

"یس سر ___ یس سر" ___ کیپٹن ارشد نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے رسیور رکھ کر مڑا۔

"آپ تشریف لے جایئے" ___ کیپٹن ارشد نے انتہائی مودبانہ
لہجے میں عمران اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری! ___ نہ میں اندر جاؤں گا ___ اور نہ میری باس میڈم جولیا
اب تو کرنل اسلم ہی ہمیں منا کر لے جا سکتے ہیں ___ تشریف رکھیں
میڈیم ___ بڑی اچھی جگہ ہے ___ ٹھنڈی اور کھلی جگہ ___ اب بھلا
دیکھیں! ___ آپ میڈم بھی بن گئیں اور باس بھی ___ لیکن آپ کا
فلیٹ کتنا گرم اور حبس زدہ ہے" ___ عمران نے ادھر ادھر
دیکھتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو ___ چلو اندر" ___ جولیا عمران کے ریمارکس
پر بری طرح بھڑ گئی۔

"آپ جا سکتی ہیں تو جائیں ___ میں تو نہیں جاتا ___ آخر آدمی
کو روٹھنے کا بھی تو حق ہونا چاہیئے ___ یہ کیا جب کہو، ٹھہر جاؤ ۔ تو ٹھہر
جائے ___ اور جب کہے چل پڑو تو چل پڑے ___ آدمی نہ ہوا، کوئی
مشین ہو گئی ___ اور میں کم از کم ایسی مشین نہیں بن سکتا ۔ جس کا
آپریٹنگ سوئچ کیپٹن ارشد جیسے ___ کپتان کے ہاتھوں میں ہو" ___
عمران کی زبان چل پڑی۔

"جناب! ___ میں شرمندہ ہوں ___ آئی ایم ویری سوری ___ آپ
مجھے معاف کر دیں" ___ کیپٹن ارشد نے لجاتے ہوئے انداز میں کہا
اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ کرنل اسلم کو جب پتہ چلا کہ
عمران اس کی وجہ سے روٹھا ہوا ہے تو اس کی شامت آ جائے گی۔

"ٹھیک ہے ___ ہوتے رہو شرمندہ ___ میں منع کرنے والا کون

ہوں ___ بہر حال جب تک کرنل اسلم مجھے منا کر نہ لے جائے گا۔ کم از کم
میں تو نہیں جاؤں گا" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ادھر جولیا علیحدہ کھڑی دانت پیس رہی تھی ۔ اس کا چہرہ غصے سے
سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی ساری آن بان عمران کی وجہ سے خراب ہوتی
جا رہی تھی ۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا یکلخت ایک سائیڈ کا دروازہ
کھلا اور ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر کا فوجی باہر آ گیا ۔ یہ کرنل اسلم تھا سپیشل
ملٹری ایجنسی کا چیف ۔

"کیا بات ہے ___ ؟ میں نے کہا تھا کہ انہیں اندر بھجوا دو لیکن ___"
کرنل اسلم نے بُری طرح دھاڑتے ہوئے کیپٹن ارشد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ب ___ باس! ___ میں تو کہہ رہا ہوں باس! ___ مگر عمران صاحب
روٹھے بیٹھے ہیں" ___ کیپٹن ارشد نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"روٹھے بیٹھے ہیں ___ کیا مطلب ___ ؟" کرنل اسلم حیرت بھرے
انداز میں ایک طرف صوفے پر بیٹھے ہوئے عمران کی طرف مڑا ۔

"ہاں بالکل! ___ میں روٹھا بیٹھا ہوں ___ یہ کوئی طریقہ ہے کہ تم
چیف کے نمائندوں کے استقبال کے لئے دشمنوں کو بھیج دیتے ہو" ___
عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دشمنوں کو ___ کیا مطلب ___ ؟ کیپٹن ارشد میرا خاص آدمی ہے"۔
کرنل اسلم نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت
کے آثار ابھر آئے تھے ۔

"اچھا! ___ تو پھر آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا! ___ کمال ہے ___ میں

سمجھا دشمنوں کا آدمی ہے ——— تبھی مجھے سیکرٹری شپ سے روک رہا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر اب احمقانہ انداز کی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

"آیئے میڈم آیئے! ——— بہت دیر ہو گئی ہے" ——— کرنل اسلم نے ایک طرف خاموش کھڑی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش کھڑی اب دانت پیسے جا رہی تھی۔ ایکسٹو کے فون ملنے کے بعد وہ اس لئے مسرت سے پھولی جا رہی تھی کہ ایکسٹو کے خصوصی نمائندے کی حیثیت سے وہ سب سے اہم ہو گی۔ لیکن یہاں سب عمران کے ہی چکر میں تھے اسے کوئی پوچھ ہی نہ رہا تھا۔ بہرحال کرنل اسلم کے کہنے پر وہ دروازے کی طرف مڑ گئی۔ کیپٹن ارشد ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔ کرنل اسلم اور جولیا اس کے قریب سے ہو کر آگے بڑھ گئے اور عمران اسے دیکھ کر استہزائیہ انداز میں مسکراتا ہوا یوں آگے بڑھ رہا تھا جیسے کوئی بہت بڑا فاتح کسی سلطنت کو فتح کرنے کے بعد دشمنوں کے جھکے ہوئے سروں پر پیر رکھتا ہوا آگے بڑھ رہا ہو۔

اور پھر جیسے ہی وہ کیپٹن ارشد کے پاس پہنچا، اچانک اس کے جسم نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور کیپٹن ارشد کی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ کیپٹن ارشد عمران کے ہاتھوں میں جکڑا اس کے سر کے اوپر سے بلند ہو کر ایک زوردار دھماکے سے نیچے فرش پر گرا تھا۔

"کیا ہوا ——— ؟ کیا مطلب" ——— ؟ کرنل اسلم نے بری طرح چیختے ہوئے مڑ کر کہا۔

"خبردار! ——— اگر حرکت کرنے کی کوشش کی تو گردن توڑ دوں گا۔"

عمران نے یکلخت غراتے ہوئے کہا۔ نیچے گرے ہوئے کیپٹن ارشد کی گردن پر اس کا ایک پیر جما ہوا تھا جب کہ دوسرا پیر اس نے کیپٹن ارشد کی ٹانگ پر رکھا ہوا تھا۔ عمران کا پیر کیپٹن ارشد کی گردن پر اس انداز میں جما ہوا تھا کہ واقعی اگر کیپٹن ارشد حرکت کرتا تو اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ جاتی۔

"عمران کیا کر رہے ہو" ——— ؟ جولیا نے حیرت بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"کرنل اسلم! ——— کیپٹن کے دائیں بازو پر لگا ہوا سٹار اتارو۔ جلدی" عمران نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ جولیا تو ایک طرف، کرنل اسلم جیسے شخص کے جسم میں سردی کی لہر سی دوڑ گئی۔ سٹار کی بات سنتے ہی کیپٹن ارشد نے یکلخت اچھلنے کی کوشش کی۔ مگر دوسرے لمحے کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے حلق سے چیخ نکلی اور پھر اس کا جسم ایک لمحے کے لئے پھڑک کر ساکت ہو گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون کی لکیریں بہہ نکلی تھیں۔ کیپٹن ارشد کے حرکت کرتے ہی عمران نے مخصوص انداز میں پیر کو موڑ دیا تھا جس کے نتیجہ میں اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

"اب اطمینان سے سٹار اتار لو" ——— عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم نے اسے مار ڈالا" ——— کرنل اسلم نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تو اور اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیتا ——— تاکہ یہ اطمینان سے ہمیں گولیاں رکر اپنے شاندار نشانے کی داد وصول کر کے باہر چلا جاتا۔ سوری کرنل!

میں دشمنوں کو ایسا موقع نہیں دیا کرتا" ___ عمران کا لہجہ بیحد سرد تھا۔

"دشمن! ___ اوہ ___" کرنل اسلم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر جھک کر اس نے کیپٹن ارشد کے دائیں کندھے پر لگا ہوا سٹار نوچ لیا۔

"یہ تو عام سٹار ہے ___ کیا ہے اس میں" ___؟ کرنل اسلم کا لہجہ کاٹ کھانے والا تھا۔

"اگر آپ کو اس کا اتنی آسانی سے پتہ چل سکتا تو میڈم مجھے سیکرٹری کی تنخواہ کیوں دیتیں" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر کرنل کے ہاتھ سے اسٹار لے کر اس نے اس کی ایک سائیڈ کو مخصوص انداز میں دبایا تو اسٹار کا اوپر والا حصہ کسی ڈھکن کی طرح کھل گیا۔ اور اندر انتہائی پیچیدہ مگر مختصر سی مشینری نظر آنے لگ گئی۔

"یہ جدید قسم کا اور وسیع حیطہ عمل کا ڈکٹا ٹیپ فون ہے جناب کرنل اسلم صاحب! ___ اور آپ کی خصوصی میٹنگ کی تمام کارروائی اس میں ٹیپ ہو کر جا لی تھی ___ یہ لیجئے اور اسے اپنی سپیشل ایجنسی کے عجائب گھر میں رکھ لیجئے۔ تاکہ آنے والی نسلوں کو پتہ چل سکے کہ پاکیشیا کی سپیشل ملٹری ایجنسی کیسی کیسی مشینری کو ٹریس کر لیتی ہے" ___ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا اور کرنل اسلم کی تو یہ حالت تھی کہ جیسے اس کے جسم میں خون کا ایک قطرہ تک باقی نہ رہا ہو۔ جولیا کا منہ بھی حیرت کے مارے آدھے سے زیادہ کھلا ہوا تھا۔

"آ ___ آپ کو اس کا کیسے علم ہوا" ___؟ کرنل اسلم نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ اب وہ عمران کو تم کی بجائے آپ

کہہ رہا تھا۔

"میں میڈم کا سیکرٹری ہوں ___ اور آپ جانتے کہ سیکرٹری ٹائپ کی مخلوق ایسی ہوتی ہے جسے ہر چیز کا پہلے سے ہی علم ہو جاتا ہے ویسے اگر آپ اسے غور سے دیکھیں تو آپ کو اس کے سرے پر ہلکی سی چمک نظر آئے گی ___ ایسی چمک جیسے رات کے وقت کوئی پھلجڑی چھوٹنے سے پیدا ہوتی ہے ___ اور یہی اس کی خاص نشانی ہے ___ لے ___ گذشتہ دس بارہ سالوں سے الیون تھرٹی ڈکٹا ٹیپ فون کے نام سے فیلڈ میں استعمال کیا جا رہا ہے ___ یہ کوئی نئی ایجاد تو نہیں ہے" ___ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور کرنل اسلم اور جولیا دونوں کے منہ اور زیادہ کھل گئے۔

"اوہ! ___ آپ کمال کے آدمی ہیں ___ حیرت ہے ___ میں بے حد شرمندہ ہوں عمران صاحب! ___ سخت شرمندہ" ___ کرنل اسلم نے انتہائی معذرت بھرے انداز میں کہا۔ وہ اب عمران کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی اور سیارے کی مخلوق ہو۔

"آپ نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا کہ میں ایک آدمی ہوں ___ ورنہ میں تو اب تک اپنے آپ کو ایک سیکرٹری ہی سمجھ رہا تھا ___ بہر حال اسے چیکنگ روم میں بھجوا دیجئے ___ اندر آپ کے مہمان بیٹھے بور ہو رہے ہوں گے" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا

"اوہ اچھا! ___ ٹھیک ہے" ___ کرنل اسلم نے یوں کہا جیسے وہ سپیشل ملٹری ایجنسی کا چیف نہ ہو بلکہ عمران کا ذاتی ملازم ہو۔

کرنل اسلم نے میز کے کنارے پر لگی ہوئی گھنٹی بجائی تو دوسرے لمحے

دروازے سے ایک فوجی اندر داخل ہوا۔

"میجر صولت کو بلاؤ ـــــ جلدی" ـــــ کرنل اسلم نے دھاڑتے ہوئے کہا اور فوجی تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"آیئے مس جولیا! ـــــ ہم تو اندر چلیں ـــــ کم از کم مہمانوں سے تعارف تو ہو جائے گا" ـــــ عمران نے مسکرا کر دروازے کی طرف مڑتے ہوئے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے ـــــ آپ تشریف لے جائیں ـــــ میں کیپٹن ارشد کی لاش بھی بھجواتا ہوں اور اس بارے میں تفصیلی انکوائری کا حکم دے کر ابھی آتا ہوں" ـــــ کرنل اسلم نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور عمران اور جولیا اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

دروازہ کھلا تو کمرے میں بیٹھا میجر پرمود یکلخت اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو میجر بیٹھو" ـــــ آنے والے نے بڑے مشفقانہ لہجے میں کہا اور پھر گھوم کر میز کے پیچھے پڑی ہوئی اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ میجر پرمود بھی میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ یہ بلگارنیہ کی ملٹری ڈی ایجنسی کا چیف کرنل ڈی تھا۔

"آپ نے مجھے یاد کیا تھا کرنل" ـــــ میجر پرمود نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــــ میں اہم میٹنگ میں مصروف تھا ـــــ وہاں مجھے چند لمحے دیر ہو گئی۔ اس لئے تمہیں انتظار کرنا پڑا" ـــــ کرنل ڈی نے قدرے معذرت بھرے انداز میں کہا۔

"اوہ سر! ـــــ کوئی بات نہیں" ـــــ میجر پرمود نے متشکرانہ لہجے میں کہا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں قدرے حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

کیونکہ کرنل ڈی کا رویہ کچھ بدلا ہوا تھا۔ کرنل ڈی اور اس طرح کی باتیں!

"تم شاید میرے رویے کی وجہ سے حیران ہو رہے ہو ــــ ایسی کوئی بات نہیں میجر! ــــ میرے دل میں تمہارے لئے بے حد قدر ہے ــــ تم بلگارنیہ کی ناک ہو ــــ تم جیسے سپوتوں پر قومیں صدیوں فخر کرتی رہتی ہیں"۔ کرنل ڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر! ــــ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ــــ کیسا سپوت اور کیسا فخر میں تو صرف اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتا ہوں" ــــ میجر پرمود نے کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ اس بار میں جس مشن پر تمہیں بھیجنا چاہتا ہوں ــــ یہ مشن ایسا ہے کہ جس میں تمہاری کامیابی کے چانس ففٹی ففٹی ہیں ــــ اور اگر تم ناکام رہے تو پھر نہ تم میجر رہو گے ــــ اور نہ میں کرنل ڈی رہوں گا" ــــ کرنل نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ففٹی ففٹی چانس کا مطلب تو کامیابی ہوتا ہے سر! ــــ میرے لئے اگر ننانوے فیصد ناکامی کے چانس ہوں ــــ تب بھی میں باقی ایک فیصد کامیابی کو سو فیصد بنا لیتا ہوں" ــــ میجر پرمود نے حیرت سے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔ وہ حیران ہو رہا تھا کہ کرنل ڈی کو آج کیا ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے تو اس نے کبھی ایسی باتیں نہ کی تھیں۔

"پاکیشیا کے علی عمران اور سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو جانتے ہو ــــ؟" کرنل ڈی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پراسرار سے انداز میں پوچھا۔

"علی عمران ــــ نام تو سنا ہوا ہے ــــ اور یہ بھی سنا ہوا ہے کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے فری لانسر انداز میں کام کرتا ہے ــــ بظاہر احمق

لیکن دراصل انتہائی چالاک اور عیار آدمی ہے ــــ اور جہاں تک ایکسٹو کا تعلق ہے۔ صرف اس قدر معلوم ہے کہ وہ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کا چیف ہے ــــ اور کبھی کسی کے سامنے نہیں آتا ــــ اس سے زیادہ کا مجھے علم نہیں۔ کیونکہ میرا فیلڈ ان لوگوں سے مختلف ہے" ــــ میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس بار شاید تمہارا مقابلہ ان سے ہو جائے۔ اس لئے میں ففٹی ففٹی چانس کی بات کر رہا ہوں ــــ یہ فائل دیکھو! ــــ اس میں عمران کے بارے میں کچھ تفصیلات موجود ہیں۔ پہلے اسے پڑھ لو" ــــ کرنل ڈی نے میز کی دراز کھول کر ایک فائل نکال کر میجر پرمود کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ میجر پرمود نے فائل لے کر اسے کھولا اور پھر بغور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

یہ فائل پانچ چھ اوراق پر مشتمل تھی۔ میجر پرمود جیسے جیسے فائل پڑھتا جا رہا تھا اس کی فراخ پیشانی پر سلوٹیں ابھرتی جا رہی تھیں۔ فائل کے اختتام پر تین چار فوٹو بھی موجود تھے۔

میجر پرمود کچھ دیر تک ان تصویروں کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر فائل بند کر دی۔

"یس سر! ــــ میں نے پڑھ لی ہے ــــ مجھے تو یہ فائل مبالغے پر مبنی معلوم ہو رہی ہے ــــ یوں لگتا ہے جیسے عمران کے کسی پرستار نے اسے ہیرو بنانے کے چکر میں من گھڑت واقعات لکھ دیئے ہیں" ــــ میجر پرمود نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور کرنل ڈی کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

"تم اسے خود کام کرتے ہوئے دیکھو گے۔ تب تمہیں پتہ چلے گا کہ جو کچھ اس فائل میں لکھا گیا ہے وہ اصل سے کتنا کم ہے"۔۔۔ کرنل ڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کناروں پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبا دیئے۔

بٹن دبتے ہی کمرے میں یکلخت اندھیرا چھا گیا اور اس کے ساتھ ہی سامنے دیواروں پر ایک سکرین روشن ہو گئی۔ یہ سکرین ایسے رخ پر تھی کہ میجر پرمود اور کرنل ڈی دونوں کو آسانی سے نظر آ رہی تھی۔

"دیکھو اس عمران کو"۔۔۔ اندھیرے میں کرنل ڈی کی آواز سنائی دی۔ دوسرے لمحے سکرین پر جھماکا ہوا اور پھر اس پر ایک گارڈن پارٹی کا منظر ابھر آیا۔

"یہ جو چوتھی میز پر ٹیکنی کلر لباس پہنے احمق سا آدمی بیٹھا نظر آ رہا ہے یہ علی عمران ہے"۔۔۔ کرنل ڈی کی آواز سنائی دی۔

"میں نے اسے پہچان لیا ہے سر۔۔۔ فوٹو میں نے دیکھ لئے ہیں"۔ میجر پرمود نے جواب دیا۔

پارٹی میں خاصی گہما گہمی نظر آ رہی تھی۔ پھر اچانک عمران کی سائیڈ میز پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکالا اور عمران پر فائر کر دیا۔ اس نوجوان کے انداز میں اس قدر مہارت اور پھرتی تھی کہ میجر پرمود جیسا شخص بھی اس کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عمران اس سے بھی زیادہ تیزی سے اپنے آپ کو ہٹا کر گولی کی زد سے بچ نکلا۔ بلکہ پلک جھپکنے میں وہ اچھلا اور اس کی لات نے نوجوان کے ہاتھ سے ریوالور فضا میں اچھال دیا۔

اسی لمحے اردگرد موجود تقریباً دس کے قریب افراد نے ریوالور نکال کر عمران پر فائر کھول دیا۔ لیکن عمران کے جسم میں تو واقعی بجلیاں بھری ہوئی تھیں۔ وہ صرف چھلانگ لگا کر ان کے سروں کے اوپر سے نکل گیا۔ اس طرح دس میں سے چار افراد تو اپنے ساتھیوں کی گولیوں کا شکار ہو گئے۔ اور پھر باقی چھ افراد کو عمران نے اس تیزی، پھرتی اور حیرت انگیز مہارت سے زمین بوس کر دیا کہ میجر پرمود جیسا ایجنٹ بھی پلکیں جھپکانا بھول گیا۔ اس کے ساتھ ہی سکرین ایک جھماکے سے صاف ہو گئی اور کمرہ چٹک کی آواز سے روشن ہو گیا۔

"یہ اس شخص کے صرف ایک انداز کی ہلکی سی جھلک ہے"۔۔۔ کرنل ڈی کی آواز سنائی دی اور میجر پرمود جو حیرت سے بت کی طرح بیٹھا تھا بے اختیار چونک پڑا۔

"واقعی باس!۔۔۔ یہ شخص لڑائی بھڑائی کے فن میں حیرت انگیز صلاحیتیں رکھتا ہے۔ اس نے اپنے اس انداز سے مجھے بھی حیرت زدہ کر دیا ہے"۔۔۔ میجر پرمود نے پہلی بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اب شاید تمہیں اس فائل کے مندرجات پر کچھ یقین آ گیا ہو گا"۔ کرنل ڈی نے یوں کہا جیسے وہ ہر قیمت پر عمران کی برتری ثابت کرنے پر تلا ہوا ہو۔

"ہاں!۔۔۔ بہرحال اس شخص سے میرا ٹکراؤ کس انداز میں ہونا ہے"۔ میجر پرمود نے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا مقصد تمہیں خوفزدہ یا مرعوب کرنا نہیں۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ صلاحیتوں کے لحاظ سے تم عمران سے کسی طور بھی کم نہیں ہو۔ میں

نے یہ فائل اور فلم تمہیں صرف اس لئے دکھائی ہے کہ تمہیں اندازہ ہو جائے
کہ عمران کیسا آدمی ہے" ـــــ کرنل ڈی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں
جواب دیا۔

"میں سمجھ گیا سر" ـــــ میجر پرمود نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"اب اصل بات سن لو! ـــــ بلگارنیہ کی ڈیفنس لیبارٹری میں ایک
اہم جنگی فارمولے پر کام ہو رہا تھا۔ جب فارمولا کامیابی کے قریب پہنچا تو
اچانک ایک اہم سائنسدان پروفیسر بارکی لیبارٹری سے غائب ہو گیا۔ اس
کے اس طرح اچانک غائب ہونے پر جب پڑتال کی گئی تو پتہ چلا کہ اصل
فارمولا بھی غائب ہے ـــــ اس پر ملٹری انٹیلی جنس نے انتہائی تیزی
سے کام کیا تو یہ اطلاع ملی کہ پروفیسر بارکی کو پاکیشیا میں دیکھا گیا ہے۔ جس پر
ہم نے پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت واپس لانے کے لئے گروپ بھیجا
تو پتہ چلا کہ پروفیسر بارکی فارمولا سمیت وہاں سے بھی کہیں جا چکا ہے۔
یا اُسے چھپا دیا گیا ہے ـــــ بہر حال اس سلسلے میں یہ رپورٹ بھی ملی ہے
کہ آخری بار پروفیسر بارکی نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو سے
ملاقات کی تھی۔ اس کے بعد اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکا ـــــ یہ فارمولا
اس قدر اہم ہے کہ اگر پاکیشیا کے ہاتھ لگ گیا اور اس نے اس پر ہتھیار
تیار کر لیا تو اس پورے علاقے میں جنگی لحاظ سے اس کی پوزیشن انتہائی
بہتر ہو جائے گی ـــــ اور بلگارنیہ کا دفاع خطرے میں پڑ جائے گا۔ یہ
درست ہے کہ بلگارنیہ اور پاکیشیا دونوں کے تعلقات بظاہر دوستانہ اور
اچھے ہیں ـــــ لیکن درپردہ دونوں کے درمیان جدید ترین جنگی ہتھیاروں

کی دوڑ جاری ہے اور دونوں ملکوں کے مفادات اپنے اپنے اور درصل ایک
دوسرے کے متضاد ہیں ـــــ یہ کیس ملٹری انٹیلی جنس سے سیکشن ڈی
کو ریفر کر دیا گیا ـــــ میں نے اپنے طور پر تحقیقات شروع کر دی۔ لیڈی طاہرہ
اور کیپٹن طارق کے ذریعے کام آگے بڑھایا گیا ـــــ لیڈی طاہرہ کو گرفتار کرا کر
پاکیشیا کے ایک اہم فوجی اڈے پر بھجوایا گیا اور کیپٹن طارق کو بھی وہاں بھیجا
گیا ـــــ وہاں پہنچ کر کیپٹن طارق نے اس اڈے کے ایک اہم فرد
میجر صولت کی جگہ لے لی اور لیڈی طاہرہ فرار ہو کر واپس آگئی۔ میجر صولت
انتہائی کام کا آدمی نکلا ـــــ وہ پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس کا اہم مہرہ تھا۔
اور کسی خاص مشن پر اس سرحدی اڈے پر آیا تھا۔ اس طرح کیپٹن طارق
میجر صولت کے روپ میں واپس ہیڈ کوارٹر چلا گیا ـــــ وہاں پہنچ کر
اس نے میری ہدایات پر اپنا جال پھیلایا تو انکشاف ہوا کہ پروفیسر بارکی
کو پاکیشیا کی کسی انتہائی خفیہ لیبارٹری میں منتقل کر دیا گیا ہے اور اس
فارمولے کی تیاری کے لئے اس لیبارٹری میں پاکیشیا کے انتہائی قریبی
دوست ملک شوگران کے سائنسدان بھی کام کر رہے ہیں۔ اور یہ بھی
پتہ چلا ہے کہ اس لیبارٹری کی حفاظت کا کام پاکیشیا کے حکام نے خصوصی
طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے ذمہ لگا دیا ہے۔ چنانچہ
میں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ یہ مشن تمہارے سپرد کر دیا جائے
تم نے پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت اس لیبارٹری سے اس طرح اغوا
کر کے لے آنا ہے کہ پاکیشیا والے سر پیٹتے رہ جائیں" ـــــ کرنل ڈی
نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر بارکی کو ضروری ساتھ لانا ہے ـــــ یا صرف فارمولے سے

گذارہ ہو جائے گا" ــــــــ ؟ میجر پرمود نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"پروفیسر بار کی اس فارمولے کا اصل موجد ہے ــــ اور جہاں تک فارمولے کا تعلق ہے۔ یہ صرف اشارات پر مبنی ہے۔ باقی پروفیسر بار کی کے ذہن میں ہے ــــ لیکن اگر کسی بھی صورت میں پروفیسر بار کی نہ آسکے تو پھر اس کا ہلاک کر دیا جانا ضروری ہے ــــ فارمولے کے اشارات پر ہمارے سائنسدان نئے سرے سے محنت کر کے اسے سنبھال لیں گے بہرحال فارمولے کی واپسی ہر صورت میں ضروری ہے" ــــ کرنل ڈی نے جواب دیا۔

"لیکن اب تک یہ اشارات پاکیشیا اور شوگران کے سائنسدانوں کو بھی معلوم ہو گئے ہوں گے" ــــ میجر پرمود نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا

"نہیں! ــ اس کا امکان نہیں ہے۔ کیونکہ پروفیسر بار کی دراصل نسلاً یہودی ہے۔ اس نے لازماً اپنی اہمیت قائم رکھنے کے لئے اصل اشارات خفیہ رکھے ہوں گے ــــ اور جہاں تک میں نے تحقیقات کی ہے۔ پروفیسر بار کی یہاں سے فرار بھی لالچ کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہاں اس نے حکومت کو اصل فارمولا دینے کے لئے ایک بھاری رقم وصول کر لی تھی۔ چونکہ فارمولا بے حد اہم تھا اور پروفیسر بار کی کافی عرصے سے بلگارنیہ کے لئے کام کر رہا تھا اس لئے حکومت نے اس پر اعتماد کر لیا۔ ــــ لیکن رقم وصول کرتے ہی وہ فرار ہو گیا ــــ اور ظاہر ہے اس نے اب اس کا سودا پاکیشیا اور شوگران سے کیا ہو گا۔ شوگران والے چونکہ اپنی خفیہ لیبارٹریوں میں کسی صورت میں بھی کسی غیر ملکی کو داخل نہیں ہونے دیتے ــــ اس لئے یہ فارمولا پاکیشیا میں ہی تیار کیا جا رہا ہو گا

اور مجھے یقین ہے کہ پروفیسر بار کی کچھ روز وہاں کام کرنے کے بعد جب حکومت پاکیشیا اور شوگران کو یہ باور کرا دے گا کہ فارمولا واقعی قابل عمل ہے اور اس سے پاکیشیا یا شوگران کی جنگی صلاحیتوں میں بے پناہ اضافہ ہو سکتا ہے تو پھر وہ ان سے سودا کرے گا اور بھاری معاوضہ وصول کر کے وہاں سے بھی فرار ہونے کی کوشش کرے گا۔ تاکہ اس فارمولے کو کسی اور ملک کو فروخت کر سکے ــــ اور شاید اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکیشیا والوں نے اس لیبارٹری کی حفاظت کا کام ملٹری سیکشن کی بجائے سیکرٹ سروس کے ذمہ لگایا ہے ــــ آج صبح مجھے اطلاع ملی کہ پاکیشیا کی ملٹری سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں شوگران حکام اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نمائندوں کے درمیان کوئی اہم میٹنگ ہونے والی ہے اس پر کیپٹن طارق کی معرفت اس میٹنگ کی تفصیلات حاصل کرنے کا پلان بنایا گیا اور کیپٹن طارق نے ملٹری سپیشل ایجنسی کے چیف کرنل اسلم کے اسسٹنٹ کیپٹن ارشد کے ذریعے اس میٹنگ کی کارروائی الیون تھرٹی ڈکٹا ٹیپ فون پر ٹیپ کرنے کی پلاننگ مکمل کر لی اور الیون تھرٹی ڈکٹا ٹیپ فون کیپٹن ارشد کے بازو پر موجود سٹار کی شکل میں لگا دیا اور اس کا علم کیپٹن ارشد کو بھی نہ ہو سکا ــــ لیکن بعد میں رپورٹ ملی کہ میٹنگ سے پہلے یہ ڈکٹا ٹیپ فون ٹریس ہو گیا اور کیپٹن ارشد مارا گیا ــــ اس طرح اس میٹنگ کی کارروائی کا ہمیں علم تو نہ ہو سکا ــــ بہرحال اتنا پتہ چل گیا ہے کہ اس میٹنگ میں شوگران کے اعلیٰ حکام اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ شامل ہوتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ میٹنگ پروفیسر بار کی کے سلسلے میں ہی ہوئی ہو گی" ــــ کرنل ڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس لیبارٹری کے محل وقوع کا کوئی اتہ پتہ ـــــ جہاں پروفیسر بارکی اپنے فارمولے سمیت موجود ہے" ـــــ ؟ میجر پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"فی الحال تو اتنا ٹریس ہوسکا ہے کہ یہ لیبارٹری پاکیشیا کے دارالحکومت کے کہیں آس پاس ہی موجود ہے ـــــ البتہ کیپٹن طارق کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح اس لیبارٹری کا پتہ چلا سکے" ـــــ کرنل ڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے سر! ـــــ میں اس مشن کے لئے پوری طرح تیار ہوں ـــــ میں اس عمران کے ذریعے اس خفیہ لیبارٹری کو ٹریس کر لوں گا ـــــ کم از کم اس کا کلیو تو میرے پاس ہے" ـــــ میجر پرمود نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــــ لیکن جس طرح کا یہ شخص ہے ـــــ اس کے متعلق تمہیں پتہ چل گیا ہے ـــــ اس لئے تم اپنا منصوبہ انتہائی احتیاط سے بناؤ گے ـــــ عمران بے حد چالاک اور عیار آدمی ہے" ـــــ کرنل ڈی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس ـــــ عمران ٹائپ آدمیوں کو میں ڈیل کرنا اچھی طرح جانتا ہوں ـــــ بہرحال آپ مطمئن رہیں۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے بعد پروفیسر بارکی اپنے فارمولے سمیت آپ کے سامنے موجود ہوگا" ـــــ میجر پرمود نے انتہائی بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن طارق سے اگر ملنا چاہو تو مل لینا ـــــ وہ ویسے بھی تمہارا

بہت بڑا فین ہے ـــــ انتہائی ذہین۔ پرجوش اور کام کا آدمی ثابت ہو رہا ہے۔ یہ اس کا پہلا مشن ہے۔ لیکن اس میں اس نے خاصی اچھی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے ـــــ میں اسے کاشن دے دوں گا۔ تم سپیشل زیرو فریکوئنسی پر اس سے بات کر سکتے ہو۔ کوڈ زیرو زیرو ناٹن بتا دینا ـــــ وہ تمہارے احکامات کی پوری طرح پیروی کرے گا" ـــــ کرنل ڈی نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں دیکھ لوں گا ـــــ پروفیسر بارکی کا کوئی فوٹو وغیرہ مل جائے گا" ـــــ میجر پرمود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ یہ لو اس مشن کی فائل۔ اس میں سب کچھ موجود ہے" ـــــ کرنل ڈی نے میز کی دراز سے ایک سرخ رنگ کی فائل نکال کر میجر پرمود کو دیتے ہوئے کہا۔ اور پرمود نے فائل لے کر اسے تہہ کر کے جیب میں رکھا اور پھر کرنل ڈی کو گڈ بائی کہتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

بلگارنیہ کا کیپٹن طارق پاکیشیا سپیشل ملٹری ایجنسی کے میجر صولت کے روپ میں اپنے مخصوص کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ لیڈی طاہرہ کے پیچھے جب اسے پاکیشیا کے سرحدی خفیہ اڈے کے گرد مشکوک انداز میں پھرتے ہوئے جب ــــ پکڑ کر اڈے کے اندر لے جایا گیا تو وہاں اس سے پوچھ گچھ میجر صولت نے کی تھی اور کیپٹن طارق کو جیسے ہی علم ہوا کہ میجر صولت کا تعلق پاکیشیا کی سپیشل ملٹری ایجنسی سے ہے اور وہ کسی خاص کام سے اتفاقاً اس اڈے پر آیا ہوا ہے تو اس نے فوراً ہی فیصلہ کر لیا کہ وہ میجر صولت کا ہی روپ دھارے گا کیونکہ میجر صولت کا قدوقامت اور تقریباً چہرے اور بالوں کی ساخت کیپٹن طارق سے بہت ملتی جلتی تھی۔ تشدد شروع میں اس پر اور لیڈی طاہرہ پر خاصا تشدد کیا گیا۔ لیکن پھر میجر صولت کی عیاشانہ فطرت نے جلوہ دکھایا اور خصوصی پوچھ گچھ کے لئے وہ لیڈی طاہرہ کو جو انتہائی پرشباب لڑکی تھی ایک علیحدہ سیل میں

لے گیا۔ کیپٹن طارق اشاروں کے مخصوص کوڈ میں لیڈی طاہرہ کو نہ صرف اپنے متعلق بتا چکا تھا بلکہ اس نے اُسے یہ اشارہ بھی دے دیا تھا کہ وہ میجر صولت کا روپ دھارنا چاہتا ہے۔ اور لیڈی طاہرہ کا تو مشن ہی یہی تھا کہ وہ کیپٹن طارق کو وہاں ایڈجسٹ کر کے وہاں سے نکل جائے چنانچہ جیسے ہی میجر صولت نے لیڈی طاہرہ پر اپنی عیاش فطرت ظاہر کی، لیڈی طاہرہ نے فوراً ہی اُسے اپنے شیشے میں اتار لیا اور اس طرح میجر صولت نے کیپٹن طارق کو وہیں علیحدہ سیل میں طلب کر لیا۔ اس کے بعد مسئلہ بالکل ہی آسان ہو گیا۔

لیڈی طاہرہ اور کیپٹن طارق نے مل کر میجر صولت کو شکار کر لیا۔ اور پھر اس پر بے پناہ تشدد کر کے انہوں نے اس سے سپیشل ملٹری ایجنسی اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے متعلق تمام تفصیلات حاصل کرنے کے بعد اس کی گردن توڑ ڈالی۔ اس کے بعد کیپٹن طارق کو میجر صولت کا روپ بدلنے میں کوئی پریشانی نہ ہوئی۔ خفیہ میک اپ باکس کی مدد سے سارا کام آسان ہو گیا۔ مُردہ میجر صولت کے چہرے پر کیپٹن طارق کا میک اپ کر دیا گیا۔ اس کے بعد کیپٹن طارق نے میجر صولت بن کر کیپٹن طارق کی لاش اور لیڈی طاہرہ کو سپیشل ملٹری ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر ہمراہ لے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس طرح وہ انہیں جیپ میں ڈال کر وہاں سے چل پڑا۔ راستے میں جیپ کا ایکسیڈنٹ ظاہر کیا گیا۔ اس طرح لیڈی طاہرہ کو آزاد کر دیا گیا اور کیپٹن طارق کے مُردے جسم کے ٹکڑے اڑا دیئے گئے اور میجر صولت معمولی سا زخمی ہو کر واپس ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا۔ جہاں سرسری سی تحقیقات کے بعد یہ کیس ختم کر دیا گیا۔ اس طرح کیپٹن طارق سپیشل ملٹری

ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں بڑے اہم عہدے پر آزادی سے کام کرنے لگا۔
اور اس نے انتہائی اہم معلومات حاصل کر کے سپیشل زیرو فریکوئنسی پر
کرنل ڈی تک پہنچانے شروع کر دیئے۔ اس نے میجر صولت کا بہروپ
اس کامیابی سے بھرا تھا کہ کسی کو بھی اس پر شک نہ ہو سکا۔
پھر کرنل ڈی کی خصوصی ہدایات پر ہی اس نے کرنل اسلم کے پرسنل
سیکرٹری کیپٹن ارشد کا اصل سٹار بدل کر اس کی جگہ الیون تھرٹی ڈکٹا
ٹیپ فون لگا دیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ میٹنگ شروع ہونے والی ہے
صرف پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے نمائندے کا انتظار
ہے۔ اور وہ اس میں اہم ترین میٹنگ کی کارروائی کے سلسلے میں ہی بے چین
تھا کہ جلد از جلد یہ میٹنگ ختم ہو تو وہ ڈکٹا ٹیپ فون واپس حاصل کر کے
رپورٹ کرنل ڈی تک پہنچا دے۔ اُسے صرف کیپٹن ارشد سے خطرہ
تھا کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ کیپٹن ارشد بے حد ذہین نوجوان تھا یہی
وجہ تھی کہ اس نے کیپٹن ارشد کے علم میں لائے بغیر اسٹار بدل دیا تھا۔
اسی لمحے دروازہ کھلا اور کیپٹن طارق نے چونک کر دروازے کی
طرف دیکھا۔ دروازے پر ایک فوجی سپاہی موجود تھا۔
"آپ کو باس یاد کر رہے ہیں — فوراً پہنچیں" — سپاہی نے
فوجی انداز میں سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔
"اوہ اچھا" — کیپٹن طارق نے کہا اور پھر وہ ہونٹ بھینچے تیزی
سے کمرے سے نکلا اور تیزی سے استقبالیہ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے
سمجھ نہ آ رہی تھی کہ میٹنگ کے دوران کرنل اسلم نے اُسے کیوں بلایا ہے
اور پھر اگر اُسے بلانا ہی ہوتا تو وہ کیپٹن ارشد کے ذریعے بلاتا — سپاہی

بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہی سوچتا ہوا وہ راہداری سے گذر کر جیسے
ہی دروازے میں داخل ہوا۔ وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ سامنے ہی
فرش پر کیپٹن ارشد کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اور الیون تھرٹی ڈکٹا فون بجائے
کیپٹن ارشد کے کاندھے پر ہونے کے کرنل اسلم کے ہاتھ میں تھا۔ کمرے
میں کرنل اسلم کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا اور کرنل اسلم کا چہرہ غصے اور
جلال کی وجہ سے سیاہی مائل پڑا ہوا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے
تھے۔ کیپٹن طارق کا دل ایک لمحے کے لئے تو بالکل ہی ڈوب گیا۔ لیکن
اس نے جلدی سے اپنے آپ کو سنبھالا اور تیزی سے کرنل اسلم کو فوجی
انداز میں سیلوٹ مارا۔
"میجر صولت! — کیپٹن ارشد غدار تھا — یہ دیکھو! — اس کے
کاندھے پر یہ جدید ترین ڈکٹا ٹیپ فون اسٹار کی صورت میں موجود تھا تاکہ
اس کے ذریعے یہ اس ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کی کارروائی ٹیپ کر سکے۔
اب تم نے فوری طور پر اس کیس کی انکوائری کرنی ہے کہ کیپٹن ارشد کی
جڑیں کہاں تک پھیلی ہوئی ہیں — اس کے سب ساتھیوں کو گرفتار
کرنا چاہیے — اور اس کی لاش کو لے جا کر برقی بھٹی میں ڈال دو۔
میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کیپٹن ارشد جیسا آدمی بھی دشمنوں کا ایجنٹ
ہو سکتا ہے" — کرنل اسلم نے بُری طرح دھاڑتے ہوئے کہا۔
"اوہ سر! — ویری سٹرینج سر! — کیپٹن ارشد پر تو کبھی معمولی سا بھی
شک بھی نہیں پڑ سکا تھا — سر کیسے پتہ چلا سر" — کیپٹن طارق
نے اپنے لہجے میں بے پناہ حیرت بھرتے ہوئے کہا۔
"ہمیں تو شاید زندگی بھر پتہ نہ چلتا — لیکن سیکرٹ سروس کے نمائندوں

نے اسے ایک لمحے میں ٹریس کر لیا ——— مجھے سخت شرمندہ ہونا پڑا اور اب یہ شرمندگی صرف اسی صورت میں دُور ہو سکتی ہے کہ تم اس ساری سازش کو بے نقاب کر دو ——— ابھی سے کام شروع کر دو ——— اور میٹنگ کے اختتام تک مجھے ابتدائی کامیابی کی رپورٹ مل جانی چاہیئے۔ گو آن" ——— کرنل اسلم نے سخت اور سرد لہجے میں کہا اور پھر الیون تھرٹی ڈکٹا فون ٹیپ کیپٹن طارق کے ہاتھ میں دے کر وہ میٹنگ رُوم کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

میٹنگ روم کا دروازہ بند ہو جانے پر کیپٹن طارق نے ایک طویل سانس لیا۔ اس کا میٹنگ کی کارروائی والا مشن تو فیل ہو ہی گیا تھا۔ کیونکہ الیون تھرٹی ڈکٹا فون ٹیپ کھل جانے کے بعد اس کے اندر موجود ٹیپ بے کار ہو جاتا تھا۔ اور نیا ٹیپ فٹ کرنے کے لئے دو تین گھنٹوں کی ضرورت تھی۔ اور وہ زیادہ دیر یہاں رک بھی نہ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے ڈکٹا فون کو جیب میں ڈالا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ اس نے کیپٹن ارشد کی لاش کو برقی بھٹی میں ڈالنے کے احکامات صادر کئے اور اس کے بعد اس نے بڑے زور شور سے انکوائری کا آغاز کر دیا۔ ظاہر ہے انکوائری اس نے جو کرنی تھی فضول کرنی تھی۔ اب وہ کرنل اسلم کو یہ بتانے سے رہا کہ اصل مجرم وہ خود ہی ہے۔ اس لئے اس نے کیپٹن ارشد کے رہائشی کمرے کی تلاشی لی اور پھر خود ہی ایک ایسا کاغذ تیار کر کے وہاں سے برآمد کیا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کیپٹن ارشد کا تعلق کافرستان کی سیکرٹ سروس سے ہے۔ وہ اس سلسلے میں بلگارنیہ کا نام درمیان میں نہ آنے دینا چاہتا تھا۔ اس کاغذ کی تیاری اور برآمدگی کے بعد اس نے اپنی

انکوائری رپورٹ تیار کی اور میٹنگ کے اختتام پر جب کرنل اسلم نے اُسے اپنے دفتر میں طلب کیا تو وہ یہ رپورٹ اور کاغذ لے کر وہاں پہنچ گیا۔

"کچھ پتہ چلا" ——— ؟ کرنل اسلم نے کیپٹن طارق کے دفتر میں داخل ہوتے ہی پوچھا۔

"یس سر! ——— خاصی کامیابی ہوئی ہے ——— یہ کاغذ دیکھیئے سر! ——— یہ کاغذ کیپٹن ارشد کے رہائشی کمرے سے ٹریس کیا گیا ہے" ——— کیپٹن طارق نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ہاتھ میں پکڑا ہوا کاغذ کرنل اسلم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ——— تو اس کا مطلب ہے کہ ارشد کافرستان کا ایجنٹ تھا۔ اور کافرستانی ایجنٹوں نے اُسے یہ ڈکٹا فون ٹیپ سپلائی کیا تھا" ——— کرنل اسلم نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یس سر! ——— یہ میری انکوائری رپورٹ ہے سر" ——— کیپٹن طارق نے سر ہلاتے ہوئے اپنی رپورٹ کی فائل اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ——— بیٹھو" ——— کرنل اسلم نے پہلی بار کہا اور کیپٹن طارق شکریہ ادا کر کے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

کرنل اسلم کافی دیر تک انکوائری رپورٹ پڑھتا رہا۔

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی میجر" ——— کرنل اسلم نے فائل بند کرتے ہوئے کیپٹن طارق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کونسی سر ——— ؟" کیپٹن طارق نے چونک کر پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں اُلجھن کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔

"اس میٹنگ سے کافرستان کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے ——— اگر کوئی

دلچسپی ہو سکتی ہے تو بلگارنیہ کو ہو سکتی ہے" ——— کرنل اسلم نے کہا۔

"سر! ——— ہو سکتا ہے کہ بلگارنیہ نے براہ راست سامنے آنے کی بجائے کافرستان کا ذریعہ استعمال کرنے کی کوشش کی ہو تاکہ اس پر شک نہ پڑ سکے" ——— کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں! ——— ایسا ممکن ہے ——— ٹھیک ہے ——— بہرحال اب ہمیں ہر طرف سے ہوشیار رہنا ہوگا ——— او کے ——— تم جاؤ" ——— کرنل اسلم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن طارق سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ دل ہی دل میں کرنل اسلم کی سادہ لوحی پر ہنس رہا تھا جو سپیشل ملٹری ایجنسی کا سربراہ تھا۔ لیکن ذہنی طور پر بالکل ہی سیدھا سادھا تھا کہ کیپٹن طارق نے اُسے آسانی سے بیوقوف بنالیا تھا۔ لیکن اب کیپٹن طارق سوچ رہا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ان نمائندوں کا پتہ چلائے جنہوں نے ڈکٹا فون کا اتنی جلدی پتہ چلالیا۔ چنانچہ وہ گیسٹ سکیورٹی روم کی طرف بڑھ گیا۔

سکیورٹی انچارج کیپٹن برنی، میجر صولت کو وہاں دیکھ کر بری طرح بوکھلا گیا۔

"سر! ——— کوئی غلطی تو نہیں ہو گئی سر ——— مجھے اطلاع ملی ہے کہ کیپٹن ارشد غدار ثابت ہوا ہے" ——— کیپٹن برنی نے مودبانہ انداز میں سیلوٹ مارتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہاری غلطی نہیں ہے ——— اب بھلا کون تصور کر سکتا تھا کہ کیپٹن ارشد جیسا شخص بھی غدار ہو سکتا ہے" ——— کیپٹن طارق نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر کیپٹن برنی کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہ کرسی پر

بیٹھ گیا۔

"واقعی سر! ——— انتہائی حیرت انگیز خبر ہے ——— کیپٹن ارشد کا نے کے بعد تو انسان کو اپنے آپ پر بھی یقین نہیں رہا ——— بہرحال ئیے! ——— کیا حکم ہے" ——— ؟ کیپٹن برنی نے پوچھا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نمائندوں نے پٹن ارشد کو ٹریس کیا ہے ——— آپ نے تو انہیں دیکھا ہوگا ——— کیسے لگ تھے وہ" ——— کیپٹن طارق نے اصل بات پوچھتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا سر! ——— یہ تو واقعی حیرت کا مقام ہے سر! ——— کیونکہ ں تو انہیں دیکھ کر بے حد حیران ہوا تھا ——— میرا تو خیال تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نمائندے لمبے تڑنگے۔ قد آور اور دیو جیسے جسم رکھنے لے ہوں گے۔ جنہوں نے بھاری اوورکوٹ پہن رکھے ہوں گے اور ں پر چوڑے چھجے کے ہیٹ ہوں گے ——— ان کے ہاتھوں میں ریوالور ے چہروں پر سخت گیری اور سفاکی نمایاں ہو گی" ——— کیپٹن برنی نے ۔ وہ شاید جاسوسی فلمیں دیکھنے کا شوقین تھا اس لئے اس کے ذہن ں سیکرٹ ایجنٹوں کا یہی تصور تھا۔

"اچھا! ——— ایسے نہیں تھے وہ" ——— ؟ کیپٹن طارق نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ نو سر! ——— جب کار رکی تو اس میں سے ایک خوبصورت اور ان غیر ملکی لڑکی باہر آئی ——— جسے میڈم جولیا کہہ کر پکارا جا رہا تھا۔ سیکرٹ سروس کے چیف کی نمائندہ خاص تھی ——— اور دوسرا اس کا رٹری تھا۔ انتہائی احمق سا نوجوان ——— جس نے ٹیکنی کلر لباس پہنا ہوا

تھا ـــــ جب کار اندر داخل ہوئی تو وہ سیٹ پر سر رکھے نہ صرف سـ
رہا تھا۔ بلکہ زور زور سے خراٹے لے رہا تھا ـــــ جب کیپٹن ارشـ
لے کار کا دروازہ کھولا تو وہ کیپٹن ارشد پر آگرا۔ انتہائی ہونق آدمی تھ
اس کا نام عمران بتایا گیا تھا ـــــ بس یہی دونوں تھے" ـــــ کیپٹن
برنی نے جواب دیا۔

"کمال ہے ـــــ غیر ملکی لڑکی اور مقامی سیکرٹ ایجنٹ ـــــ کون سـ
ملک کی تھی" ـــــ ؟ کیپٹن طارق واقعی حیران ہو گیا تھا۔

"میرا خیال ہے سر ـــــ یورپ کے کسی ملک کی باشندہ تھی۔ واپسی
بھی عمران عجیب و غریب حرکتیں کر رہا تھا ـــــ لیکن سر! ـــــ ایک
خاص بات میں نے دیکھی کہ اس کی آنکھوں میں کبھی کبھی ایسی چمک ا
آتی تھی کہ جیسے وہ انتہائی ذہین آدمی ہے" ـــــ کیپٹن برنی نے جواب

"اچھا! ـــــ بہرحال مجھے حیرت ہے کہ انہوں نے غدار ڈھونڈ لیا
جبکہ غدار اتنا عرصہ ہمارے درمیان رہا۔ لیکن ہم اُسے چیک نہ کر سکے
کیپٹن طارق نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں سر! ـــــ یہ واقعی حیرت انگیز بات ہے ـــــ ویسے وہ سیکرٹ
عمران جاتے ہوئے مجھے اپنا پتہ دے گیا اور نہ صرف پتہ دے گیا بلکہ ا
نے بڑے خلوص سے دعوت بھی دی ہے کہ میں جب شہر آؤں تو اس
ضرور ملوں ـــــ اس نے کہا تھا کہ وہ مجھے انتہائی دلچسپ کارٹون فلم دکھا
گا" ـــــ کیپٹن برنی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب
ایک کاغذ نکال کر کیپٹن طارق کی طرف بڑھا دیا۔

"کارٹون فلم" ـــــ کیپٹن طارق بھی ہنس پڑا۔ اس نے کاغذ دیکھا

۵۲

پر علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) فلیٹ نمبر ۲ کنگ روڈ
لکھا ہوا تھا۔

"ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن)" ـــــ کیپٹن طارق نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اسی بات پر میں بھی حیران ہوا تھا تو اس نے سرگوشی کے سے انداز میں
بتایا کہ جعلی ڈگریاں ہیں ـــــ رعب ڈالنے کے لئے لکھ رکھی ہیں" ـــــ کیپٹن
برنی نے کہا۔

"اچھا دیکھو! ـــــ ان سے ملنے کی ضرورت نہیں ـــــ ایسا نہ ہو کہ تم بھی
کسی چکر میں پھنس جاؤ ـــــ یہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں" ـــــ کیپٹن طارق
نے کاغذ واپس دینے کی بجائے اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ـــــ میں سمجھتا ہوں سر" ـــــ کیپٹن برنی بھی سنجیدہ
ہو گیا اور پھر کیپٹن طارق واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا ذہن بُری
طرح الجھا ہوا تھا۔ الیون مشرقی کا انکشاف اور ایسے احمق اور غیر ملکی لوگوں
کے ہاتھوں۔ یہ بات اس کے گلے سے نیچے نہ اُتر رہی تھی۔ چنانچہ اس نے
اس عمران کو چیک کرانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ لیڈی
طاہرہ کو جو دارالحکومت میں موجود تھی اسے عمران کے پیچھے لگا دے گا۔
اُسے معلوم تھا کہ لیڈی طاہرہ پلک جھپکنے میں اس سے اصل معلومات
نچوڑ لینے میں کامیاب ہو جائے گی۔

"میں تو سمجھا تھا کہ کسی ملٹری سیکرٹ ایجنٹ کا چکر ہو گا۔ اور میں وہاں انہیں ھدایات دے کر واپس آ جاؤں گا ۔۔۔ اسی لئے میں نے جولیا کو خوش کرنے کے لئے اُسے اپنا سپیشل نمائندہ بنا کر ساتھ لے گیا لیکن اب مجھے کیا معلوم تھا کہ جولیا شوخی میں آ کر لیبارٹری کی حفاظت کا کام اپنے ذمہ لگا لے گی" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت شدید بیزاری کے آثار نمایاں تھے۔

"تو آپ اب بحیثیت ایکسٹو انکار کر دیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران ابھی ابھی سپیشل ملٹری ہیڈ کوارٹر سے واپس آیا تھا۔ جولیا کو اس کے فلیٹ پر چھوڑ کر وہ سیدھا یہاں آ گیا تھا۔ اور اس کے یہاں پہنچنے تک جولیا بلیک زیرو کو رپورٹ دے چکی تھی۔

"نہیں ا ۔۔۔ اب اگر میں نے انکار کر دیا تو جولیا کا اعتماد ہمیشہ کے لئے

ختم ہو جائے گا ۔۔۔ اب تو بھگتنا ہو گا ۔۔۔ ویسے تم نے جولیا کو اچھی طرح جھاڑا تو تھا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جھاڑا تو کیا ۔۔۔ مجھے کسی بات کی تفصیل کا بھی تو پتہ ہوتا ۔۔۔ آپ نے جاتے وقت بس مجھے اتنا بریف کیا تھا کہ آپ سپیشل ملٹری ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر جا رہے ہیں ۔۔۔ ویسے جولیا نے جی بھر کر آپ کی شکایتیں کی ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ۔۔۔ اب وہ بوڑھی ہوتی جا رہی ہے ۔۔۔ اور بوڑھی عورتوں کے پاس سوائے شکایتوں کے پٹارے کے اور کچھ ہوتا ہی نہیں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اب کیا کریں ۔۔۔ اب جولیا کی وجہ سے اس لیبارٹری کی حفاظت تو کرنا ہی پڑے گی ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ نعمانی۔ صدیقی۔ چوہان۔ خاور اور تنویر کو اس کام پر لگا دو۔ یہ بیکار ہی تو رہتے ہیں ۔۔۔ اس طرح چلو تنخواہیں تو حلال کرتے رہیں گے ۔۔۔ تنویر کو ان کا انچارج بنا دینا۔ بلکہ ٹھہرو! میں خود اس سے بات کرتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ بلیک زیرو کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"تنویر بول رہا ہوں" ۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر ۔۔۔ یس سر" ۔۔۔ تنویر نے بوکھلائے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری صلاحیتوں کا امتحان لینا چاہتا ہوں ـــــ اس لئے ایک انتہائی اہم مشن پر تمہیں بھیج رہا ہوں" ـــــ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"اوہ سر! ـــ میں پوری کوشش کروں گا سر" ـــ دوسری طرف سے تنویر نے جواب دیا۔

"کوشش ـــ تنویر جانتے ہو کہ لفظ کوشش کا کیا مطلب ہوتا ہے" ـــ عمران کے لہجے میں یکلخت بے پناہ غراہٹ ابھر آئی۔

"سس ـ سر! ـ میرا مطلب ہے کہ یقینی طور پر سر ـــ مم میرا مطلب ـــ" تنویر اس بری طرح بوکھلایا کہ اس سے فقرہ بھی مکمل نہ ہو سکا۔

"آئندہ لفظ کوشش تمہاری زبان سے نکلا تو ایسی سزا دوں گا کہ تمہاری روح بھی صدیوں بلبلاتی رہے گی" ـــ عمران کا لہجہ بے پناہ سرد تھا۔

"ٹھیک ہے سر ـــ ٹھیک ہے سر" ـــ تنویر کا اعصابی نظام اب پوری طرح بریک ہو چکا تھا۔ اس کا لہجہ رو دینے والا تھا۔

"تم نعمانی، صدیقی، چوہان اور خاور کو لے کر ڈیفنس لیبارٹری تھرٹی ون، جو کہ شہر کی شمالی سمت میں بظاہر پینٹ تیار کرنے کا کارخانہ ہے، جاؤ گے ـــ وہاں کے سیکورٹی آفیسر میجر جمال سے ملنا ـــ کوڈ ایکسٹو ہوگا۔ یہ میجر جمال وہاں اسسٹنٹ مینجر ہے۔ وہ تمہیں ساری سچویشن سمجھا دے گا ـــ اس کے بعد تم سب نے اس لیبارٹری کی حفاظت کرنی ہے۔ وہیں رہنا ہے ـــ اس لیبارٹری کے اندر اہم جنگی فارمولے پر کام ہو رہا ہے اور ایک غیر ملکی سائنسدان پروفیسر بارکی

اس فارمولے پر کام کر رہا ہے ـــ اور خطرہ ہے کہ اس پروفیسر بارکی کو یا اس فارمولے کو اڑانے کے لئے کسی دشمن ملک کے سیکرٹ ایجنٹ کوئی کارروائی کریں ـــ سمجھ گئے تم" ـــ عمران نے اس بار قدرے نرم لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یس سر! ـــ میں سمجھ گیا سر" ـــ تنویر نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس ٹیم کے انچارج ہو گے ـــ لیکن تم نے لیبارٹری کے اندر نہ جانا ہے ـــ اور نہ کسی قسم کی مداخلت کرنی ہے ـــ باقی ہر لحاظ سے چوکنا رہنا ہے اور روزانہ اپنی رپورٹ مجھے دو گے۔ اور یہ سن لو کہ کسی قسم کی کوتاہی ناقابل برداشت ہو گی۔ سمجھے" ـــ عمران کا لہجہ ایک بار پھر سخت ہو گیا۔

"ٹھیک ہے سر! ـــ کوئی کوتاہی نہ ہو گی" ـــ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے! ـــ پتہ نوٹ کر لو ـــ اور باقی ساتھیوں کو خود ہی اطلاع دے دینا ـــ انٹرنیشنل پینٹ فیکٹری۔ اسسٹنٹ مینجر جمال سے ملنا ہے تمہیں" ـــ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے تو تنویر بے چارے کی جان ہی نکال دی ہے" ـــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب وہ بے حد چوکنا رہے گا ـــ چلو یہ مسئلہ تو ختم ہوا ـــ تم جولیا کو بتا دینا کہ تنویر اور اس کے ساتھیوں کو وہاں بھیج دیا گیا ہے ـــ میں

اب فلیٹ جا رہا ہوں ۔۔۔ تنویر کی طرف سے کوئی مشکوک رپورٹ ملے
تو مجھے اطلاع دینا" ۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے سر! ۔۔۔ لیکن آپ نے اس کیپٹن ارشد اور اس
ڈکٹافون کے سلسلے میں کوئی کارروائی نہیں کی" ۔۔۔ بلیک زیرو نے
بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے عمران کے کھڑے ہونے کے
بعد وہ اس کے سامنے بیٹھ نہ سکتا تھا۔
"وہ کرنل اسلم کا ڈیپارٹمنٹ ہے ۔۔۔ وہ خود ہی نمٹتا رہے گا۔"
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر آپریشن روم سے باہر آگیا۔ چند لمحوں
بعد اس کی کار تیزی سے اپنے فلیٹ کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔
جب اس نے فلیٹ کے نیچے اپنی کار روکی تو وہ چونک پڑا کیونکہ
ایک نئے ماڈل کی خوبصورت کار پہلے سے ہی وہاں موجود تھی۔ جس
پر مقامی نمبر پلیٹ لگی ہوئی تھی۔
عمران نے اپنی کار ایک طرف روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے
اس کار کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔ کار بالکل نئی تھی۔ اور پھر اندر
ڈیش بورڈ پر رکھے ہوئے میک اپ باکس کو دیکھ کر اس کی آنکھیں
ٹپٹپائیں۔ اس جدید قسم کے میک اپ باکس کا مطلب تھا کہ یہ کار کسی
نسوانی شخصیت کی ہے اور یہ نسوانی شخصیت ظاہر ہے کہ فلیٹ میں
موجود تھی۔
عمران سر ہلاتا ہوا سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ لیکن وہ اتنی احتیاط سے
اوپر چڑھ رہا تھا کہ اس کے قدموں کی آواز اندر نہ جا سکے۔ فلیٹ کا
دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا اور اندر سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں

"تم کس قدر شاندار باورچی ہو ۔۔۔ اتنی اچھی چائے تو میں نے
آج تک نہیں پی ۔۔۔ تمہیں تو کسی شاندار کوٹھی میں ہونا چاہیئے۔ اس
پھٹیچر سے فلیٹ میں کیوں پڑے ہوئے ہو" ۔۔۔ ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔ لہجہ بے حد میٹھا اور دلبرانہ تھا۔
"کیا بتاؤں مس! ۔۔۔ عمران صاحب نے سود خور بنیئے کی طرح مجھے
جکڑ رکھا ہے ۔۔۔ میں سادہ سا آدمی ہوں ۔۔۔ میری تھوڑی سی تنخواہ
مقرر کی اور پھر ایک روز مجھے کہنے لگے کہ فلیٹ سے پچاس ہزار روپے
چوری ہو گئے ہیں ۔۔۔ جلدی واپس کرو۔ ورنہ میں تمہیں جیل میں
سڑا دوں گا ۔۔۔ میں نے لاکھ قسمیں کھائیں ۔۔۔ لاکھ انہیں یقین دلایا کہ
میں چور نہیں ہوں۔ مگر وہ نہ مانے اور پولیس کو بلانے لگے ۔۔۔ میں ڈر
گیا اور خوف سے رونے لگا تو انہوں نے مجھ پر رحم کھاتے ہوئے مجھ
سے اسٹام لکھوا لیا کہ میں نے پچاس ہزار روپے بطور تنخواہ ایڈوانس
وصول کر لئے ہیں ۔۔۔ اور جب تک یہ رقم پوری نہیں ہو گی ۔۔۔ میں
نوکری نہ چھوڑ سکوں گا۔ اور مس! ۔۔۔ اس طرح انہوں نے مجھے بیس سال
کے لئے جکڑ لیا ۔۔۔ بیس سالوں کی تنخواہ بنتی ہے پچاس ہزار روپے۔
اور ابھی تو مجھے صرف دو سال ہی ہوتے ہیں۔ ابھی اٹھارہ سال باقی
رہتے ہیں" ۔۔۔ سلیمان کی ہچکیاں لے کر رونے کی آواز سنائی
دی۔ وہ اپنی مظلومیت کی بھرپور اداکاری کر رہا تھا۔
"اوہ! ۔۔۔ یہ تو ظلم ہے ۔۔۔ انتہائی ظلم" ۔۔۔ نسوانی آواز
سنائی دی۔
"کیا بتاؤں مس! ۔۔۔ ویسے بھی وہ بہت ظالم انسان ہیں۔ خود تو

یہاں مزے کرتے ہیں ۔۔۔ میں کسی سے ذرا بات بھی کر لوں تو مجھے
گھنٹوں کان پکڑوائے رکھتے ہیں ۔۔۔ میرے خیال میں یہ ڈیڑھ سال
بعد ایسا موقع آیا ہے کہ میں آپ جیسی خوبصورت حسینہ سے بات کر رہا
ہوں" ۔۔۔ سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں بات کروں گی اس سے ۔۔۔ میں دیکھتی
ہوں کہ وہ تم جیسے غریب پر کیسے ظلم کرتا ہے ۔۔۔ یہ تو سراسر اندھیر
ہے ۔۔۔ میں تمہیں اپنی کوٹھی لے جاؤں گی ۔ مزے کرنا وہاں" ۔۔۔
نسوانی آواز نے کہا۔

اور پھر عمران نے دروازہ کھولتے ہوئے انتہائی کڑک دار لہجے
میں کہا۔

"سلیمان! ۔۔۔ یہ دروازہ کیوں کھلا ہوا ہے" ۔۔۔ عمران کا
لہجہ واقعی بے حد کڑکدار تھا۔

"وہ آ گئے ۔۔۔ اوہ! ۔۔۔ اب میری خیر نہیں" ۔۔۔ سلیمان کی
اونچی بڑبڑاہٹ سنائی دی۔

"ج ج ۔۔۔ جناب! ۔۔۔ ایک لیڈی صاحبہ تشریف لائی ہیں جناب!"
سلیمان نے فوراً ہی دروازے پر آتے ہی بڑی بیچارگی سے کہا۔

"تو تم نے گھسنے کیوں دیا اسے ۔۔۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ مجھے
بوڑھی عورتوں سے شدید نفرت ہے ۔ ہونہہ! ۔۔۔ خوامخواہ سر کھا جاتی
ہیں ۔۔۔ خیرات مانگنے آئی ہوں گی یہ تمہاری لیڈی صاحبہ" ۔۔۔
عمران نے اور زیادہ کرخت لہجے میں کہا اور ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا

"اوہ آپ! ۔۔۔ کمال ہے ۔۔۔ آپ تو نوجوان ہیں" ۔۔۔ سلیمان

تو لیڈی صاحبہ کہہ رہا تھا ۔۔۔ احمق ۔ نانسنس! ۔۔۔ یہ تمہیں کہاں
سے بوڑھی لگ رہی ہیں" ۔۔۔ عمران ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے
ہی سلیمان پر پلٹ پڑا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں تو احتراماً کہہ رہا تھا جناب! ۔۔۔ غلطی ہو گئی۔
معافی چاہتا ہوں" ۔۔۔ سلیمان بدستور مظلومیت والی اداکاری کرنے
پر تلا ہوا تھا۔

"اوہ اچھا اچھا! ۔۔۔ احترام والی بات ٹھیک ہے ۔۔۔ ہاں تو
مس ۔۔۔" عمران فوراً ہی اس خوبصورت لڑکی کی طرف مڑ گیا۔
جو اب بڑے حیرت آمیز انداز میں عمران کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"مس طاہرہ" ۔۔۔ لڑکی نے مصافحے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاتے
ہوئے کہا۔

"نہ نہ ۔۔۔ امی کہتی ہیں کہ غیر لڑکیوں سے ہاتھ نہیں ملایا جاتا ورنہ
شیطان جوتیاں مارتا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے خوفزدہ انداز میں
پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

اور مس طاہرہ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

"آپ کا نام عمران ہے ۔۔۔ آپ کا باورچی بتا رہا تھا کہ آپ نے
فراڈ کر کے اس سے بیس سال کی تنخواہ ایڈوانس کرا لی ہے" ۔۔۔ مس
طاہرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ ایک لمبی اور دردناک کہانی ہے مس قاہرہ ۔۔۔ اوہ سوری!
مس طاہرہ! ۔۔۔ یہ میری زبان بس غوطہ کھا جاتی ہے ۔ میں نے
تو اسے کئی بار کہا ہے کہ لائف جیکٹ پہن لیا کرو ۔ ورنہ کسی دن غوطہ

کے بعد باہر نہ ابھر وگی ۔۔۔ لیکن یہ مانتی ہی نہیں ۔۔۔ اب آپ خود
سوچیں مس! ۔۔۔ اور یہ مس کیا ہوتا ہے آپ بتا سکتی ہیں ۔ ہمارے
مقامی لہجے میں تو مس سیاہی کو کہتے ہیں ۔۔۔ لیکن آپ تو بڑی
گوری چٹی ہیں ۔۔۔ بالکل پیکڈ مکھن کی طرح ہیں ۔ اور ۔۔۔" عمران
کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل پڑی۔

" بس بس ۔۔۔ میں سمجھ گئی ۔۔۔ آپ اس موضوع پر بات نہیں
کرنا چاہتے ۔ بہرحال یہ آپ کا ذاتی مسئلہ ہے ۔۔۔ آپ نے پوچھا
نہیں کہ میں کیوں آئی ہوں" ۔۔۔ مس طاہرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

" جب دو کنوارے ایک فلیٹ میں رہتے ہوں ۔۔۔ ایسے فلیٹ
میں جہاں کوئی عورت تو ایک طرف، مرغی بھی آتے ہوئے ڈرتی ہو
کیونکہ مرغی بھی بہرحال مونث ہی ہوتی ہے ۔۔۔ اور پھر سلیمان تو
ویسے بھی مرغی کا دشمن ہے ۔ تو ایسے فلیٹ میں جب کوئی پُر شباب
مس آجائے تو کس کافر کو ضرورت ہے کہ کیوں کیا کے چکر میں پڑے"
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور طاہرہ کا چہرہ ہنسی سے مزید سرخ ہو گیا

" آپ واقعی بے حد دلچسپ آدمی ہیں عمران صاحب! ۔۔۔ میں
خود اپنے آنے کا مقصد بتا دیتی ہوں" ۔۔۔ مس طاہرہ نے
ہنستے ہوئے کہا۔

" ابھی نہیں پلیز! ۔۔۔ کچھ منٹ رک جائیے ۔۔۔ سلیمان!
ارے او سلیمان کے بچے" ۔۔۔ عمران نے بڑے لجاجت بھرے
لہجے میں مس طاہرہ سے کہا اور آخر میں زور زور سے سلیمان کو آوازیں
دینے لگا۔

" سلیمان کے بچے تو ابھی پیدا نہیں ہوئے ۔۔۔ وہ کیسے جواب
دے سکتے ہیں" ۔۔۔ دوسرے لمحے دروازے سے سلیمان کی آواز
سنائی دی۔

" اچھا اچھا ہو جائیں گے ۔۔۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے ۔۔۔ اللہ کی
دین ہے جب بھی دیدے ۔۔۔ تم نے مولوی اور گواہوں کو بلالیا ہے
یا نہیں" ۔۔۔؟ عمران نے بڑے بزرگانہ لہجے میں کہا۔

" مولوی اور گواہ! ۔۔۔ کیوں" ۔۔۔؟ سلیمان نے حیرت سے آنکھیں
نچاتے ہوئے پوچھا۔

" بھئی مس طاہرہ آئی ہیں ۔۔۔ یہ کب تک انتظار کرتی رہیں گی ۔
نہیں اب مس کی بجائے مسز ہو جانا چاہیئے ۔ مسز طاہرہ سلیمان پاشا ۔
کیوں مس طاہرہ! ۔۔۔ ٹھیک ہے نا" ۔۔۔ عمران نے بڑے
پُر خلوص لہجے میں کہا۔

" یُوشٹ اپ! ۔۔۔ تمہیں بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے" ۔۔۔
مس طاہرہ عمران کی اس بات پر یکلخت غصّے سے بھر گئی۔

" اللہ کی مرضی سلیمان! ۔۔۔ اب اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں ۔
میں نے تو پوری کوشش کر ڈالی ۔۔۔ اب تمہاری قسمت ہی خراب
ہو تو میں کیا کروں ۔۔۔ جاؤ ۔ اللہ اور دے گا ۔۔۔ اس کے ہاں دیر
تو ہے اندھیر نہیں ۔۔۔ مرکری بلب نہ سہی ۔ زیرو کا تو بہرحال
مل ہی جائے گا" ۔۔۔ عمران نے بڑے افسردہ لہجے میں کہا۔

" تم پاگل تو نہیں ہو ۔۔۔ خوامخواہ بکواس کئے جا رہے ہو ۔۔۔ میرا
تعلق سوشل سیکورٹی ڈیپارٹمنٹ سے ہے ۔۔۔ اور میں فلیٹوں میں

رہنے والوں کی زندگی کا سروے کر رہی ہوں۔ اس لئے یہاں آئی ہوں"۔ مس طاہرہ نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

" اوہ اچھا اچھا! ــــ جاؤ سلیمان ــــ یہ تو چکر ہی اور ہے ــــ کیا زمانہ آگیا ہے کہ اب لڑکیاں سارے شہر کے فلیٹوں کی خاک چھانتی ہیں تب جا کر انہیں دکھاوے کا بَر ملتا ہے ــــ ہاں تو مس طاہرہ! ــــ پہلے تو یہ بتائیں کہ اب تک آپ کو کوئی پسند نہیں آیا" ــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

" میری سمجھ میں تو تمہاری باتیں نہیں آ رہیں ــــ میں نے خوامخواہ وقت ضائع کیا" ــــ مس طاہرہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

" ارے ارے وہ سروے ــــ مجھے کپڑے تو اتارنے دیں۔ ایسے کیسے سروے ــــ" عمران نے تیز تیز لہجے میں کہنا شروع کیا لیکن مس طاہرہ کے قدم نہ رُکے اور وہ انتہائی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی بیرونی دروازے سے باہر چلی گئی۔

" مؤنث کم فلیٹ پاک" ــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے سلیمان اندر آیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ تھی

" بڑی مشکل سے میں نے اُسے بٹھا رکھا تھا۔ آپ نے بھگا دیا ایسی خوبصورت لونڈیا کوئی روز روز آتی ہے" ــــ سلیمان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے قالین کا ایک کونہ اٹھایا اور اس کے نیچے سے ایک پتلی سی چپٹی نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

" کیا کروں سلیمان! ــــ اب مجھے پلاسٹک سرجری کرانا پڑے گی۔ میری شکل ہی اتنی شریفانہ ہے کہ لڑکیاں مجھے عقلمند سمجھ کر بھاگ جاتی ہیں۔ اب دیکھو! ــــ جب تک تمہاری شکل اس کے سامنے رہی۔ وہ بیٹھی رہی"۔ عمران نے وہ چپٹی پتی ہاتھ میں لے کر اُسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے پتی کے کونے کو ذرا سا دبایا۔ دوسرے لمحے پتی درمیان سے کھل گئی۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے جلدی سے ناخن کی مدد سے ایک تار کو توڑ دیا۔ اور پھر طویل سانس لیتے ہوئے پتی کو ایک طرف اچھال دیا۔

" تمہارے سامنے اس نے اسے رکھا تھا" ــــ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

" نہیں! ــــ میں چائے بنانے گیا اور جب واپس آیا تو وہ نیچے جھک کر سیدھی ہو رہی تھی۔ اس لئے میں سمجھ گیا کہ اس نے کوئی چیز قالین کے نیچے رکھی ہے" ــــ سلیمان نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ! ــــ اب تم میں باورچی کے بجائے جاسوسی کے جراثیم بڑھتے جا رہے ہیں ــــ اگر یہ جراثیم اسی طرح بڑھتے رہے تو تم پر یقیناً ایک روز جراثیم کش دوا چھڑکنی پڑے گی" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ٹیلیفون کا سیٹ اٹھا کر اس کی پشت کو چیک کرنے لگا۔ اُسے خیال آگیا تھا کہ کہیں ٹیلیفون کے نیچے کوئی پرزہ نہ لگا دیا گیا ہو۔ لیکن ٹیلیفون سیٹ کی پشت صاف تھی۔ اس نے ٹیلیفون سیٹ

واپس رکھا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ سلیمان اس دوران واپس جا چکا تھا۔

"صفدر بول رہا ہوں" ــــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"اچھا ــ ابھی تک بول رہے ہو ــ کمال ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے یہی سن رہا ہوں کہ صفدر بول رہا ہوں ــــ کسی پہاڑی کوّے کا مغز تو نہیں کھا لیا" ــــ عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب! ــ بھلا آپ کے ہوتے ہوئے کس میں جرأت ہے کہ بول سکے" ــــ دوسری طرف سے صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار! ــ کیا بتاؤں۔ میری زبان مجھے ہمیشہ کنوارہ ہی رکھے گی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک مس آئی تھی ــــ میں خوش ہو گیا کہ چلو اب سلیمان سے جان چھوٹ جائے گی ــــ لیکن یہ زبان ــ بس کیا بتاؤں۔ وہ چلی گئی" ــــ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے صفدر کا قہقہہ بلند ہوا۔

"ظاہر ہے۔ اس نے بھاگنا ہی تھا ــــ آپ کی زبان جب چل نکلے تو وہ مس کیا، بڑے بڑے جی دار بھاگ نکلتے ہیں ــــ ویسے ان مس صاحبہ کا حدود اربعہ کیا تھا" ــــ صفدر نے شرارت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"حدود اربعہ معلوم ہو جاتا تو اپنے نام رجسٹری نہ کرا لیتا ــ البتہ اس کی کار کا حدود اربعہ معلوم ہے ــــ نئے ماڈل کی ٹویوٹا۔ نیلا رنگ۔ نمبر جے۔ یو۔ پی۔ سکس سکس ون سکس تھری ــــ اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو

مجھے ضرور بتانا" ــــ عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا! ــ میں سمجھ گیا ــ ٹھیک ہے میں معلوم کر لوں گا ــ لیکن کیا کوئی نیا چکر چل پڑا ہے" ــ صفدر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا

"یہ چکر تو ازل سے چل رہا ہے پیارے دفتر ــ اوہ سوری بکتر ــ اوہ! ــ یہ زبان پھر غوطہ کھا گئی" ــــ عمران نے بڑے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں سمجھ گیا ــ آپ بتانا نہیں چاہتے ــ چلو ٹھیک ہے۔ میں حدود اربعہ معلوم کر لوں ــــ پھر پوچھ لوں گا" ــــ دوسری طرف سے صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اب یہ بے چارہ بھی بالغ ہوتا جا رہا ہے ــــ لیکن کیا کریں رہے گا بیچارہ ہی" ــــ عمران نے رسیور رکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر اس نے وہ ایک طرف پڑی ہوئی چھوٹی سی پتی دوبارہ اٹھا لی۔ اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے آثار ابھر آئے تھے۔

"ہیلو — ہیلو! — زیرو زیرو نائن کالنگ۔ اوور" — میجر پرمود نے سپیشل زیرو فریکوئنسی سیٹ کر کے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت آج صبح ہی پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچا تھا اور یہاں انہوں نے ایک کوٹھی کرائے پر لے لی تھی۔ یہاں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے میجر پرمود نے جعلی کاغذات کی بنا پر دو کاریں خریدیں اور پھر پورے شہر کا چکر لگانے کے بعد اب وہ اپنے اصل مشن پر کام کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہو چکا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ عمران کا فلیٹ کنگ روڈ پر واقع ہے اور اس کا نمبر ۲۲ ہے۔ وہ یہ فلیٹ دیکھ چکا تھا۔ لیکن عمران سے ٹکرانے سے پہلے اس نے کیپٹن طارق سے بات کرنا ضروری سمجھا اور کرنل ڈی کی ہدایت کے مطابق اس نے سپیشل زیرو فریکوئنسی پر اُسے کال کرنا شروع کر دیا۔

"یس — سی۔ ڈی سپیکنگ۔ اوور" — چند لمحوں بعد دوسری طرف

سے ایک نوجوان آواز سنائی دی۔ یہ کیپٹن طارق تھا۔

"سی۔ ڈی! — میں ایم۔ پی بول رہا ہوں — زیرو۔ زیرو۔ نائن۔ تمہیں ڈی نے ہدایات دے دی ہوں گی۔ اوور" — میجر پرمود نے کہا

"یس سر! — مجھے بتا دیا گیا تھا سر! — فرمائیے! اوور" — کیپٹن طارق کا لہجہ بے حد مودبانہ ہو گیا۔

"مشن کہاں مکمل کرنا ہے — اس بارے میں تمہارے پاس کوئی معلومات ہوں تو بتاؤ۔ اوور" — میجر پرمود نے پوچھا۔

"اوہ سر! — میں نے بڑی کوشش کی لیکن معلوم نہیں کر سکا۔ ویسے معلوم ہوا تھا۔ میں نے میٹنگ کی کارروائی ٹیپ کرنے کی کوشش کی تھی۔ — لیکن وہ چیک ہو گئی — اور یہ چیکنگ یہاں کی سیکرٹ سروس کے نمائندوں نے کی تھی۔ میں نے ان کے متعلق مزید تحقیقات کی تو پتہ چلا کہ ایک غیر ملکی عورت نمائندہ بن کر آئی تھی۔ ساتھ ہی ایک احمق سا نوجوان تھا جس کا نام علی عمران تھا — اس کا رہائشی پتہ معلوم ہوا تو میں نے لیڈی طاہرہ سے کہا کہ وہ اس احمق سے مل کر معلومات حاصل کریں — لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے لیڈی طاہرہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ عمران تو بالکل ہی احمق ہے — اس کے کہنے کے مطابق وہ کسی طور پر بھی اس بڑے چکر میں ملوث نہیں ہو سکتا۔ اوور" — دوسری طرف سے کیپٹن طارق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیڈی طاہرہ یہاں موجود ہے۔ اوور" — میجر پرمود نے چونکتے ہوئے پوچھا کیونکہ وہ لیڈی طاہرہ کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف

تھا۔ وہ اسی کے سیکشن کی ایجنٹ تھی اور اکثر مہمات میں اس کے ساتھ کام کر چکی تھی۔

"یس سر۔۔۔ وہ یہیں موجود ہے۔ اوور" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

"اس کا پتہ اور فون نمبر بتاؤ۔ اوور" ۔۔۔ میجر پرمود نے پوچھا۔

"سر۔۔۔ وہ گلشن کالونی کی کوٹھی نمبر سات سو چالیس میں رہتی ہے۔ اس نے وہاں ایک بیوٹی پارلر کھول رکھا ہے تاکہ یہاں کے اہم افراد کی بیگمات کے ذریعے ضروری معلومات حاصل کر سکے۔۔۔ فون نمبر نوٹ کر لیجیے۔۔۔ ون۔ تھری۔ ڈبل فور۔ ون۔ ٹو۔ اوور" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔ تم ہوشیار رہنا۔۔۔ اگر مشن کے متعلق کوئی بات ہو تو سپیشل زیرو فریکوئنسی پر مجھ سے بات کر لینا۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"لیڈی طاہرہ اگر اس کو احمق کہہ رہی ہے تو پھر یہ یقیناً احمق ہی ہو گا" ساتھ بیٹھے ہوئے توفیق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بعض لوگ خود احمق بن کر دوسروں کو احمق بنا دینے میں کمال رکھتے ہیں۔۔۔ اور یہ عمران اسی گروپ سے تعلق رکھتا ہے" ۔۔۔ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور لیڈی طاہرہ کے نمبر گھمانے لگا۔

"یس۔۔۔ طاہرہ بیوٹی پارلر" ۔۔۔ دوسری طرف سے لیڈی طاہرہ کی کھنکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پرمود بول رہا ہوں" ۔۔۔ میجر پرمود نے نرم لہجے میں کہا۔

"ارے میجر آپ۔۔۔ کہاں سے بول رہے ہیں۔۔۔ میرا نمبر کیسے معلوم ہوا" ۔۔۔ لیڈی طاہرہ کی آواز میں بے پناہ حیرت نمایاں تھی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ میجر پرمود کی آواز سن رہی ہے۔

"پاکیشیا سے ہی بول رہا ہوں۔۔۔ تم یہ بتاؤ کہ تم علی عمران کے فلیٹ پر گئی تھی۔۔۔ کیسا آدمی ہے وہ" ۔۔۔ میجر پرمود نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ تو آپ بھی اس احمق کے چکر میں ہیں۔۔۔ میجر۔۔۔ وہ تو اول درجے کا احمق آدمی ہے۔۔۔ قطعاً بے وقوف اور سیدھا سادھا" لیڈی طاہرہ نے بڑے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"سنو طاہرہ۔۔۔ وہ احمق نہیں ہے۔۔۔ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔۔۔ میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ پھر تفصیل سے بات چیت ہو گی" پرمود نے کہا۔

"میں اسے خطرناک تو قطعاً نہیں مان سکتی۔۔۔ ویسے تم آ جاؤ تو میں تمہیں تفصیل بتاؤں گی۔۔۔ پھر تم خود ہی فیصلہ کرو گے کہ وہ کیسا آدمی ہے" ۔۔۔ لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"اوکے۔۔۔ میں آ رہا ہوں" ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔ اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"ویسے میجر۔۔۔ میں یہ پہلی بار دیکھ رہا ہوں کہ آپ اتنے محتاط ہو رہے ہیں۔۔۔ جب ایک آدمی کا حلیہ معلوم ہے۔ اس کا پتہ معلوم ہے تو پھر آخر اتنی احتیاط کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ اسے اغوا کر کے

یہاں لے آتے ہیں۔ اس کے بعد پتہ چل جائے گا کہ وہ کیا جانتا ہے
اور کیا نہیں" ـــ توفیق نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ توفیق، میجر
پرمود کا اسسٹنٹ تھا۔ عہدے کے لحاظ سے تو وہ کیپٹن تھا۔ لیکن
اُسے میجر پرمود کا ہمزاد بھی کہا جاتا تھا۔ وہ اور اس کے ساتھی ایک گروپ
کی صورت میں میجر پرمود کے ساتھ اکٹھے ہی کام کرتے تھے۔

"تم نے اسے عام سیکرٹ ایجنٹ سمجھ رکھا ہے توفیق! ـــ اس
لئے ایسی بات کہہ رہے ہو ـــ کرنل ڈی سے جا کر پوچھو۔ اس کا منہ
اس آدمی کی تعریفیں کرتے ہوئے نہیں سوکھتا ـــ میں دراصل اس
سے ٹکرانا ہی نہیں چاہتا تھا ـــ اس لئے میں نے کیپٹن طارق سے
بات کی تھی کہ اگر اُسے اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم ہو۔ جہاں
پروفیسر بارکی موجود ہے تو ہم سیدھے اس لیبارٹری پر حملہ بول دیں۔
لیکن مجھے نظر آرہا ہے کہ اس عمران سے ٹکراؤ اب ناگزیر ہوتا جارہا
ہے" ـــ میجر پرمود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ـــ کرنل ڈی اس احمق کی تعریفیں کرے گا۔ اب تو
مجھے خود اس سے ملنے کا اشتیاق ہوگیا ہے" ـــ توفیق نے کرسی
سے اٹھتے ہوئے کندھے جھٹک کر کہا۔

"مل لینا ـــ اشتیاق دُور ہو جائے گا" ـــ میجر پرمود نے
کہا اور پھر وہ دونوں کار میں بیٹھ کر کوٹھی سے باہر آگئے۔ کوٹھی میں
توفیق کے چار ساتھی اور تھے جنہیں توفیق نے ہوشیار رہنے کی ہدایات
دے دی تھیں۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ان کی کار لیڈی طاہرہ کی کوٹھی کے گیٹ

میں داخل ہو رہی تھی۔ لیڈی طاہرہ برآمدے میں ہی موجود تھی۔

"اس بار تو تم اپنی اصل شکل میں نظر آرہے ہو میجر" ـــ لیڈی
طاہرہ نے میجر پرمود کے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ ابھی میرے خیال میں میک اَپ کرنے ضرورت اور
نوبت نہیں آئی" ـــ میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر
وہ تینوں چلتے ہوئے ایک بڑے کمرے میں آگئے جسے ڈرائنگ روم
کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"یہاں تم اکیلی رہتی ہو" ـــ؟ میجر پرمود نے اِدھر اُدھر دیکھتے
ہوئے پوچھا۔

"نہیں! ـــ دو آدمی رکھے ہوئے ہیں۔ مقامی ہیں وہ" ـــ لیڈی
طاہرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ اب ذرا تفصیل سے بتاؤ کہ تم عمران کے فلیٹ پر گئی
تو کیا ہوا" ـــ؟ میجر پرمود نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔ اور
لیڈی طاہرہ نے کیپٹن طارق کی طرف سے کال ملنے سے لیکر عمران کے
فلیٹ میں جانے اور پھر وہاں سے آنے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

"ہوں! ـــ وہ تھرڈ کلاس کام کر رہا ہے" ـــ میجر پرمود نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں! ـــ وہ کام نہیں کر رہا ـــ میرا خیال ہے کہ میں اُسے
جلدی کی وجہ سے پوری طرح آن نہیں کر سکی ـــ آج میرا خیال تھا کہ
میں اس کے فلیٹ کا دوبارہ چکر لگاؤں تاکہ اُسے چیک کر دوں۔ لیکن
تمہاری کال آگئی" ـــ لیڈی طاہرہ نے جواب دیا۔

"تمہارا اس طرح بغیر کسی مقصد کے وہاں جانا۔ اور پھر اس طرح چلے
آنے سے عمران یقیناً مشکوک ہو گیا ہو گا ــــــ اور ہو سکتا ہے کہ اسکے
آدمی تمہیں شہر میں ٹریس کر رہے ہوں" ــــــ میجر پرمود نے کہا۔
"اس کے آدمی! ــــ اتنی تفصیل سننے کے بعد بھی تم ایسی بات
رہے ہو میجر! ــــ وہ واقعی کوئی سیکرٹری ٹاپ چیز ہے اس کے آدمی
ہوتے ہیں ــــ ویسے تم کہو تو میں یہ کوٹھی شفٹ کر لوں اور میک اپ
میں رہوں" ــــ لیڈی طاہرہ نے کہا۔
"نہیں! ــــ میرے خیال میں ابھی اس کی ضرورت نہیں ــــ اب
خود اس سے ٹکراؤں گا۔ اس کے بعد جو صورتحال ہو گی اس کے مطابق کر
گے ــــ اوکے۔ ہم چلتے ہیں" ــــ میجر پرمود نے اٹھتے ہوئے کہا۔
"بیٹھو میجر! ــــ کوئی پانی وغیرہ تو پی لو ــــ اور ہاں! تمہاری رہائش
کہاں ہے ــــ کسی ہوٹل میں رہ رہے ہو" ــــ لیڈی طاہرہ نے پو
"اس بات کو چھوڑو! ــــ میں یہاں ڈیوٹی پر ہوں اور تم اچھی طرح جا
ہو کہ جب میں ڈیوٹی پر ہوتا ہوں تو اپنے سائے تک سے بھی محتاط ر
ہوں ــــ بہرحال میں خود ہی تم سے رابطہ کر لوں گا ــــ تم بھی فی الحال
تک ہی محدود رہنا" ــــ میجر پرمود نے سخت لہجے میں کہا اور پھر توفیق
اپنی کار میں آ بیٹھا۔
"اب کیا پروگرام ہے میجر!" ــــ کار کوٹھی سے باہر آتے ہی توفیق
میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔
"اب مجھے خود اس عمران سے بات کرنی پڑے گی ــــ اب میں
وقت ضائع نہیں کر سکتا" ــــ میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہ

"تو پھر میں اپنے آدمیوں کو ہدایات دے دوں ــــ میرا خیال
ہے کہ آج رات ہی اسے اغوا کر لیا جائے" ــــ توفیق نے کہا۔
"ہاں ہاں ــــ میرا بھی یہی خیال ہے کہ آج رات ہی یہ کام ہو جانا چاہئے
ارے یہ کار ــــ" میجر پرمود نے چونک کر کہا۔ اس کی نظریں بیک مرر
پر جمی ہوئی تھیں۔
"کار ــــ کیسی کار" ــــ توفیق نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔
"سرخ رنگ کی کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے ــــ میں نے اسے
لیڈی طاہرہ کی کوٹھی سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا" ــــ میجر پرمود نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"اوہ! ــــ یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں" ــــ توفیق نے چونک کر کہا۔
"میرا خیال درست نکلا ــــ لیڈی طاہرہ نے حماقت سے کام لیا۔ اور
اب اس کی نگرانی ہو رہی ہے ــــ اور اسی چکر میں ہم بھی نظروں میں
آ گئے ــــ بہرحال اب پہلے اس کا کوئی بندوبست کرنا پڑے گا" ــــ
میجر پرمود نے کہا اور کار کو اس سڑک پر موڑ دیا جو جھیل کی طرف جاتی تھی۔
اور اکثر سنسان پڑی رہتی تھی۔ توفیق چوکنا ہو کر بیٹھ گیا۔

کیپٹن طارق نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے الماری کے خفیہ خانے میں چھپا دیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر لاتعداد شکنیں ابھر آئی تھیں میجر پرمود کو یہ جواب دیتے ہوئے کہ وہ اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم نہیں کر سکا، اُسے بے حد شرمندگی ہو رہی تھی۔ اُسے ایسا احساس ہو رہا تھا جیسے وہ بالکل ناکارہ انسان ہو۔ چنانچہ اس نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ اب ہر قیمت پر نہ صرف لیبارٹری کا پتہ چلائے گا بلکہ وہاں سے پروفیسر باری کی اور اس فارمولے کو بھی خود حاصل کرے گا۔ تاکہ کرنل ڈی اور میجر پرمود پر یہ ثابت ہو سکے کہ کیپٹن طارق کی صلاحیتیں کسی سے کم نہیں ہیں۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کرے کہ میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس! ۔۔۔ میجر صولت اٹنڈنگ" ۔۔۔۔ کیپٹن طارق نے جلدی سے

انٹرکام کا بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"میجر صولت! ۔۔۔ میرے پاس آؤ دفتر میں" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل اسلم کی آواز سنائی دی۔

"یس سر! ۔۔۔ میں پہنچ رہا ہوں" ۔۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ اس نے بھی بٹن آف کیا اور پھر اٹھ کر کھونٹی سے لٹکی ہوئی کیپ اٹھا کر سر پر جمائی اور تیز تیز قدم اٹھاتا کرنل اسلم کے دفتر کی طرف چل پڑا۔

جیسے ہی اس نے کرنل اسلم کے دفتر کے بند دروازے پر دستک دی۔ اندر سے کرنل اسلم کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان" ۔۔۔۔ کرنل اسلم کی آواز میں خاصی تلخی تھی اور کیپٹن طارق دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس نے کرنل اسلم کو سیلوٹ کیا۔

"بیٹھو" ۔۔۔۔ کرنل اسلم نے سرد لہجے میں کہا۔ اس کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی تھی۔ کرنل اسلم کا لہجہ بتا رہا تھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔

"یس سر" ۔۔۔۔ کیپٹن طارق نے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر مودبانہ انداز میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ میں اب سپیشل ایجنسی بند کر دینی چاہئے" ۔۔۔ کرنل اسلم نے تند نظروں سے کیپٹن طارق کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ کیوں سر! ۔۔۔ کیا ہم سے کوئی غلطی ہو گئی ہے" ۔۔۔۔ کیپٹن طارق نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"غلطی ۔۔۔۔ صدر مملکت کا خیال ہے کہ ہم احمقوں اور نکموں کا ایک ٹولہ ہیں اور بس ۔۔۔۔ سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے صدر مملکت

سے شکایت کی ہے کہ ہم لوگ ایک لیبارٹری اور وہاں موجود سائنسدان کا
بھی تحفظ نہیں کر سکتے ____ اور اب یہ کام بھی سیکرٹ سروس کو ہی کرنا
پڑ رہا ہے ____ اور پھر کیپٹن ارشد کے واقعہ نے تو ہماری ساکھ بالکل
ہی ختم کر دی ہے" ____ کرنل اسلم کے لہجے میں بے پناہ تلخی تھی۔
"لیبارٹری کی حفاظت! ____ کیا مطلب ____ میں سمجھا نہیں سر۔"
کیپٹن طارق نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑکنے
لگا تھا۔ کیونکہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ کرنل اسلم اسی لیبارٹری کی بات
کر رہا ہے جہاں پروفیسر بارکی موجود ہے۔
"اوہ ہاں! ____ تمہیں تو اس سلسلے کا علم نہیں ہے۔ سنو! ____ بلگارنیہ
سے ایک سائنسدان پروفیسر بارکی ایک اہم فارمولا لے کر فرار ہو کر ہمارے
پاس آ گیا ____ اس نے ہم سے فارمولے کی بات چیت کی لیکن چونکہ
ہم اکیلے اس پوزیشن میں نہ تھے کہ فارمولا بھی خرید کرتے اور پھر اس
کی تیاری کے بھاری اخراجات بھی ادا کرتے ____ چنانچہ ہماری حکومت
نے شوگران حکومت سے رابطہ قائم کیا ____ شوگران نے اس فارمولے
میں بے حد دلچسپی ظاہر کی ____ اور پھر یہ طے ہوا کہ پاکیشیا اور شوگران مل
کر یہ فارمولا خریدیں گے بھی اور تیار بھی کریں گے۔ چنانچہ سپیشل ڈیفنس
لیبارٹری میں اسے تیار کیا جا رہا ہے ____ اب مسئلہ آیا اس کی حفاظت
کا ____ کیونکہ بلگارنیہ سے اطلاعات مل رہی ہیں کہ وہاں پروفیسر بارکی
اور فارمولے کو واپس لانے کے لئے خاصی ہلچل ہے ____ اس پر
شوگران کی حکومت نے تجویز پیش کی کہ لیبارٹری کی حفاظت کا کام پاکیشیا
سیکرٹ سروس کے ذمہ لگا دیا جائے ____ اس پر میں نے ایکسٹو سے

ت کی۔ اس نے اپنے نمائندے بھیج دیئے۔ اس طرح دو کام ہوئے۔
پٹن ارشد کا کیس بھی سامنے آیا ____ اور ایکسٹو کے نمائندے نے
بارٹری کی حفاظت کا کام بھی اپنے ذمہ لے لیا ____ لیکن ایکسٹو نے
ری نااہلی کی رپورٹ صدر مملکت کو دے دی اور اس طرح صدر مملکت
بات پر بڑے چراغ پا ہوئے کہ اگر اب ڈیفنس لیبارٹریوں کی حفاظت
یکرٹ سروس نے کرنی ہے تو پھر ملٹری سپیشل ایجنسی جو اسی کام
لئے بنائی گئی ہے کیا کرے گی ____ چنانچہ ابھی صدر مملکت نے
بے حد جھاڑ پلائی ہے ____ جس پر میں نے صدر مملکت سے کہا
کہ ہم اپنے فرائض سرانجام دینے کے پوری طرح اہل ہیں ____ لیکن
ران حکام کا اصرار تھا کہ حفاظت سیکرٹ سروس کرے۔ اس پر انہوں
مجھے الٹی میٹم دیا ہے کہ میں اپنا آدمی فوراً لیبارٹری بھیجوں۔ اور
ٹ سروس کو اس ذمہ داری سے فارغ کر دوں ____ چنانچہ اب میں
فیصلہ کیا ہے کہ یہ مشن تمہیں سرانجام دینا ہے۔ تم وہاں مکمل با اختیار
ئے ____ تم فوراً لیبارٹری پہنچو ____ وہاں کے سیکورٹی آفیسر میجر جمال
مل کر چارج سنبھال لو ____ اور سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو فارغ کر دو"
اسلم نے کہا۔
"ٹھیک ہے جناب! ____ میں تیار ہوں ____ اور آپ دیکھیں گے
کس طرح سپیشل ایجنسی کا سر بلند کرتا ہوں" ____ کیپٹن طارق
نتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"گڈ! ____ یہ لو سپیشل اتھارٹی بیج ____ اور یہ لیبارٹری کا پتہ ____ اور
روانہ ہو جاؤ ____ اپنے ساتھ جتنے آدمی چاہو، لے جاؤ۔ لیکن یاد

رکھنا اگر کوئی کوتاہی ہوئی تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولی مار دُونگا"۔ کرنل اسلم نے ایک بیج اور کارڈ نکال کر کیپٹن طارق کی طرف پھینکتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر! ــــ پہلے میں خود جاؤں گا ــــ اور پھر وہاں حالات کا جائزہ لے کر آدمیوں کو طلب کر لونگا" ــــ کیپٹن طارق نے کہا اور اُٹھ کر ایک بار پھر سلیوٹ کیا۔

کرنل اسلم نے سر ہلا کر اُسے جانے کی اجازت دی اور کیپٹن طارق تقریباً مسرت سے اُچھلتا ہوا باہر آیا۔ باہر آ کر اس نے کارڈ کو بیج کو بے اختیار چوم لیا۔ ایک لمحے کے لئے اُسے خیال آیا کہ وہ میجر پرمود کو اس بات سے آگاہ کر دے۔ لیکن پھر اس نے خود ہی یہ کارنامہ سرانجام دینے کا فیصلہ کر لیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی سرکاری جیپ تیزی سے شہر سے باہر سپیشل ڈیفنس لیبارٹری کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر وہ خود موجود تھا۔ اس نے اپنے ساتھ کوئی آدمی نہ لیا تھا۔ اس نے سارا پروگرام ذہن میں مرتب کر لیا تھا کہ وہ جاتے ہی پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت اغوا کرے گا اور پھر اسی جیپ کے ذریعے وہ اسے لیڈی طاہرہ کی کوٹھی میں پہنچا دے گا۔ جہاں سے کرنل ڈی سے رابطہ قائم کر کے اُسے باہر لے جانے کا منصوبہ بنائے گا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لیبارٹری کے مین گیٹ کے سامنے موجود تھا۔ لیبارٹری زیر زمین تھی۔ اور اوپر دنیا کو دکھاوے کے لئے پینٹ فیکٹری بنائی گئی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ میجر جمال کے مخصوص کمرے میں بیٹھا ہوا

میجر جمال بظاہر پینٹ فیکٹری کا اسسٹنٹ منیجر تھا۔ لیکن دراصل وہ سیکورٹی انچارج تھا۔

کیپٹن طارق نے کرنل اسلم کا دیا ہوا کارڈ میجر جمال کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے میجر صولت! ــــ مجھے کرنل اسلم کی کال مل گئی ہے میں مسٹر تنویر کو بلاتا ہوں ــــ آپ ان سے چارج سنبھال لیں۔ کیونکہ ان کے آنے کے بعد میری حیثیت تو رسمی سی رہ گئی ہے ــــ اصل چارج مسٹر تنویر اور ان کے ساتھیوں کے پاس ہے" ــــ میجر جمال نے نیم دلانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر تنویر اور اس کے ساتھی ــــ کیا یہ سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں"۔ کیپٹن طارق نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں" ــــ میجر جمال نے کہا اور پھر میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر دبا دیا۔

"مسٹر تنویر جہاں کہیں بھی ہوں ــــ انہیں پیغام دے دو کہ وہ میرے پاس آ جائیں ــــ ایک ضروری مسئلہ ہے" ــــ میجر جمال نے دوسری طرف سے بولنے والے کو تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"پروفیسر بارکی کا اس بارے میں کیا تاثر ہے" ــــ کیپٹن طارق نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"وہ اپنے کام میں پوری طرح منہمک ہیں ــــ میجر صولت! ــــ اس لیبارٹری کا دفاع قطعاً خودکار کمپیوٹروں کے کنٹرول میں ہے۔ باقی ہر چیز تو رسمی ہے ــــ ہماری حکومت خوامخواہ پریشان ہو رہی ہے" ــــ میجر جمال نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور تنویر اندر داخل ہوا۔ اس نے کشمشی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اور اس سوٹ میں وہ خاصا خوبصورت اور وجیہ لگ رہا تھا۔

"یہ میجر صولت ہیں ـــ ملٹری سپیشل ایجنسی کے ـــ اور یہ ہیں سیکرٹ سروس کے مسٹر تنویر" ـــ میجر جمال نے دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف کراتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے مصافحہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کو نظروں ہی نظروں میں تولا۔

"آپ سے مل کر مسرت ہوئی" ـــ دونوں نے بیک وقت رسمی لہجے میں کہا اور پھر تنویر ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مسٹر تنویر! ـــ اعلیٰ حکام نے لیبارٹری کی حفاظت کی ذمہ داری سیکرٹ سروس سے واپس لے کر ملٹری سپیشل ایجنسی کو دے دی ہے۔ او میجر صولت اسی سلسلے میں آئے ہیں ـــ آپ انہیں چارج دیکر واپس جا سکتے ہیں ـــ یہ دیکھئے آرڈرز" ـــ میجر جمال نے ایک فائل اٹھا کر تنویر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

تنویر کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔ یہ بات اس کے لئے قطعاً غیر متوقع تھی۔

"میں اپنے باس سے بات کر کے ہی کوئی اقدام کر سکتا ہوں" ـــ تنو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ـــ آپ بات کر لیں" ـــ میجر جمال او کیپٹن طارق دونوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی آتا ہوں" ـــ تنویر نے کہا اور ایک جھٹکے سے اُٹھ کر

کمرے سے باہر کی طرف چل دیا

"مسٹر تنویر نے کوئی خاص احکامات یا تدابیر اختیار کی ہوں" ـــ؟ تنویر کے جانے کے بعد کیپٹن طارق نے پوچھا۔

"کیا اقدامات کرنے ہیں ـــ بس باہر سے نگرانی کر رہے ہیں"۔ میجر جمال نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"مجھے پروفیسر بارکی سے ملنا ہو گا ـــ تا کہ ان سے ڈسکس کر کے حفاظتی انتظامات کو مزید بہتر بنایا جا سکے" ـــ کیپٹن طارق نے کہا۔

"آپ کی بات فون پر ہو سکتی ہے" ـــ میجر جمال نے کہا۔

"فون پر نہیں ـــ میں رُو برو بات کرنا چاہتا ہوں ـــ یہ ضروری ہے" ـــ کیپٹن طارق نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے تنویر واپس آیا۔ اس کا چہرہ قدرے بجھا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے ـــ ہم واپس جا رہے ہیں ـــ لائیے چارج شیٹ میں اس پر دستخط کر دوں" ـــ تنویر نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا اور میجر جمال نے دراز سے ایک کاغذ نکال کر تنویر کے سامنے رکھ دیا اور تنویر نے اس پر وقت اور تاریخ لکھی اور پھر دستخط کر کے وہ بغیر کسی سے ہاتھ ملائے واپس چلا گیا۔

"ٹھیک ہے ـــ اب آپ انچارج ہیں ـــ لیکن پروفیسر بارکی سے آپ کی ملاقات نہیں ہو سکتی ـــ کیونکہ آپ یا کوئی اور لیبارٹری کے اندر نہیں جا سکتا ـــ اس سلسلے میں انتہائی سخت احکامات ہیں" ـــ میجر جمال نے کہا۔

"تو کیا ہوا ـــ پروفیسر بارکی تو باہر آ سکتے ہیں" ـــ کیپٹن طارق نے کہا

"وہ بے حد مصروف ہیں ــــ بہرحال آپ لیبارٹری کا راؤنڈ لگالیں باہر سے ــــ میں اس وقت تک فون پر پروفیسر بارکی سے بات کرتا ہوں ــــ اگر وہ باہر آنے پر رضامند ہیں تو ٹھیک ہے" ــــ میجر جمال نے کہا اور کیپٹن طارق سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر آگیا۔ باہر کھڑے ایک دربان کو ساتھ لے کر اس نے پینٹ فیکٹری کا راؤنڈ لگانا شروع کر دیا۔ وہ بغور حفاظتی انتظامات کا جائزہ لے رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ میجر جمال کے کمرے میں پہنچ گیا۔

"سوری میجر صولت! ــــ پروفیسر بارکی نے باہر آنے سے انکار کر دیا ہے" ــــ میجر جمال نے کہا۔

"آپ میری ان سے بات کرائیں" ــــ کیپٹن طارق نے کرخت لہجے میں کہا اور میجر جمال نے سر ہلاتے ہوئے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا کر رسیور اٹھالیا۔

"میجر جمال بول رہا ہوں ــــ سپیشل ملٹری ایجنسی کے میجر صولت جو کہ چیف سکیورٹی انچارج ہیں۔ پروفیسر بارکی سے بات کرنا چاہتے ہیں" میجر جمال نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور میجر جمال نے رسیور کیپٹن طارق کی طرف بڑھا دیا۔

"یس ــــ پروفیسر بارکی سپیکنگ" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک جھنجھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں میجر صولت بول رہا ہوں ــــ سپیشل ملٹری ایجنسی سے میرا تعلق ہے اور میں نے آپ کی اور لیبارٹری کی حفاظت کا انتظام خصوصی طو

ر سنبھالا ہے ــــ ہمیں بلگارنیہ سے ایک خاص اطلاع ملی ہے جس کے متعلق میں صرف آپ سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں ــــ یہ انتہائی ضروری ہے آپ کے لئے بھی اور ہمارے ملک کے لئے بھی" کیپٹن طارق نے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔

"کیسی اطلاع" ــــ پروفیسر بارکی کے لہجے میں پریشانی کا عنصر نمایاں ہو گیا تھا۔

"یہ اطلاع فارمولے سے متعلق ہے ــــ بہرحال وضاحت کسی کے سامنے نہیں ہو سکتی" ــــ کیپٹن طارق کے لہجے میں بے پناہ اعتماد تھا۔

"اوہ اچھا ــــ ٹھیک ہے ــــ آپ تو اندر نہیں آسکتے ــــ میں خود ہی باہر آجاتا ہوں" ــــ پروفیسر بارکی نے چند لمحے سوچنے کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ آپ میجر جمال کے کمرے میں آجائیں ــــ میں وہیں موجود ہوں" ــــ کیپٹن طارق نے کہا۔

"آپ میجر جمال کو کہہ دیں ــــ وہ مجھے مین گیٹ سے لے لیں گے۔ سب انتظامات سے واقف ہیں" ــــ پروفیسر بارکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"آپ جاکر پروفیسر بارکی کو یہاں لے آئیں ــــ میں انتظار کر رہا ہوں" کیپٹن طارق نے میجر جمال سے کہا اور میجر جمال سر ہلاتا ہوا اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور کیپٹن طارق کی آنکھوں میں مسرت کے چراغ جل اٹھے

تقریباً پندرہ منٹ بعد میجر جمال ایک غیر ملکی بوڑھے کے ہمراہ اندر داخل ہوا۔ بوڑھے کے برف کی طرح سفید بال ان کے کاندھوں تک

ٹکٹک رہے تھے اور چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ کیپٹن طارق نے اٹھ کر اس سے اپنا تعارف کرایا۔

"میجر جمال!۔۔۔ پلیز آپ ذرا باہر جا کر خیال رکھیں" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا اور میجر جمال سر ہلاتا ہوا نہ صرف کمرے سے باہر نکل گیا بلکہ اس نے جاتے ہوئے دروازہ بھی بند کر دیا۔

"ہاں!۔۔۔ اب بتاؤ کیا بات ہے" ۔۔۔ پروفیسر بارکی نے بغور کیپٹن طارق کو دیکھتے ہوئے کہا

"پروفیسر!۔۔۔ آپ کو اپنا فارمولا زبانی یاد ہے ۔۔۔ یا آپ نے اس کے اشارات کسی کاغذ پر نوٹ کر رکھے ہیں" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا۔

"آپ کا اس سے مطلب" ۔۔۔ پروفیسر بارکی نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مطلب ہے تو پوچھ رہا ہوں ۔۔۔ آپ کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ بلگارنیہ میں بدستور آپ کے فارمولے پر کام جاری ہے ۔۔۔ یہ مصدقہ اطلاع ہے" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے ۔۔۔ یہ اطلاع قطعاً غلط ہے ۔۔۔ فارمولے کے اشارات اس وقت بھی میرے پاس ہیں ۔۔۔ اور اصل فارمولا میں نے اپنے ذہن میں رکھا ہوا ہے ۔۔۔ ایسی صورت میں وہاں کام کیسے ہو سکتا ہے" ۔۔۔ پروفیسر بارکی نے چونک کر کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو آپ اصل پروفیسر بارکی نہیں ہیں ۔۔۔ اصل پروفیسر بارکی اس وقت بلگارنیہ میں موجود ہے ۔۔۔ آپ کو یقین نہ آئے تو اس کی تازہ ترین وڈیو فلم آپ کو دکھاؤں" ۔۔۔ کیپٹن طارق کا لہجہ یکلخت

سرد پڑ گیا۔

"کک ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ کیا آپ کا دماغ خراب ہے۔ آپ اصل
نقل کہہ رہے ہیں ۔۔۔ یہاں کے اور شوگران کے سائنسدان احمق تو نہیں
کہ کسی نقلی آدمی پر اس قدر بھروسہ کر لیں ۔۔۔ آپ کا مقصد کیا ہے"؟
فیسر بارکی یکلخت بھڑک اٹھا۔

"آرام سے بات کرو ۔۔۔ ہمیں اس فلم پر شک ہے اس لئے میں
رف تم سے اکیلے میں بات کر رہا ہوں ۔۔۔ اگر ہمیں اس پر یقین ہوتا
اب تک تمہاری لاش برقی بھٹی میں جل رہی ہوتی ۔۔۔ کرنل اسلم
سپیشل ملٹری ایجنسی کے چیف ہیں انہوں نے مجھے خاص طور پر
ں بھیجا ہے کہ میں آپ کو سپیشل ملٹری ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں لے کر
ؤں ۔۔۔ تاکہ آپ خود جا کر فلم دیکھ کر ہمیں یقین دلائیں کہ یہ فلم نقلی ہے
ف ایسی صورت میں ہی آپ بچ سکتے ہیں ۔۔۔ ابھی تک ہم نے
احکام کو اس بات کی اطلاع نہیں دی۔ ورنہ یہاں ایک طوفان برپا
ہو جاتا" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے غراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں ثابت کر دوں گا کہ فلم نقلی ہے ۔۔۔ اور
رنیہ والوں نے صرف آپ لوگوں کو الجھانے کے لئے ایسا کیا ہے
ب وہ فلم یہاں منگوا لیں" ۔۔۔ پروفیسر بارکی نے کہا۔

"اگر یہاں فلم لائی گئی تو آپ ہمیشہ کے لئے مشکوک ہو جائیں گے
اس کا نتیجہ آپ جانتے ہیں ۔۔۔ شوگران والے ایسے معاملات میں
نائی سخت ہیں ۔۔۔ ابھی انہیں اطلاع نہیں دی گئی۔ معاملہ صرف
ل اسلم، میرے اور آپ کے درمیان ہے ۔۔۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ

یہ معاملہ ہمارے درمیان ہی رہ جاتے ——— آپ ایسا کریں کہ میجر جمال کے سامنے میں آپ کی کرنل اسلم سے بات کرا دیتا ہوں۔ ان کے سامنے کوئی بھی ہوگا کہ آپ کرنل اسلم سے کہیں کہ ایک اہم ضروری مسئلے پر بات کرنے کے لئے آپ میجر صولت کے ساتھ ھیڈ کوارٹر پہنچ رہے ہیں ——— جواب میں کرنل اسلم کچھ بھی کہیں ——— آپ اپنی بات پر اڑے رہیں۔ یہ اعلیٰ حکام اور شوگران کے سائنسدانوں کو شبہ سے دور رکھنے کے لئے ضروری ہے ——— اس کے بعد میں آپ کو جیپ میں بٹھا کر اپنے ھیڈ کوارٹر لے جاؤں گا اور پھر وہاں بات چیت مکمل ہونے کے بعد یہاں واپس چھوڑ دونگا ——— زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ لگے گا" ——— کیپٹن طارق نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں تیار ہوں ——— ایسے حالات میں واقعی ہر قسم کا شبہ دور ہو جانا چاہیئے" ——— پروفیسر بارکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن طارق نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور باہر موجود میجر جمال کو اندر بلا لیا۔

"پروفیسر بارکی ایک اہم مسئلے پر کرنل اسلم سے فوری ملنا چاہتے ہیں۔ آپ میری کرنل صاحب سے بات کرا دیں ——— تاکہ میں ان سے پروفیسر کی بات کرا دوں" ——— کیپٹن طارق نے کہا۔ وہ یہ سب کچھ اس لئے کر رہا تھا تاکہ کسی قسم کا شبہ نہ ہو سکے۔

"یس سر" ——— میجر جمال نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر میز پر رکھا اور اس کی فریکونسی سیٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— سپیشل ڈیفنس لیبارٹری سے میجر جمال کالنگ

کرنل اسلم۔ اوور" ——— ٹرانسمیٹر آن کر کے اس نے بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ——— کرنل اسلم اٹنڈنگ۔ اوور" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کرنل اسلم کی آواز سنائی دی۔

"میجر صولت آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اوور" ——— میجر جمال نے کہا اور مائیک کیپٹن طارق کی طرف بڑھا دیا۔

"میجر صولت! ——— کیا بات ہے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کرنل اسلم کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"باس! ——— پروفیسر بارکی اس وقت میرے پاس موجود ہیں ——— وہ ایک اہم معاملے میں بات کرنے کے لئے آپ کے پاس ھیڈ کوارٹر آنا چاہتے ہیں۔ اوور" ——— کیپٹن طارق نے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر آنا چاہتے ہیں ——— پروفیسر بارکی! کیا مطلب ——— بات کیا ہے ——— میں سمجھا نہیں۔ اوور" ——— کرنل اسلم کے لہجے میں بے پناہ حیرت اور الجھن نمایاں تھی۔

"میں پروفیسر بارکی بول رہا ہوں کرنل! ——— ایک اہم مسئلہ درپیش ہے میں میجر صولت کے ساتھ آپ کے پاس آ رہا ہوں ——— ہماری ملاقات علیحدہ رہے گی۔ اوور" ——— پروفیسر بارکی نے براہ راست بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— اگر ایسا مسئلہ ہے تو آ جائیں۔ اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"میجر جمال! ——— آپ اندر اطلاع کر دیں کہ میں ایک گھنٹے تک واپس

آجاؤں گا ——— چلیئے میجر صولت" ——— پروفیسر بارکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے سر! ——— پہلے اس کاغذ پر آپ دونوں دستخط کر دیں تاکہ رسمی کارروائی مکمل ہو سکے" ——— میجر جمال نے کہا اور پھر اس نے دراز سے ایک چھپا ہوا کاغذ نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ پروفیسر بارکی اور کیپٹن طارق نے اس پر دستخط کئے۔ اس کے بعد کیپٹن طارق، پروفیسر بارکی کو ہمراہ لے کر اپنی جیپ میں آ گیا۔ اور پھر جیپ تیز رفتاری سے سپیشل ملٹری ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھنے لگی۔ پروفیسر بارکی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

پھر جیسے ہی جیپ ایک سنسان سڑک پر پہنچی۔ اچانک اسے جھٹکے لگنے لگے۔

"کیا ہوا" ——— ؟ پروفیسر بارکی نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں ——— ابھی ٹھیک ہو جاتی ہے" ——— کیپٹن طارق نے جیپ ایک سائیڈ پر کر کے روکتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور نیچے اتر کر اس نے انجن کا ہیڈ اٹھا لیا۔

پروفیسر بارکی بے چینی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے کیپٹن طارق نے ہیڈ واپس بند کیا اور بجائے اپنی سیٹ کی طرف آنے کے وہ مڑ کر پروفیسر بارکی کی طرف آ گیا۔

"کیا ہوا ——— جیپ ٹھیک ہو گئی" ——— ؟ پروفیسر بارکی نے اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں ٹھیک ہو گئی ——— ذرا نیچے اتریں۔ سیٹ کے نیچے باکس سے ایک اوزار نکالنا ہے" ——— کیپٹن طارق نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں

کہا اور پروفیسر بارکی اچھل کر نیچے اتر آیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پشت کے بل زمین پر گرا۔ کیپٹن طارق کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی میں حرکت میں آیا تھا اور پروفیسر بارکی کی کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹ گیا تھا۔ مخصوص انداز میں ماری گئی ایک ہی ضرب بوڑھے پروفیسر کے لئے کافی ثابت ہوئی۔ وہ زمین پر بیہوش اور بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ کیپٹن طارق نے جلدی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر پروفیسر بارکی کو اٹھا کر اس نے جیپ کی پچھلی سیٹوں کے درمیان لٹا دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی نبض چیک کی۔ نبض بتا رہی تھی کہ پروفیسر کم از کم ایک گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا۔

کیپٹن طارق بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے جیپ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ کیپٹن طارق ہونٹ بھینچے بیٹھا تھا۔ اس کی تیز نظریں ادھر ادھر کا جائزہ لے رہی تھیں اور پھر تھوڑی ہی دور جا کر اسے اپنے مطلب کی چیز نظر آ گئی۔ یہ ایک پبلک بوتھ تھا۔ اس نے جیپ پبلک بوتھ کے قریب روکی اور پھر نیچے اتر کر تیزی سے دوڑتا ہوا بوتھ میں داخل ہو گیا۔ اس نے جیب سے سکے ڈال کر لیڈی طاہرہ کا نمبر ڈائل کیا۔

"یس ——— طاہرہ بیوٹی پارلر" ——— دوسری طرف سے لیڈی طاہرہ کی آواز سنائی دی۔

"میں سی۔ بی بول رہا ہوں ——— کوئی اور تو نہیں تمہارے پاس" ——— ؟ کیپٹن طارق نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں ——— میں اکیلی ہوں۔ کیوں" ——— ؟ لیڈی طاہرہ نے چونکتے

ہوئے پوچھا۔

"تو سنو! ۔۔۔ تم فوراً کار لے کر شیلبانی روڈ کے تیسرے میل پر آجاؤ۔ میں نے پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت اغوا کر رکھا ہے ۔۔۔ میں اس وقت ملٹری جیپ میں ہوں اور میں جیپ شہر کے اندر نہیں لے آنا چاہتا ۔۔۔ فوراً پہنچو۔ فوراً" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت اغوا کر لیا ہے ۔۔۔؟ اکیلے ہی" ۔۔۔؟ لیڈی طاہرہ نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"وقت مت ضائع کرو ۔۔۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے ۔۔۔ فوراً کار لے کر آجاؤ" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر ڈالا اور پھر بھاگتا ہوا باہر آگیا۔ دوسرے لمحے وہ جیپ کو دوڑاتا ہوا سائیڈ میں موجود درختوں کے گھنے ذخیرے کی طرف لے گیا۔ تاکہ راہ جاتی کاریں مشکوک نہ ہو جائیں۔ اس کی بے چین نظریں سڑک پر جمی ہوئی تھیں۔ اور بے چینی سے اس کی رگیں کھنچی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے لیڈی طاہرہ کی کار پبلک بوتھ کے قریب رکتے دیکھی تو اس نے تیز سیٹی بجائی اور ساتھ ہی ہاتھ لہرایا۔ اور لیڈی طاہرہ کی کار سڑک پر سے اتر کر اس کی طرف بڑھنے لگی۔

"تم نے کمال کر دیا کیپٹن! ۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہوا" ۔۔۔ لیڈی طاہرہ نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"باتیں بعد میں" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا اور جلدی سے جیپ میں بے ہوش پڑے ہوئے پروفیسر بارکی کو اٹھا کر اس نے کار کی پچھلی سیٹوں کے درمیان لٹا دیا۔

"تمہاری کار میں میگزین تو ضرور ہوگا" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے پوچھا

"ہاں ہے ۔۔۔ کیوں ۔۔۔ سب کچھ موجود ہے" ۔۔۔ لیڈی طاہرہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایک ٹائم بم نکال کر جیپ کے اندر لگا دو ۔۔۔ پانچ منٹ کا وقت مقرر کر دینا ۔۔۔ میں اس وقت تک یہ یونیفارم کی قمیض اتار لوں۔ جلدی کرو جلدی" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا اور جلدی سے یونیفارم کی قمیض کے بٹن کھولنے لگا۔

لیڈی طاہرہ نے اپنی کار کی سیٹ کے نیچے موجود باکس میں سے ایک ٹائم بم نکالا اور پھر جیپ کی طرف دوڑ پڑی۔

کیپٹن طارق نے یونیفارم قمیض اتار دی۔ اب اندر سے وہ سادہ قمیض پہنے ہوا تھا۔ اس نے یونیفارم قمیض اور کیپ اٹھائی اور جا کر جیپ کی فرنٹ سیٹ کے نیچے رکھ دی۔

"ٹائم بم لگا دیا ہے ۔۔۔ پانچ منٹ کا وقت بھی" ۔۔۔ لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"آؤ اب نکل چلیں ۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے دوڑ کر کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور لیڈی طاہرہ بھی دوڑتی ہوئی واپس آگئی۔ ڈرائیونگ سیٹ لیڈی طاہرہ نے سنبھالی اور ساتھ والی سیٹ پر کیپٹن طارق بیٹھ گیا۔

اسی لمحے سامنے ڈیش بورڈ میں پڑا ہوا میک اپ باکس کیپٹن طارق کو نظر آگیا تو اس نے جلدی سے باکس اٹھایا اور اس میں سے ریڈی میڈ میک اپ نکال کر اپنے چہرے کی مرمت کرنے میں مصروف ہو گیا جبکہ

کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی نقلی داڑھی اور ناک میں پرنگ لگانے کے بعد کیپٹن طارق کا حلیہ بالکل ہی بدل گیا۔

"آج میجر صولت صحیح معنوں میں مرا ہے" ___ کیپٹن طارق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا ہے کیپٹن طارق ___ انتہائی حیرت انگیز ___ واقعی تم باصلاحیت نوجوان ہو" ___ لیڈی طاہرہ نے کار کا رخ اندرون شہر کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"لطف تو اس وقت آئے گا ___ جب میجر پرمود کو اس کا پتہ چلے گا ___ وہ ابھی منصوبہ ہی بنا رہا ہے اور میں نے کام مکمل بھی کر دیا ہے" کیپٹن طارق نے فخریہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

سنسان سڑک پر پہنچتے ہی میجر پرمود نے کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر اسے سائیڈ پر کر کے روک دیا۔ سرخ رنگ کی کار خاصے فاصلے پر آ رہی تھی۔

پرمود کار روکتے ہی دروازہ کھول کر نیچے اترا اور اس نے کار کا ہیڈ اٹھایا۔ اسی لمحے سرخ رنگ کی کار قریب پہنچ گئی۔ اس کی رفتار آہستہ ہو گئی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔

جیسے ہی سرخ رنگ کی کار قریب آئی۔ میجر پرمود مڑا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر سرخ رنگ کی کار کو رکنے کا اشارہ کیا اور کار ان کے قریب آ کر رک گئی۔ میجر پرمود نے ہیڈ بند کر دیا تھا۔

"جی فرمائیے! ___ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں" ___ نوجوان نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے پوچھا۔

"ہماری کار خراب ہو گئی ہے ___ کیا آپ ہمیں جھیل تک لفٹ

دے سکتے ہیں" ــــــ؟ میجر پرمود نے قریب جاکر انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"کیا خرابی ہوگئی ہے" ــــــ؟ نوجوان نے اپنی بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"اس کا ڈائنمو شارٹ ہوگیا ہے ــــ اگر آپ مہربانی کریں تو" ــ میجر پرمود کا لہجہ بے حد نرم اور التجانہ تھا۔

"ٹھیک ہے ــــ تشریف لایئے" ــــ نوجوان نے کہا اور میجر پرمود نے توفیق کو آنے کا اشارہ کیا جواب کار سے باہر نکل کر کھڑا تھا۔ پھر میجر پرمود ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا جب کہ توفیق نے پچھلی سیٹ سنبھال لی۔ اور نوجوان نے کار آگے بڑھا دی۔

"بہتر یہی ہے کہ اب کار موڑ لو" ــــ اچانک میجر پرمود نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور نوجوان نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ میجر پرمود کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔ اسی لمحے توفیق نے بھی ریوالور کی نال نوجوان کی گردن سے لگا دی۔

"کیا مطلب! ــ کیا آپ لوگ ڈاکو ہیں" ــــ؟ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم ڈاکو نہیں ہیں ــــ لیکن اپنے تعاقب کرنے والے کو زندہ رہنے کا زیادہ موقع بھی نہیں دیتے ــــ ہم صرف تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں ــــ اس لئے اگر زندگی چاہتے ہو تو کار موڑ لو" ــــ میجر پرمود کے لہجے میں بے پناہ غراہٹ ابھر آئی۔ اور نوجوان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کار کو ٹرن دیا اور واپس شہر کی طرف چل دیا۔

"دیکھو! ــ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے ــــ اس لئے تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ چپ چاپ چلے چلو" ــــ میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے غلط حرکت کرنے کی کیا ضرورت ہے ــــ میرے پاس زیادہ رقم نہیں ہے ــــ کار تمہیں چاہیئے تو وہ تم ویسے بھی لے سکتے ہو ــــ یہ کرائے کی کار ہے۔ پولیس خود ہی برآمد کرے گی" ــــ نوجوان کے لہجے میں اطمینان تھا۔

"ہمیں نہ رقم کی ضرورت ہے اور نہ کار کی ــــ بس تم خاموشی سے چلو ــــ گلشن کالونی جانا ہے" ــــ میجر پرمود نے کہا اور نوجوان نے سر ہلا دیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار گلشن کالونی میں پہنچ گئی۔

"کونسی کوٹھی میں جانا ہے" ــــ؟ نوجوان نے پوچھا۔ لہجے میں اطمینان نمایاں تھا۔

"میں تمہیں بتاؤں گا ــــ تم چلو" ــــ میجر پرمود نے خشک لہجے میں کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے نیلے رنگ کی ایک کوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس کوٹھی کی طرف موڑ لو۔"

"نیلے رنگ کی کوٹھی ــــ یہ تو ڈاکٹر سبطین کی کوٹھی ہے۔ میرا رشتے دار ہے" ــــ نوجوان نے واضح الفاظ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہوگا تمہارا رشتے دار ــــ اب وہ وہاں نہیں رہتا" ــــ میجر

پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

نوجوان نے کار کوٹھی کے گیٹ کے سامنے روک دی۔

"تین بار ہارن دو" ـــــــ میجر پرمود نے کہا۔ اور نوجوان نے تین بار ہارن بجا دیا۔ وہ بڑی شرافت سے میجر پرمود کی ہدایات پر عمل کر رہا تھا۔

چند لمحوں بعد پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھل گئی۔ اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان باہر نکل آیا۔

"پھاٹک کھولو جاناز" ـــــــ توفیق نے گردن باہر نکال کر تیز لہجے میں آنے والے نوجوان سے کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا واپس کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ اور پھر پھاٹک کھل گیا۔

پھاٹک کھلتے ہی نوجوان کار کوٹھی کے اندر پورچ میں لے گیا، جہاں تین مسلح افراد موجود تھے۔ میجر پرمود کے اشارے پر تینوں کار کے گرد پھیل گئے۔

"باہر آجاؤ" ـــــــ میجر پرمود نے کہا اور خود بھی دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

نوجوان بڑے مطمئن انداز میں دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"اپنے ہاتھ سر سے اونچے کر لو" ـــــــ میجر پرمود نے اس کی پشت سے ریوالور لگاتے ہوئے کہا۔ ویسے بھی اس وقت نوجوان مشین گنوں کے پہرے میں تھا۔

نوجوان نے ہاتھ اونچے کر لئے۔ اور میجر پرمود نے بڑے ماہرانہ انداز سے اس کی تلاشی لی اور پھر اس کی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"اب اندر چلو" ـــــــ میجر پرمود نے کہا اور پھر وہ نوجوان کو اسی طرح

مسلح پہرے میں لئے ہوئے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔

"اس کرسی پر بیٹھ جاؤ" ـــــــ میجر پرمود نے کہا اور نوجوان اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے توفیق نے آگے بڑھ کر کرسی کے پیچھے کو ٹھوکر ماری تو لوہے کی مضبوط پٹیاں ایک بازو سے نکل کر دوسرے بازو میں غائب ہو گئیں۔ اب نوجوان لوہے کی ان مضبوط پٹیوں سے تقریباً جکڑا گیا۔

"تمہارا نام کیا ہے" ـــــــ ؟ میجر پرمود نے پیچھے ہٹ کر سامنے پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ توفیق اور دیگر دو مسلح افراد مخالف سمتوں میں کھڑے ہو گئے تھے۔

"میرا نام صفدر سعید ہے" ـــــــ نوجوان نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا تعلق یہاں کی سیکرٹ سروس سے ہے ـــــــ یا تم علی عمران کے ساتھی ہو" ـــــــ ؟ میجر پرمود نے غور سے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"دونوں میں سے کوئی بھی بات نہیں ـــــــ میں ایک بزنس مین ہوں امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار ہے البتہ اگر تم علی عمران کی بات کرتے ہو جو یہاں کی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر کا لڑکا ہے تو وہ میرا دوست ضرور ہے" ـــــــ صفدر نے جواب دیا۔

"جو علی عمران تمہارا دوست ہے ـــــــ وہ کہاں رہتا ہے" میجر پرمود نے پوچھا۔

"وہ کنگ روڈ کے ایک فلیٹ میں رہتا ہے" ـــــــ صفدر نے

جواب دیا اور میجر پرمود نے سر ہلا دیا۔
"تو یہ بات طے ہو گئی کہ تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔ کیونکہ تم
جیسا اطمینان کا اظہار کر رہے ہو ــــ ایسا اطمینان ایک تربیت یافتہ
ایجنٹ ہی ایسے موقعوں پر ظاہر کر سکتا ہے ــــ عام بزنس مین نہیں
اور پھر تمہاری جیب سے نکلنے والا ریوالور بھی بتا رہا ہے کہ تم بزنس مین
نہیں ہو" ــــ میجر پرمود نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔
"تم جو چاہو سمجھ لو ــــ مجھے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے"
صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"تمہیں لیڈی طاہرہ کی رہائش گاہ کا پتہ کیسے چلا" ــــ میجر پرمود
نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔
"لیڈی طاہرہ! ــــ وہ کون ہے ــــ؟" صفدر نے چونک کر پوچھا
"جہاں سے تم ہمارے تعاقب میں چلے تھے ــــ تمہارا اطمینان بتا
رہا ہے کہ تم نے یقیناً اپنے باس کو اطلاع دیدی ہو گی ــــ لیکن میں
ایک بات بتا دوں کہ اگر میں تم سے نرمی سے بات کر رہا ہوں تو اس کا
یہ مطلب نہیں کہ میں تم سے سچ نہیں اگلوا سکتا" ــــ میجر پرمود نے
انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
"تم نے اپنا تعارف تو کرایا نہیں ــــ کم از کم مجھے پتہ تو چلے کہ
کس شخصیت سے بات کر رہا ہوں۔ ویسے میرا اندازہ ہے کہ تم بہر حال
مجرم نہیں ہو" ــــ صفدر نے دھیمے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔
"تم میری بات چھوڑو ــــ اپنی بات کرو ــــ تمہیں لیڈی طاہرہ کی
رہائش گاہ کا کیسے پتہ چلا ــــ؟" میجر پرمود نے کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ میں کسی لیڈی طاہرہ کو نہیں جانتا ــــ اور
جہاں تک تمہارے تعاقب کا تعلق ہے ــــ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے
اگر میں تمہارا تعاقب کر رہا ہوتا تو میں اس طرح شرافت سے تمہارے
کہنے پر کار کیوں روک لیتا" ــــ صفدر نے جواب دیا۔
"تو تم سیدھی طرح نہیں بتاؤ گے ــــ توفیق! ــــ خنجر سے اس
کی ایک آنکھ نکال دو" ــــ میجر پرمود نے یکلخت سرد لہجے میں ایک
طرف کھڑے ہوئے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا اور توفیق نے بڑی
پھرتی سے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور جیب میں ڈالا اور دوسری جیب
سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔
"تو تم اب کمینگی پر اتر آئے ہو ــــ مجھے افسوس ہے۔ میں تمہیں
کافی شریفانہ سمجھتا تھا میجر پرمود" ــــ اچانک اوپر روشندان سے عمران
کی آواز سنائی دی اور میجر پرمود بری طرح چونک پڑا۔ اس کی نظریں
روشندان پر جم گئیں جہاں سے عمران کا چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔
"اپنے آدمیوں سے کہو کہ میرے راستے کی رکاوٹ نہ بنیں ــــ میں
نیچے آ رہا ہوں ــــ ویسے اگر میں چاہتا تو ایک لمحے میں کمرہ تمہاری
لاشوں کی وجہ سے لاش گھر بن جاتا" ــــ عمران نے مسکرا کر کہا۔
"تم عمران ہو" ــــ میجر پرمود نے اونچی آواز میں کہا۔ اب وہ اپنی
حیرت پر کنٹرول کر چکا تھا۔
"میں نیچے آ کر پورا تعارف کراتا ہوں ــــ میرا تعارف خاصا لمبا چوڑا
ہے" ــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ روشندان
سے غائب ہو گیا۔

"توفیق! ۔۔۔ جا کر اسے یہاں لے آؤ ۔۔۔" میجر پرمود نے مڑ کر توفیق سے کہا جس کے چہرے پر اب شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے۔ اور توفیق سر کو جھٹکتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہوں! ۔۔۔ تو تم اس لئے مطمئن تھے کہ تم نے عمران کو اطلاع دے دی تھی ۔۔۔ تمہاری کار میں کوئی سسٹم تھا۔ اسی وجہ سے تم نے کوٹھی کا رنگ وغیرہ کا ذکر بڑبڑاہٹ کے انداز میں کیا تھا" ۔۔۔ میجر پرمود نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور صفدر صرف مسکرا دیا۔ کیونکہ میجر پرمود کا اندازہ درست تھا۔

صفدر نے کار کی رجسٹریشن کی مدد سے لیڈی طاہرہ کی کوٹھی کا پتہ چلا لیا تھا اور پھر اس نے پرمود کی کار اندر جاتے دیکھی تو اس نے کار میں نصب ٹرانسمیٹر پر عمران کو اطلاع دی جس پر عمران نے اسے ان کے متعلق مزید تفصیلات مہیا کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ ان کے باہر نکلنے پر صفدر نے ان کا تعاقب شروع کر دیا۔ پھر جیسے ہی میجر پرمود نے کار سنسان سڑک پر موڑی۔ صفدر کو احساس ہو گیا کہ وہ تعاقب سے باخبر ہو گئے ہیں۔ اس پر اس نے عمران سے بات کی تو عمران نے اسے کار کا ٹرانسمیٹر آن رکھنے کے لئے کہا۔ اور ان سے بھڑنے کی بجائے تعاون کرنے کی ہدایت کی تاکہ ان کا اصل ٹھکانہ سامنے آ جائے۔ یہی وجہ تھی کہ صفدر بڑے سیدھے انداز میں ان کی ہدایات پر عمل کرتا رہا۔ گلشن کالونی جانے کا ذکر میجر پرمود نے خود کر دیا تھا اور کوٹھی کے متعلق صفدر نے بتا دیا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران ٹرانسمیٹر پر ان کی بات چیت سن رہا ہے۔ البتہ میجر پرمود کا نام

سے عمران سے پتہ چلا تھا اور اب اسے یاد آ گیا تھا کہ یہ نوجوان بلگاریہ کا مشہور ڈی ایجنٹ میجر پرمود ہے جس کے کارناموں کی خاصی دھوم مچی ہوئی تھی۔

اسی لمحے عمران اندر داخل ہوا۔ اس نے وہی مخصوص ٹیکنی کلر لباس پہنا ہوا تھا۔ اور چہرے پر حماقتوں کا آبشار پوری آب و تاب سے بہہ رہا تھا۔ وہ خالی ہاتھ تھا۔

"میں نے تمہارے کارناموں کی بڑی دھوم سن رکھی تھی میجر پرمود! اور مجھے تم سے ملنے کا بڑا اشتیاق تھا ۔۔۔ لیکن تم نے سفدر کی آنکھ نکالنے والی بات کہہ کر مجھے بے حد مایوس کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ یکلخت سخت ہو گیا تھا۔

"مجھے حیرت ہے کہ تم اندر تک پہنچ گئے اور میرے ساتھیوں کو خبر تک نہ ہوئی" ۔۔۔ میجر پرمود نے اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

"روحوں کو کوئی نہیں روک سکتا میجر! ۔۔۔ اور میں نے روح پر بڑے تجربات کئے ہیں ۔۔۔ میرا جسم تو اب بھی فلیٹ میں بیٹھا سلیمان سے باتیں کر رہا ہو گا اور میری روح یہاں موجود ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے احمق بنانے کی ضرورت نہیں" ۔۔۔ میجر پرمود نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے جو بنا بنایا ہو ۔۔۔ اسے بنانے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے"

عمران نے بڑے عقیدت مندانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر بڑے اطمینان سے ایک کرسی پر یوں بیٹھ گیا جیسے کسی دوست سے ملنے آیا ہو۔

میجر پرمود بڑے غور سے عمران کو دیکھتا رہا اور پھر وہ بھی ایک طویل سانس لے کر سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"چلو اچھا ہوا کہ تم خود ہی یہاں آگئے ـــــ ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ تمہارے فلیٹ پر جا کر تم سے ملاقات کی جائے" ـــــ میجر پرمود نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہارے وہاں آنے سے مجھے مالی نقصان اٹھانا پڑتا ـــــ جبکہ یہاں میں فائدے میں رہوں گا" ـــــ عمران نے سنجیدہ انداز میں کہا۔

"مالی نقصان اور فائدہ ـــــ کیا مطلب" ـــــ میجر پرمود نے نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"وہاں تم آتے تو تمہیں چائے وغیرہ پلانی پڑتی ـــــ اور آجکل کڑکی کا زمانہ ہے ـــــ سلیمان پہلے ہی مہنگائی کا رونا رو رو کر میری جان کھاتا رہتا ہے ـــــ اور یہاں مجھے مفت کی چائے مل جائے گی۔ فائدہ نہ ہوا" ـــــ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور میجر پرمود بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم خاصی دلچسپ باتیں کرتے ہو ـــــ بہرحال اب تم آگئے ہو تو اب یہ بتا دو کہ وہ لیبارٹری کہاں ہے جہاں پروفیسر بارکی کو رکھا گیا ہے ـــــ" میجر پرمود نے کہا۔

"بارکی ! ـــــ یعنی بارکنگ کرنے والا ـــــ مطلب ہے بھونکنے والا۔

ارے باپ رے ! ـــــ یہ تم نے کیا کہہ دیا۔ میری تو روح ابھی سے فنا ہونے لگی ہے ـــــ بزرگ کہتے ہیں کہ نجانے بھونکنے والا کب بھونکنا بند کر کے کاٹنا شروع کر دے۔ اس لئے خالی بارکنگ پر اعتبار نہ کرنا" ـــــ عمران نے توبہ کرنے والے انداز میں دونوں کان پکڑتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت خوف و ہراس کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"دیکھو عمران ! ـــــ میں نے تمہارے متعلق سب کچھ سنا ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ تم بھی مجھے جانتے ہو ـــــ یہ میرا ریکارڈ ہے کہ میں قدم آگے بڑھا کر کبھی پیچھے نہیں ہٹتا ـــــ پروفیسر بارکی اور اس کا فارمولا میرے ملک کی ملکیت ہے ـــــ ہم نے اس کا معاوضہ ادا کیا ہوا ہے اور وہ اب فارمولے سمیت فرار ہو کر یہاں تمہارے پاس ہے۔ میری تمہاری کوئی دشمنی نہیں ہے ـــــ بہتر یہی ہے کہ تم میرے ساتھ تعاون کرو اور پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت میرے حوالے کر دو۔ ورنہ دوسری صورت میں تمہاری لیبارٹری بھی فنا ہو جائے گی اور تمہارے سائنسدان بھی ـــــ پروفیسر کو تو بہرحال میں لے ہی جاؤں گا" ـــــ میجر پرمود نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کونسا ریکارڈ ہے ـــــ گراموفون والا ـــــ یا کرکٹ والا" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم میرا مذاق اڑا رہے ہو ـــــ میں چاہوں تو حلق میں انگلی ڈال کر سب کچھ اگلوا لوں" ـــــ میجر پرمود نے یکلخت بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

"اچھا واہ! ——— بڑا اچھا نسخہ ہے ——— پیٹ بھر کر کھایا ——— انگلی ڈالی ——— سب باہر ——— پھر کھایا ——— پھر انگلی ڈالی ——— واہ بہت ہی بہت ہی ——— مبارک ہو ———" عمران نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اسے ریمو کا یہ نسخہ بے حد پسند آیا ہو۔

"تمہیں شاید اپنے متعلق ضرورت سے زیادہ ہی غلط فہمی ہو گئی ہے مسخرے آدمی! ——— آخری بار کہہ رہا ہوں ——— سنجیدہ ہو کر مجھ سے بات کرو۔ ورنہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو گا اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے" ——— میجر ریمو مزید بھڑک اٹھا۔

"زیادہ غصہ دکھانے کی ضرورت نہیں ہے میجر صاحب ——— اگر تم اپنے آدمیوں اور اسلحہ پر اکڑ رہے ہو تو ان کھلونوں سے اب میرے ملک کے بچے کھیلتے ہیں ——— اور یہ میں تمہیں الٹی میٹم دے رہا ہوں کہ بارہ گھنٹوں کے اندر اندر اپنے ساتھیوں سمیت میرے ملک سے نکل جاؤ ——— ورنہ میں آدھا زمین میں گاڑ کر کتے چھوڑ دوں گا۔ اور یہ رعایت بھی صرف اس لئے ہے کہ تم ابھی اس میدان میں بچے ہو ——— ابھی تمہارے کھیلنے کھانے کے دن ہیں" ——— عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔ اس کے چہرے سے حماقت کا نقاب یکدم غائب ہو گیا اور میجر ریمو حیرت سے پلکیں جھپکاتا اسے دیکھتا رہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں خود ہی لیبارٹری کا پتہ چلا لوں گا۔ تو بہرحال چیلنج کرو" ——— میجر ریمو نے یکلخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ریوالور آ گیا۔ ادھر برآمدے میں مسلح ساتھیوں نے بھی اپنی مشین گنیں سیدھی کر لیں۔

"سوچ لو ——— اب بھی موقع ہے" ——— عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"سوچ لیا ———" ریمو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ لیکن دوسرے لمحے فائر کے دھماکے کے ساتھ ہی اس کے اپنے حلق سے چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے یکلخت الٹی قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے وہ سائیڈ پر کھڑے توفیق کے ہاتھ سے مشین گن چھین کر سیدھا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی چیخیں بلند ہوئیں۔

"اس طرح سوچتے ہیں میجر ریمو" ——— عمران نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے مشین گن سیدھی کرتے ہوئے زہرخند لہجے میں کہا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ جیسے بجلی چمکی ہو اور سب کچھ بدل گیا ہو۔

ریمو نے جیسے ہی ٹریگر دبایا، عمران کی لات حرکت میں آئی اور سامنے پڑی ہوئی تپائی بجلی کی سی تیزی سے اڑتی ہوئی ریمو کے ریوالور والے ہاتھ سے ٹکرا کر اس کے منہ پر پڑی اور نہ صرف اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا بلکہ وہ تپائی کی زوردار ضرب کی وجہ سے پشت کے بل فرش پر گرا۔ تپائی اچھلنے کے ساتھ ہی عمران نے قلابازی کھائی تھی۔ توفیق کے ہاتھ سے نہ صرف مشین گن نکلی بلکہ وہ دھکا کھا کر چیختا ہوا منہ کے بل آگے جا گرا اور عمران نے قلابازی کھا کر سیدھا ہو کر فائر کرنے کی بجائے قلابازی کھانے کے دوران ہی مشین گن چلا دی اور باقی دونوں افراد کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکل کر دور جا گریں وہ دونوں

اچھلے ہوئے تھے۔ اس لئے ایک ہی برسٹ ان دونوں کے لئے کافی ہو گیا۔

چنانچہ تپائی اچھال کر اور قلابازی کھا کر جب عمران سیدھا ہوا تو ساری سچوئیشن ہی بدل چکی تھی۔ پرمود پشت کے بل اور توفیق منہ کے بل فرش پر پڑا تھا۔ جب کہ اس کے دونوں مسلح ساتھی ہاتھوں پر گولیاں کھا کر حیرت سے بت بنے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ رہے تھے۔ عمران نے واقعی جادوگروں جیسا کام کیا تھا۔ اس ساری سچوئیشن کو بدلنے میں اسے زیادہ سے زیادہ دو تین سیکنڈ لگے تھے۔ اور اب وہ سب خالی ہاتھ عمران کی مشین گن کی زد میں تھے۔ وہ پلک جھپکنے میں ان سب کو گولیوں سے چھلنی کر سکتا تھا۔

پرمود پلکیں جھپکاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر واقعی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس طرح بھی سچوئیشن بدلی جا سکتی ہے۔ اس کی ساری زندگی اس طرح کی سچوئیشنز سے نمٹتے گذری تھی لیکن عمران نے جس پھرتی اور مہارت کا مظاہرہ کیا تھا وہ میجر پرمود جیسے شخص کے لئے بھی حیرت انگیز تھا۔

"ویل ڈن۔۔۔ واقعی تم نے کمال کر دیا ہے" ۔۔۔ میجر پرمود کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"شکریہ۔۔۔ آداب عرض۔۔۔ بندہ کس قابل ہے۔ بس آپ جیسے قدر شناسوں کی ذرہ نوازی۔۔۔ بلکہ سورج نوازی ہے" ۔۔۔ عمران نے خالص لکھنوی انداز میں رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس نے اپنے آپ کو میجر پرمود کے

بجلی سے بھی زیادہ تیز حملے سے بچانے کی کوشش کی لیکن میجر پرمود کے جسم میں بھی بجلیاں بھر گئی تھیں۔ وہ عمران کے اچانک گھومنے کے باوجود مشین گن اس کے ہاتھوں سے جھپٹ کر پچھلی دیوار سے جا لگا تھا اور عمران اپنے خالی ہاتھوں کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی اس کے ہاتھ خالی ہیں۔

"مجھے ساری عمر افسوس رہے گا کہ میں نے تم جیسے پھرتیلے شخص کو گولی ماردی ہے" ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔

"اچھا گولی مارو گے۔۔۔ کمال ہے۔ تمہیں چلانی آ گئی ہے مشین گن۔" عمران نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے میجر پرمود نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ لیکن مشین گن سے ٹرچ کی آواز سنائی دی۔ اور ٹرچ کی آواز ابھرتے ہی عمران ایک بار پھر فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے حیرت سے مشین گن کو دیکھتا ہوا میجر پرمود چیخ مار کر سائیڈ کے بل دو قدم دور جا گرا۔ مشین گن ایک بار پھر عمران کے ہاتھوں میں تھی۔

"دیکھو۔۔۔ اس طرح چلاتے ہیں مشین گن" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی آوازوں سے وہ دونوں آدمی جو تیزی سے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گنوں کی طرف جھپٹ رہے تھے چیختے ہوئے دیواروں سے جا لگے۔ گولیاں ان کے پیروں کے قریب فرش پر پڑی تھیں۔

اسی لمحے عمران ایک بار پھر اچھلا اور اس بار وہ صفدر کی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا۔ دوسرے لمحے کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی کرسی

کے بازوؤں پر موجود لوہے کی پتیاں غائب ہو گئیں اور صفدر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے قریب پڑی ہوئی ایک مشین گن اٹھالی، اور تیزی سے پیچھے ہٹتا گیا۔

"کیا تم جادوگر ہو ——؟ میری باری مشین گن کیوں نہیں چلی" —— پرمود نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میجر پرمود! —— انسانی ذہن سے بڑا جادو اور کوئی نہیں ہوتا۔ مجھے معلوم تھا کہ جیسے ہی میں شکریہ ادا کرنے کے لئے جھکوں گا۔ تم نے مجھ سے مشین گن چھیننی ہے —— تمہاری پھرتی واقعی قابل داد ہے۔ لیکن میں نے سیفٹی کیچ چڑھا دیا تھا۔ اس لئے جب تم نے فائر کیا تو سیفٹی کیچ چڑھا ہونے کی وجہ سے خالی ٹریگر کی آواز نکلی اور اس آواز نے تمہیں ایک لمحے کے لئے بوکھلا دیا —— چنانچہ دوسرا لمحہ میرا تھا اور ظاہر ہے سیفٹی کیچ ہٹانے میں دیر تو نہیں لگتی" —— عمران نے مسکراتے ہوئے وضاحت کی۔

"تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو —— میرے تصور سے بھی زیادہ حیرت انگیز" —— پرمود نے کہا۔

"اچھا اب ہم چلتے ہیں —— بارہ گھنٹوں کی مہلت آخری ہو گی۔ یہ سوچ لو —— —— عمران نے صفدر کو باہر جانے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں تیزی سے باہر نکلے اور دوسرے لمحے دروازہ باہر سے بند ہو گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی میجر پرمود اور توفیق دونوں انتہائی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے۔ اسی لمحے باہر سے چیخوں کی آوازیں سنائی

دیں۔ توفیق نے جیب سے ماسٹر کی نکالی اور دروازہ کھول کر وہ دونوں باہر آ گئے۔

عمران اور صفدر پورچ میں کھڑی کار سمیت پھاٹک سے باہر جا رہے تھے۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا اور کار میجر پرمود اور توفیق کے سامنے ہی سڑک پر مڑ گئی۔ برآمدے کے پاس ہی ان کے دو ساتھی اوندھے منہ گھاس پر پڑے ہوئے تھے۔ ان کے سروں پر گومڑ سے ابھرے ہوتے تھے۔

توفیق جلدی سے ان کی طرف بڑھا جبکہ میجر پرمود ہونٹ بھینچتا ہوا واپس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے وہ دو ساتھی جو کمرے کے اندر تھے منہ لٹکائے باہر نکل رہے تھے۔ پرمود انہیں نظر انداز کرتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ پرمود نے میز کے پیچھے رکھی ہوئی ریوالونگ چیئر گھمائی اور پھر اس پر بیٹھ کر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے سپیشل زیرو ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھ دیا۔ ابھی وہ دراز بند کر ہی رہا تھا کہ توفیق اندر داخل ہوا۔

"انہیں ہوش آگیا ہے ——؟" میجر پرمود نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! —— میں نے ان سے پوچھا کہ جب اندر فائرنگ ہو رہی تھی تو وہ اندر کیوں نہیں آئے —— تو انہوں نے بتایا کہ وہ یہی سمجھے تھے کہ فائرنگ ہمارے ساتھی ہی کر رہے ہیں اس لئے وہ مطمئن کھڑے رہے —— پھر اچانک ان کے سروں پر ضربیں لگیں اور وہ ڈھیر ہو گئے"! توفیق نے میز کے سامنے بیٹھتے ہوئے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

"ان کا قصور نہیں ہے توفیق! —— ساری صورت حال ہی حیرت انگیز

رہی ہے ــــ وہ بھلا کیسے سوچ سکتے تھے کہ مشین گنوں سے مسلح تین افراد اندر ہوں ـــ میجر پرمود بھی اندر ہو ـــ ایک آدمی کرسی میں جکڑا ہوا ہو اور دوسرا بغیر ہتھیار کے ہو ـــ اور پھر بھی سچوایشن بدل جائے ـــ مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا کہ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے" میجر پرمود نے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی سیٹ کرتے ہوئے کہا۔

"ویسے میجر! ـــ یہ عمران کم از کم انسان نہیں ہو سکتا ـــ یہ یقیناً کوئی بدروح ہے ـــ" توفیق نے ایسے انداز میں کہا جیسے اسے اپنی بات پر پورا یقین ہو۔

"کرنل ڈی کا اندازہ درست تھا ـــ ہم نے واقعی اسے غلط سمجھا تھا۔ لیکن اب میں اس کی ٹائپ سمجھ گیا ہوں ـــ اب تم دیکھنا کہ میجر پرمود اس کا کیا حشر کرتا ہے" ـــ میجر پرمود نے سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے فریکوئنسی سیٹ کر کے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ـ ہیلو ـــ زیرو زیرو نائن کالنگ سی۔ ٹی۔ اوور" ـــ پرمود نے ٹرانسمیٹر آن کر کے بار بار فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

لیکن کافی دیر تک کوشش کرنے کے باوجود دوسری طرف سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ پرمود کے چہرے پر تشویش کے آثار ابھر آئے۔

"یہ سی۔ ٹی جواب کیوں نہیں دے رہا" ـــ میجر پرمود نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ کسی ایسی جگہ مصروف ہو جہاں اس کے پاس سپیشل زیرو ٹرانسمیٹر نہ ہو" ـــ توفیق نے کہا اور میجر پرمود نے ہونٹ کاٹتے ہوئے میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر لیڈی

طاہرہ کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ دو تین بار گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"کون" ـــ؟ لیڈی طاہرہ کی محتاط آواز سنائی دی۔

"زیرو زیرو نائن" ـــ پرمود نے اپنا کوڈ دوہراتے ہوئے کہا۔

"اوہ میجر! ـــ ہم تمہاری کال کے انتہائی بے چینی سے منتظر تھے"۔ لیڈی طاہرہ نے یکلخت پُرجوش انداز میں کہا۔

"ہم سے کیا مطلب ـــ؟" میجر پرمود نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کیپٹن طارق بھی میرے پاس موجود ہے ـــ اور میجر! ـــ کیپٹن طارق نے حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے ـــ وہ لیبارٹری سے پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت نکال لایا ہے اور پروفیسر بارکی اس وقت کمرے میں بیہوش پڑا ہوا ہے" ـــ لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"کیا کہہ رہی ہو ـــ پروفیسر بارکی کو لیبارٹری سے نکال لیا گیا ہے"۔ میجر پرمود لیڈی طاہرہ کی بات سن کر بری طرح اچھل پڑا۔

"ہاں میجر! ـــ تم خود کیپٹن طارق سے بات کر لو" ـــ لیڈی طاہرہ نے کہا اور دوسرے لمحے رسیور پر کیپٹن طارق کی آواز ابھری۔

"میجر! ـــ میں سی۔ ٹی بول رہا ہوں" ـــ کیپٹن طارق کے لہجے میں بے پناہ جوش تھا۔

"کیا طاہرہ سچ کہہ رہی ہے ـــ؟" میجر پرمود نے یقین نہ آنے والے لہجے میں پوچھا۔

"یس میجر! ـــ پروفیسر بارکی کو فارمولے سمیت میں اڑا لایا ہوں۔ اور کسی کو علم نہیں کہ وہ ہمارے پاس ہے" ـــ کیپٹن طارق نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ" ـــــ میجر پرمود نے پوچھا۔

اور پھر کیپٹن طارق نے شروع سے لے کر آخر تک ساری کہانی پوری تفصیل سے سنا دی۔

"اوہ! ـــ واقعی تم نے حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے ـــ میجر صولت کے میک اپ کی وجہ سے سب کچھ ممکن ہوا ہے۔ لیکن اب ملٹری انٹیلی جنس کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس بھی حرکت میں آ جائے گی ـــ اور لیڈی طاہرہ کی رہائش گاہ سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ چکی ہے ـــ ہمیں بھی وہاں سے نکلتے ہوئے چیک کیا گیا تھا ـــ اس لئے تم ایسا کرو کہ فوراً پروفیسر بارکی کو وہاں سے نکال کر سیدھے افشاں کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں پہنچا دو ـــ اس کوٹھی میں دو افراد موجود ہیں ـــ انہیں زیرو زیرو نائن کا کوڈ بتا دینا ـــ وہاں سے پروفیسر بارکی کو بلگاریہ لے جانے کے پورے انتظامات پہلے سے تیار کر لئے گئے تھے ـــ رات کو کسی وقت بھی اسے بلگاریہ پہنچا دیا جائے گا ـــ اور سنو! ـــ لیڈی طاہرہ کو ساتھ لے جانا ـــ ورنہ وہ لوگ اس پر بھوکے کتوں کی طرح ٹوٹ پڑیں گے ـــ اور سنو! ـــ پہلے اپنی نگرانی کو اچھی طرح چیک کر لینا۔ ہر طرح سے ـــ میں پندرہ منٹ بعد وہاں فون کر کے پوچھ لونگا۔ اس کے بعد میں حرکت میں آؤں گا ـــ سب کام انتہائی احتیاط سے کرنا ـــ بے حد ہوشیاری سے" ـــ میجر پرمود نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میجر! ـــ ایسا ہی ہوگا" ـــ کیپٹن طارق نے

با اعتماد لہجے میں کہا۔

"انتہائی احتیاط سے ـــ انتہائی احتیاط سے ـــ فوراً حرکت
ں آجاؤ۔ فوراً" ـــ میجر پرمود نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کا
ہرہ مسرت سے کھلا پڑ رہا تھا۔

"کمال ہے ـــ کیپٹن طارق نے واقعی کارنامہ انجام دیا ہے۔
ں پروفیسر بارکی کو سرحد پار پہنچا لوں ـــ پھر عمران کو بتاؤں گا کہ کام
ں طرح ہوتا ہے" ـــ میجر پرمود نے مسرت آمیز اور فاتحانہ انداز
ں کہا اور توفیق نے سر ہلا دیا۔ اب اس کا چہرہ بھی مسرت سے
ل اٹھا تھا۔

انہوں نے واقعی بازی جیت لی تھی۔ اور توفیق جانتا تھا کہ ایک
پروفیسر بارکی اس کوٹھی تک پہنچ گیا تو پھر آگے اسے کوئی نہ روک
ے گا۔

کرنل اسلم کا چہرہ غصے کی شدت اور جھنجلاہٹ سے سرخ
ہو چکا تھا۔ میجر صولت کی تباہ شدہ جیپ کا ملبہ اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔
میجر صولت کی یونیفارم کے ستارے جلنے کے باوجود صحیح سالم موجود تھے۔
جیپ کا ملبہ اس طرح پھیلا ہوا تھا جیسے اسے طاقتور بم سے اڑا دیا
گیا ہو۔ ملٹری سپیشل ایجنسی کے دس افراد جیپ کے گرد موجود تھے۔
ڈیفنس کونسل کا سیکرٹری بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ اور سپیشل ڈیفنس لیبارٹری
سے میجر جمال کو بھی بلا لیا گیا تھا۔ جیپ کے ملبے سے کوئی لاش وغیرہ
برآمد نہ ہوئی تھی۔

"یہ کوئی سازش ہے کرنل! — آپ نے میجر صولت کو اس طرح
پروفیسر بارکی کو لیبارٹری سے لے جانے کی اجازت کیوں دی" —
ڈیفنس کونسل کے سیکرٹری نے دانت پیستے ہوئے کرنل اسلم سے مخاطب
ہوتے ہوئے کہا۔

"میجر صولت ایجنسی کا سب سے بااعتماد آدمی تھا جناب! — اور
مجھے اب بھی یقین ہے کہ میجر صولت کے ساتھ کوئی واردات ہوئی ہے"
کرنل اسلم نے جواب دیا۔

"آپ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں مسٹر — آپ نے غیر ذمہ داری
کی انتہا کر دی ہے — حد کر دی ہے — آپ کو اچھی طرح معلوم
تھا کہ پروفیسر بارکی کس قدر اہمیت رکھتے ہیں اور آپ نے ذرہ برابر بھی
پرواہ نہ کی" — ڈیفنس کونسل کے سیکرٹری نے غصے کی شدت سے
پیر پٹختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ آگ بنا ہوا تھا۔ سپیشل ایجنسی نہ صرف
اس کے دائرہ اختیار میں تھی بلکہ اس نے ہی اس کے قیام کی تجویز بھی
صدر مملکت سے منظور کرائی تھی۔ اور پھر کرنل اسلم کا انتخاب بھی اس
نے خود کیا تھا۔ کرنل اسلم اس کا دور کا رشتہ دار تھا۔ سیکرٹ سروس کی
ذمہ داری کا مسئلہ بھی اس نے صدر مملکت سے کہہ کر ختم کرایا تھا۔ اس
نے صدر مملکت کو یقین دلایا تھا۔ سیکرٹ سروس کی ضرورت نہیں ہے
ادھر ایکسٹو نے بھی اس کام میں زیادہ دلچسپی نہ لی تھی اس لئے صدر
مملکت نے سیکرٹ سروس کی ذمہ داری ختم کر کے دوبارہ سپیشل ایجنسی
کو ذمہ داری سونپ دی تھی۔ اور اب یہ صورت حال سامنے تھی۔ سیکرٹری
کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اپنا سر پیٹ لے۔ اپنے بال نوچ لے۔ اب وہ
صدر مملکت کو کیا جواب دے گا۔ اسے اب خود اپنی سیٹ کی فکر
پڑ گئی تھی۔

"آپ فکر نہ کریں جناب! — میں پروفیسر بارکی کو ڈھونڈ نکالوں گا"
کرنل اسلم نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"خاک ڈھونڈ نکالو گے" — سیکرٹری نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا اور وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف لپکا جس میں ایمرجنسی ٹرانسمیٹر نصب تھا۔ وہ فوری طور پر صدر مملکت سے بات کرنا چاہتا تھا تاکہ کسی اور ذریعے سے صدر مملکت تک بات نہ پہنچے۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ صدر مملکت اسے ہی معطل کر دیں۔ اس نے ہاتھ اندر کر کے ٹرانسمیٹر کا مائیک باہر نکالا اور جلدی سے مائیک کے ساتھ ہی لگے ہوئے میڈ پر ٹاپ سپیشل فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔

"ہیلو — ہیلو — راحت سیکرٹری ڈیفنس کونسل کالنگ پریذیڈنٹ ایٹ ٹاپ ایمرجنسی۔ اوور" — فریکوئنسی سیٹ کر کے سیکرٹری نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"کیا معاملہ ہے — میں پرسنل سیکرٹری بول رہا ہوں — صدر مملکت اہم میٹنگ میں مصروف ہیں۔ اوور" — دوسری طرف سے صدر کے پرسنل سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"موسٹ ایمرجنسی میٹر — فوراً صدر صاحب سے بات کرائیں — پروفیسر بارکی کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اوور" — سیکرٹری نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ! — پروفیسر بارکی کو اغوا کر لیا گیا ہے — میں رابطہ کراتا ہوں اوور" — دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہیلو — پریذیڈنٹ اٹنڈنگ۔ اوور" — چند لمحوں بعد صدر مملکت کی بھاری آواز سنائی دی اور سیکرٹری نے حتی الوسع اپنے آپ کو ا

کرنل اسلم کو بچانے کی کوشش کرتے ہوئے پروفیسر بارکی کے اغوا اور جیپ کی تباہی کی کہانی مروڑ تروڑ کر بیان کر دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ سپیشل ایجنسی واقعی احمقوں کا ٹولہ ہے میں پوری ایجنسی کو معطل کر رہا ہوں — وہ سب ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو رپورٹ کریں — کرنل اسلم تا حکم ثانی ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر میں پابند رہیں گے — اور کیس میں سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کر رہا ہوں۔ اوور" — صدر مملکت نے انتہائی غصیلے انداز میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر! — حکم کی تعمیل ہو گی سر۔ اوور" — سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سیکرٹری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے دل میں مسرت کی ایک لہر سی چلنے لگی تھی۔ اسے دراصل خطرہ تھا کہ کہیں صدر مملکت غصے میں آ کر اسے بھی ساتھ ہی معطل نہ کر دیں۔ لیکن انہوں نے صرف سپیشل ایجنسی کی معطلی تک ہی معاملہ محدود رکھا تھا اس طرح وہ خود بچ گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے کرنل اسلم اور ایجنسی کے باقی افراد کو صدر مملکت کے احکامات بتا دیئے۔

"یہاں موقع پر ایک آدمی تو رہ جائے" — کرنل اسلم نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"کوئی ضرورت نہیں — سیکرٹ سروس والے خود ہی سنبھال لیں گے" — سیکرٹری نے کہا اور وہ سب منہ لٹکائے اپنی جیپوں میں بیٹھ کر ملٹری انٹیلی جنس کے دفتر کی طرف چل دیئے۔

کرنل اسلم اپنی کار چلاتا ہوا ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر کی
طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اس کا ذہن زلزلے کی زد میں آیا ہوا تھا۔ اُسے
معلوم تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف اس کا بدترین مخالف ہے۔
وہ اُسے جی بھر کر ذلیل کرے گا۔ کوئی موقع نہ چھوڑے گا۔ لیکن معاملہ
ہی ایسا بن گیا تھا کہ صورت حال اس کے کنٹرول سے باہر ہو گئی تھی
اُسے بار بار میجر صولت کا خیال آ رہا تھا جس کی وجہ سے یہ سب کچھ
ہوا تھا۔ اُسے اب تک یقین نہ آ رہا تھا کہ میجر صولت اس قسم کی
حرکت کر سکتا ہے۔

یہی سوچتے ہوئے اس نے جیسے ہی کار ایک موڑ پر سے دائیں
طرف موڑی اس کی نظریں پاس سے گذرتی ہوئی ایک سرخ رنگ
کی کار پر پڑیں اور دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک چھناکا سا ہوا
کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر جو لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اس کا چہرہ اُسے مانوس
سا لگا۔ اس نے کار آہستہ کر لی۔ اور پھر اُسے یاد آ گیا کہ اس لڑکی کا نام
رضیہ ہے اور یہ بنگلہ دیش کی ایجنٹ ہے۔ اس کی فائل اس نے دیکھی
ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی اُسے یاد آ گیا کہ رضیہ کو بنگلہ دیش اور بھارت
کی سرحد پر پکڑا گیا ——— اور ملٹری انٹیلی جنس کے ایک خفیہ اڈے
لے جایا گیا تو وہاں ایک مشکوک آدمی بھی پکڑا گیا جو کہ پاکیشیا فوج کے
کیپٹن کی یونیفارم میں تھا۔ میجر صولت ان دنوں وہیں تھا اور پھر میجر
صولت اس لڑکی اور اس مشکوک آدمی کو ساتھ لے کر سپیشل ایجنسی
کے ہیڈ کوارٹر آ رہا تھا کہ جیپ کے ایکسیڈنٹ میں وہ مشکوک آدمی ختم ہو
گیا۔ رضیہ فرار ہو گئی اور میجر صولت معمولی سا زخمی ہو کر واپس آ گیا۔ اس

کے بعد اس نے بے حد کوشش کی۔ لیکن اس لڑکی کا پتہ نہ چل سکا اور
آج وہی لڑکی اسے کار میں جاتی دکھائی دے گئی تھی۔ عام حالات میں
وہ شاید اتنا خیال نہ کرتا۔ لیکن میجر صولت کے موجودہ واقعہ کی وجہ سے
ساری بات اس کے ذہن میں آ گئی۔ وہ سرخ رنگ کی کار مخالف سمت
میں چلی گئی تھی۔ لیکن کرنل اسلم جانتا تھا کہ سڑک دو میل تک سیدھی جا کر
اس کے بعد افشاں کالونی میں پہنچ جاتی ہے۔ یہ لڑکی لازماً افشاں کالونی
میں جا رہی ہو گی۔

چنانچہ اس نے کار کو انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھایا اور پھر
ایک کچے راستے پر اس نے کار ڈال دی۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ کچا راستہ
جو نہر کے ساتھ ساتھ چلا جاتا تھا افشاں کالونی تک پہنچ جاتا ہے اور
فاصلہ بھی کم پڑتا ہے۔ اس طرح وہ اس لڑکی سے پہلے افشاں کالونی
پہنچ جائے گا۔ وہ کار بھگاتا ہوا افشاں کالونی کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔
اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ہر صورت میں اس لڑکی کو گرفتار کر کے ساتھ
لے جائے گا تاکہ کچھ تو اس کی بچت ہو جائے
تھوڑی دیر بعد ایک پل کراس کر کے وہ افشاں کالونی میں داخل
ہو گیا۔ پھر افشاں کالونی کے پہلے چوک پر پہنچ کر اس نے کار ایک
سائیڈ پر روک دی۔

تھوڑی ہی دیر بعد اُسے دور سے سرخ رنگ کی کار آتی دکھائی
دی۔ اور پھر کار اس کے سامنے سے گذر کر آگے بڑھ گئی۔ ڈرائیونگ
سیٹ پر وہ لڑکی تھی۔ اس بار کرنل اسلم نے اسے غور سے دیکھا تھا اب
اُسے یقین ہو گیا تھا۔ ابھی وہ اس کے پیچھے کار نکالنے ہی والا تھا کہ سرخ

رنگ کی کار ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ لڑکی نے ہارن بجایا تو چھوٹی کھڑکی میں سے ایک نوجوان باہر نکلا۔ لڑکی نے اس سے کوئی بات کی اور پھر وہ نوجوان واپس غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا۔ اور سرخ کار اندر لے گئی۔ پھاٹک بند ہو گیا۔

کرنل اسلم نے کار آگے بڑھائی اور پھر وہ اس کوٹھی کے گیٹ کے سامنے گذرا تو وہ بری طرح چونک پڑا۔ گیٹ پر بلگارنیہ کا نشان موجود تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ یہ کوٹھی بلگارنیہ کے سفارت خانے سے متعلق ہے۔ اس لئے اس کوٹھی کو سفارت خانے کا تحفظ حاصل ہوگا۔ ایسی صورت میں کرنل اسلم بغیر کسی اتھارٹی کے اندر نہ جا سکتا تھا۔ وہ کار آگے لے گیا اور پھر اس نے اسے موڑ کر کچھ فاصلے پر لے جا کر ایک سائیڈ میں روک دیا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے بات کرے۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے اول تو اس کی بات نہیں ماننی اور اگر مان بھی لی تو پھر سارا کریڈٹ وہ خود لے جائے گا۔ چنانچہ اس نے سیکرٹری راحت کو فون کرنے کا سوچا۔ وہ کار واپس لے جا کر ایک کیفے کے پاس پہنچا۔ کار روک کر وہ نیچے اترا۔ اور کیفے میں داخل ہو کر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ وہ فوجی یونیفارم میں تھا اس لئے کاؤنٹر پر کھڑا نوجوان اسے دیکھتے ہی نہ صرف چونک پڑا بلکہ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا۔

"ایک فون کرنا ہے" — کرنل اسلم نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر — ضرور کریں سر" — نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے

میں کہا اور ٹیلیفون سیٹ اس کی طرف کر دیا۔

"آپ ذرا دوسری طرف چلے جائیں — اٹ از سیکرٹ" — کرنل اسلم نے رسیور اٹھاتے ہوئے کاؤنٹر مین سے کہا اور کاؤنٹر مین سر ہلاتا ہوا کاؤنٹر سے نکل کر ایک طرف چلا گیا۔ کیفے ویسے بھی تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔ اکا دکا گاہک دور کی میزوں پر بیٹھے نظر آ رہے تھے۔ کرنل اسلم نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیزی سے سیکرٹری ڈیفنس کونسل کے نمبر گھما دیئے۔ لیکن دفتر سے اطلاع ملی کہ وہ اپنی رہائش پر چلے گئے ہیں تو کرنل اسلم نے رہائش گاہ کے نمبر ڈائل کئے۔

"ہیلو" — دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔ یہ کسی ملازم کی آواز تھی۔

"سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں — میں کرنل اسلم بول رہا ہوں"۔ کرنل اسلم نے کہا۔

"یس سر! — ہولڈ کیجئے" — دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد سیکرٹری کی آواز گونجی۔

"یس راحت سپیکنگ" — سیکرٹری کے لہجے میں حیرت تھی۔

"سر! — میں کرنل اسلم بول رہا ہوں" — کرنل اسلم نے کہا اور پھر اس نے لڑکی کے بلگارنیہ اور پاکیشیا کی سرحد پر پکڑے جانے سے اب اس کا بلگارنیہ سفارت خانے کی کوٹھی میں داخل ہونے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

"تم ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو فون کرو — وہ انتظام کر دے گا" — سیکرٹری نے کہا۔

"سر! — ایک تو وہ مجھ سے خار کھاتا ہے — دوسری بات یہ کہ اگر یہ لڑکی پکڑی گئی تو میرا کریڈٹ بن جائے گا — اور یہ بھی ہو سکتا ہے سر! — کہ میجر صولت کی وجہ سے یہ لڑکی موجودہ واقعہ سے بھی ملوث ہو" — کرنل اسلم نے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے — بالکل ایسا ہو سکتا ہے — پھر اب کیا کیا جائے" — سیکرٹری راحت نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"سر! — ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر سے میری ایجنسی کے افراد کو یہاں بھیج دیں — اور سفارت خانے میں چھاپے کا اجازت نامہ بھی منگوا لیں" — کرنل اسلم نے کہا۔

"ٹھیک ہے — میں فون کر دیتا ہوں — تمہارے آدمی پہنچ جائیں گے — اور تمہاری ایڈریس کر میں خود آرہا ہوں — میں خود اس ریڈ میں شریک ہوں گا — انتظار کرو" — سیکرٹری راحت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کرنل اسلم نے سر ہلاتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کیفے سے باہر آگیا۔ دور سے اسے وہ کوٹھی نظر آرہی تھی جس میں لڑکی گئی تھی۔ اس کا پھاٹک بدستور بند تھا۔ کرنل اسلم ایک ستون کی سائیڈ میں اس طرح کھڑا ہو گیا کہ اگر کوٹھی کے اندر سے کوئی نکلے تو اس کی اس پر نظر پڑ سکے۔ البتہ وہ خود کوٹھی کو چیک کر رہا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ اس کے آدمی پہنچتے، ایک ٹیکسی اس کوٹھی کے گیٹ کے سامنے آکر رکی اور اس میں سے ایک نوجوان باہر نکلا۔ ٹیکسی اسے وہاں چھوڑ کر آگے چلی گئی۔ نوجوان نے کال بیل کا بٹن

وہ بڑے چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ مشکوک آدمی ہے اور اسی لمحے کرنل اسلم کو ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ نوجوان کا قد و قامت بالکل میجر صولت جیسا تھا حتیٰ کہ بالوں کا رنگ اور سٹائل بھی وہی تھا لیکن لباس اور شکل و صورت بدلی ہوئی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ نوجوان بھی کوٹھی کے اندر چلا گیا۔

اسی لمحے دو جیپیں کیفے کے سامنے آکر رکیں۔ یہ سپیشل ملٹری ایجنسی کے افراد تھے۔ کرنل اسلم آگے بڑھا اور اس نے انہیں کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیر لینے کی ہدایات دیں اور وہ سب لوگ ایک ایک کر کے کوٹھی کی طرف چل پڑے۔ صرف دو میجر اس کے پاس رک گئے۔

تھوڑی دیر بعد سیکرٹری کی کار بھی وہاں پہنچ گئی۔ کرنل اسلم نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا اور پھر اس نے وہ کوٹھی دکھائی۔

"کیا اس پر ریڈ کرو گے — یا سرکاری طور پر اندر جائیں" — سیکرٹری راحت نے بڑے پُرجوش انداز میں پوچھا۔ وہ بھی شاید اب اپنے آپ کو سیکرٹ ایجنٹ تصور کر رہا تھا۔

"سر — سفارت خانے کا مسئلہ ہے اس لئے ہمیں سرکاری طور پر اندر جانا ہو گا — باقی آدمی ہم نے کوٹھی کے گرد پھیلا دیئے ہیں اندر سے کوئی باہر نہ جا سکے گا" — کرنل اسلم نے کہا۔

"ٹھیک ہے چلو" — سیکرٹری راحت نے کہا اور کرنل اسلم کے اشارے پر دونوں میجر جو مشین گنوں سے مسلح تھے ان کے پیچھے چلے اور وہ سیدھے پھاٹک پر پہنچ گئے۔

کرنل اسلم نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی اور اس وقت تک

نہ ہٹائی جب تک کہ کھڑکی کھل کر ایک نوجوان نے باہر نہ جھانکا۔ کرنل اسلم نے کھڑکی سے سر نکلتے ہی اُسے زور سے دھکیلا اور پھر وہ سب ایک ایک کر کے اندر داخل ہو گئے۔ وہ نوجوان دھکا کھا کر زمین پر گر گیا۔ ان سب کے اندر داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"خبردار!۔۔۔ اگر آواز نکالی" ۔۔۔۔ کرنل اسلم نے غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اُسے مشین گنوں کی زد میں لئے تیزی سے برآمدے میں پہنچ گئے جیسے ہی وہ برآمدے میں پہنچے۔ اسی لمحے ایک آدمی راہداری سے باہر نکلا۔ مگر ایک میجر نے اُسے گھیر لیا۔

"خبردار!۔۔۔ ہمارا تعلق سپیشل ایجنسی سے ہے" ۔۔۔ کرنل اسلم نے چیختے ہوئے کہا۔

"یہ سفارت خانے کی کوٹھی ہے ۔۔۔ آپ اندر نہیں آسکتے" ۔۔۔۔ راہداری سے آنے والے آدمی نے چیختے ہوئے کہا۔ مگر کرنل اسلم نے اس کے منہ پر زوردار تھپڑ مارا اور پھر وہ تیزی سے اندر راہداری کی طرف بڑھا اُسی لمحے وہ لڑکی ایک کمرے سے نکلتی دکھائی دی۔

"خبردار" ۔۔۔۔ کرنل اسلم نے چیختے ہوئے کہا اور ریوالور کا رُخ اس لڑکی کی طرف کر دیا۔ لڑکی ٹھٹھک کر رک گئی۔

"کون ہو تم" ۔۔۔۔ ؟ لڑکی نے کہا۔

"ہاتھ اٹھا لو۔ ورنہ ۔۔۔۔" کرنل اسلم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریڈ کاشن کا بٹن دبا دیا۔ یہ باہر موجود مسلح افراد کو اندر بلانے کا کاشن تھا۔ دونوں افراد کے ہاتھوں میں میجروں نے کلپ ہتھکڑیاں ڈال دی تھیں۔ اور لڑکی کو کرنل اسلم نے کور کر رکھا تھا۔

میجروں کی مشین گنوں کا رُخ بھی لڑکی کی طرف ہی تھا۔ لڑکی نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"اس نوجوان کو دیکھو! ۔۔۔ پوری کوٹھی کی تلاشی لو" ۔۔۔ کرنل اسلم نے چیخ کر کہا۔

"آخر یہ کیا ہو رہا ہے" ۔۔۔۔ لڑکی نے اس بار چیختے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو!۔۔۔ یہ سرکاری مسئلہ ہے" ۔۔۔۔ اس بار سیکرٹری دحت نے اپنا غصہ دکھایا۔ وہ ابھی تک خاموش کھڑا تھا کیونکہ اس قسم ئے چھاپے میں شمولیت کا اس کا پہلا موقع تھا۔ اب باہر موجود افراد بھی ندر آگئے اور وہ سب کوٹھی میں پھیل گئے۔

"یہی لڑکی ہے وہ" ۔۔۔۔ ؟ سیکرٹری راحت نے کرنل اسلم سے ناطب ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں!۔۔۔ یہی ہے" ۔۔۔۔ کرنل اسلم نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر!۔۔۔ پوری کوٹھی خالی ہے ۔۔۔ اور کوئی آدمی اندر نہیں ہے"۔ یب میجر نے واپس آ کر کہا

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔۔ وہ نوجوان کہاں ہے جو میرے سامنے نہ آیا تھا ۔۔۔ ضرور اس کوٹھی میں کوئی خفیہ تہہ خانہ ہے ۔۔۔ تلاش رو ۔۔۔ اور اگر وہ نوجوان کوئی غلط حرکت کرے تو گولی مار دینا" ۔۔۔۔ ل اسلم نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس کے اشارے پر ایک آدمی نے ئے بڑھ کر اس لڑکی کے ہاتھوں میں بھی زبردستی ہتھکڑی ڈال دی۔

"تمہیں بھگتنا پڑے گا ۔۔۔ اس کوٹھی کو سفارتی تحفظ حاصل ہے

لڑکی نے چیختے ہوئے کہا۔

"بجھا دوں گا" ——— کرنل اسلم نے کہا اسی لمحے اسے کوٹھی کے اندر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور وہ چونک پڑا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ——— فائرنگ کیسی ہے" ——— سیکرٹری راحت بھی فائرنگ کی آوازیں سن کر چونک پڑا۔

"اس نوجوان سے ٹکراؤ ہو گیا ہو گا" ——— کرنل اسلم نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب ایجنسی کے افراد واپس آئے تو کرنل اسلم اس بری طرح اچھلا کہ یوں لگتا تھا جیسے وہ بالی جمپ کے ورلڈ مقابلے میں حصہ لے رہا ہو۔ کیونکہ ایک آدمی کے کاندھے پر پروفیسر بارکی لدا ہوا تھا جبکہ دو آدمیوں نے اس نوجوان کو پکڑا ہوا تھا۔ اس کی ٹانگوں میں گولیاں لگی تھیں۔

"سر ——— یہ تہہ خانے میں چھپا ہوا تھا۔ اس نے ہمارا ایک آدمی زخمی کر دیا ہے ——— وہاں تہہ خانے میں یہ بوڑھا بھی ایک بیڈ پر بیہوش پڑا ہوا تھا" ——— ایک میجر نے کہا۔

"اوہ! ——— اوہ سر! ——— یہ پروفیسر بارکی ہے ——— پروفیسر بارکی مل گیا ہے سر ——— زندہ باد" ——— کرنل اسلم خوشی کے مارے ناچنے لگا۔

"واقعی کمال ہے ——— اوہ ویری گڈ! ——— اب میں صدر مملکت کو بتاؤں گا کہ میری قائم کردہ سپیشل ایجنسی کس طرح کام کرتی ہے" ——— سیکرٹری راحت نے کہا اور تیزی سے باہر کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ شاید اپنی کار کی طرف جا رہا تھا تاکہ ٹرانسمیٹر پر صدر مملکت کو خوشخبری خود سنائے۔ اور ایجنسی کے افراد سیکرٹری کو اس طرح بچوں کی طرح دوڑتے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

"آپ میجر پرمود کو پہلے سے جانتے تھے" ——— صفدر نے کوٹھی سے باہر نکل کر پہلے چوک پر کھڑی عمران کی کار تک پہنچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! ——— میں نے اس کی فائل دانش منزل کی لائبریری دیکھی تھی۔ وہ خوش قسمتی سے وہ میک اپ میں نہ تھا ——— انتہائی تیز طرار اور عیار ایجنٹ ہے" ——— عمران نے کار کے رکتے ہی نیچے اترتے ہوئے کہا۔ وہ صفدر کی کار میں کوٹھی سے باہر نکلے تھے۔

"اب کیا پروگرام ہے" ——— صفدر نے پوچھا۔

"تم اس وقت تک اپنی کار سمیت یہیں رہو ——— جب تک ایکسٹو لسی اور ممبر کو نہ بھیج دے ——— میں جا کر ایکسٹو کو تفصیلات بتاتا ہوں۔ لیکن میجر پرمود تمہیں اور تمہاری کار کو اچھی طرح پہچانتا ہے اس لئے اگر اس کا تعاقب بھی کرنا پڑے تو انتہائی احتیاط سے کرنا ——— دوسرے

نمبر کو چونکہ وہ نہیں جانتا اس لئے ان کے آنے کے بعد آسانی رہے گی ۔۔۔ بہرحال اُسے کسی صورت میں بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیئے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں صفدر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی اس طرح سنجیدگی بتا رہی ہے کہ آپ اسے بے حد اہمیت دے رہے ہیں ۔۔۔ اگر ایسی بات تھی تو انہیں اس طرح چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنی حسرتیں نکال لے ۔۔۔ کم از کم اُسے کوئی گلہ نہیں رہے گا کہ اُسے کھل کھیلنے کا موقع نہیں ملا" ۔۔۔ عمران نے لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیا اور تیزی سے اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

دانش منزل پہنچ کر عمران نے کار روکی اور پھر نیچے اُتر کر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم میں داخل ہو گیا۔

"عمران صاحب ۔۔۔ غضب ہو گیا ۔۔۔ پروفیسر بارکی کو لیبارٹری سے اغوا کر لیا گیا ہے" ۔۔۔ عمران کے اندر داخل ہوتے ہی بلیک زیرو نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"اغوا کر لیا گیا ہے ۔۔۔ وہ کیسے" ۔۔۔؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنیں اُبھر آئی تھیں۔

"ابھی چند لمحے پہلے سر سلطان کا فون آیا تھا ۔۔۔ وہ سخت پریشان تھے ۔۔۔ انہوں نے کہا ہے کہ فوراً عمران کو ڈھونڈ کر اس سے بات کراؤ" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

عمران نے یہ سنتے ہی جلدی سے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر سر سلطان کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ہیلو ۔۔۔ عمران بول رہا ہوں" ۔۔۔ سر سلطان کی آواز سنتے ہی اس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ سر سلطان چونکہ اس وقت اپنی کوٹھی میں تھے اس لئے فون انہوں نے خود ہی اٹھایا تھا۔

"اوہ عمران بیٹے! ۔۔۔ غضب ہو گیا ہے ۔۔۔ تمہارے کہنے پر میں نے صدر مملکت سے بات کی تھی کہ سیکرٹ سروس کو ملٹری کے چکروں میں نہ الجھایا جائے ۔۔۔ چنانچہ صدر صاحب نے پروفیسر بارکی کی حفاظت دوبارہ سپیشل ملٹری ایجنسی کو سونپ دی ۔۔۔ لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے ڈیفنس کونسل کے سیکرٹری راحت نے صدر کو براہ راست ٹرانسمیٹر کال کر کے بتایا ہے کہ سپیشل ملٹری ایجنسی کا میجر صولت لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج بن کر گیا اور وہاں سے پروفیسر بارکی کو کسی اہم بات چیت کا بہانہ کر کے ہیڈ کوارٹر لانے لگا ۔۔۔ جب وہ کافی دیر تک ہیڈ کوارٹر نہ پہنچا تو کرنل اسلم کو تشویش ہوئی۔ چنانچہ ایجنسی کے افراد کو بھیجا گیا تو پتہ چلا کہ میجر صولت کی جیپ راستے میں سڑک سے ہٹ کر درختوں کے ایک ذخیرے میں تباہ شدہ حالت میں کھڑی ہے ۔۔۔ اس کی حالت سے پتہ چلتا ہے کہ اُسے بم مار کر تباہ کیا گیا ہے۔ جیپ کے ملبے سے کوئی لاش نہیں ملی ۔۔۔ البتہ میجر صولت کی یونیفارم کی راکھ اور سٹار اس ملبے میں موجود تھے۔ کرنل اسلم وہاں خود پہنچا اور اس نے سیکرٹری راحت کو اطلاع دی ۔۔۔ سیکرٹری راحت نے صدر صاحب کو بتایا تو صدر صاحب نے پوری سپیشل ملٹری ایجنسی کو معطل کر دیا ہے۔ اور اب

انہوں نے سرکاری طور پر یہ کیس سیکرٹ سروس کو منتقل کر دیا ہے۔ کیونکہ پروفیسر بارکی اور اس کے فارمولے کی بے حد اہمیت ہے اور پھر اس کے اس طرح اغوا ہو جانے سے شوگران حکام کے ساتھ تعلقات میں پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں ـــ کیونکہ پروفیسر بارکی کے میجر صولت کے ساتھ جانے کے بعد اغوا ہو جانے پر شوگران حکام کا خیال ہے کہ پاکیشیا کی نیت خراب ہو گئی ہے اس لئے اس نے جان بوجھ کر پروفیسر بارکی کو چھپا لیا ہے۔ تاکہ وہ یہ فارمولا خود اپنے طور پر تیار کر سکے اس لئے صدر صاحب بے حد پریشان ہیں ـــ وہ چاہتے ہیں کہ پروفیسر بارکی کو جلد از جلد برآمد کیا جائے" ـــ سر سلطان نے تقریباً ایک ہی سانس میں ساری بات کہہ ڈالی۔ یہ ان کی انتہائی پریشانی کی دلیل تھی وہ جب بے حد پریشان ہوتے ہیں تو اسی طرح بغیر سانس لئے ہی بولتے چلے جاتے تھے۔

"ٹھیک ہے ـــ میں دیکھتا ہوں" ـــ عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"وہ تنویر وغیرہ جو وہاں موجود تھے" ـــ؟ عمران نے ریسیور رکھتے ہی بلیک زیرو سے پوچھا۔

"آپ نے چونکہ میرے سامنے سر سلطان سے اس بارے میں بات کی تھی ـــ اس لئے جب تنویر کا فون آیا کہ سپیشل ملٹری ایجنسی ان سے چارج لینا چاہتی ہے تو میں نے انہیں واپس بلا لیا تھا" ـــ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہوں! ـــ اس کا مطلب ہے کہ لمبی چوٹ ہو گئی" ـــ عمران

نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر میز کے کنارے پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر تیزی سے فریکوئنسی سیٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکوئنسی سیٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ ایکسٹو کالنگ۔ اوور" ـــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس ـــ صفدر اٹنڈنگ سر۔ اوور" ـــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"مجھے عمران کی رپورٹ مل گئی ہے ـــ میجر پرمود یا اس کا کوئی ساتھی باہر تو نہیں آیا۔ اوور" ـــ؟ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"نہیں سر! ـــ ابھی تک کوئی بھی باہر نہیں نکلا۔ اوور" ـــ صفدر نے جواب دیا۔

"انتہائی ہوشیار رہنا ـــ میں جولیا اور تنویر کو بھیج رہا ہوں ـــ تم لوگ میڈ میک اپ کر کے ان کے ساتھ رہو گے ـــ میجر پرمود کو میرے حکم تک کسی صورت میں بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا۔ اوور" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ـــ اگر ضرورت پڑی تو میں اپنی کار وہیں چھوڑ دوں گا اور جولیا کی کار میں بیٹھ جاؤں گا۔ اوور" ـــ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے! ـــ اوور اینڈ آل" ـــ عمران نے کہا ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جلدی سے دوبارہ ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے جولیا کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ۔۔۔۔ جولیا کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"تم تنویر کو اپنے ہمراہ لے کر افشاں کالونی کے پہلے چوک پر پہنچ جاؤ ۔۔۔۔ صفدر وہاں اپنی کار میں موجود ہو گا ۔۔۔ وہاں کوٹھی نمبر بارہ میں بنگارنیہ کا ایک خطرناک ڈبل ایجنٹ میجر پرمود اپنے ساتھیوں سمیت موجود ہے ۔۔۔ تم نے اس کی مکمل نگرانی کرنی ہے۔ انتہائی احتیاط سے ۔۔۔ باقی تفصیلات تمہیں صفدر بتا دے گا ۔۔۔ تم اور تنویر اپنی اپنی کاروں میں جاؤ گے ۔۔۔ فوراً پہنچ جاؤ" ۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

"میجر پرمود! ۔۔۔ کیا وہ ایجنٹ زیرو زیرو نائن" ۔۔۔؟ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں طاہر! ۔۔۔ وہی زیرو زیرو نائن ۔۔۔ لیکن اب میں اس کو زیرو زیرو ٹین کرنے کا سوچ رہا ہوں ۔۔۔ اس طرح ایک تو اس کی ترقی ہو جائے گی ۔۔۔ دوسرا کم از کم ایک زیرو کا اور اضافہ ہو جائے گا ۔۔۔ یعنی زیرو زیرو زیرو ون بھی پڑھا جا سکے گا" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ تو انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے ۔۔۔ کیا وہ پروفیسر بارکی کے سلسلے میں یہاں آیا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا اور عمران نے لیڈی طاہرہ کی فلیٹ میں آمد سے لے کر میجر پرمود تک ٹکراؤ کی تفصیلات بلیک زیرو کو بتا دیں۔

"اوہ! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ لیڈی طاہرہ اس کی ساتھی ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے ہاں ۔۔۔ مجھے تو خیال ہی نہیں آیا ۔۔۔ اس کی بھی نگرانی ہونی چاہئے تھی ۔۔۔ اور اس کے لئے تنویر سب سے مناسب رہتا۔ لیکن تو کیپٹن شکیل کو کہہ دو ۔۔۔ وہ شریف آدمی ہے۔ طاہرہ اس کے ہاتھوں طاہرہ ہی رہے گی ۔۔۔ ظاہرہ نہ بن سکے گی" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ ظاہر ہے عمران نے اس کے نام کو استعمال کر کے خوبصورت چوٹ کی تھی۔

"کہاں رہتی ہے یہ طاہرہ" ۔۔۔۔؟ بلیک زیرو نے ٹیلیفون کے رسیور پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

"ارے پتہ تو میں نے پوچھا ہی نہیں ۔۔۔ وہ تو صفدر کو معلوم ہو گا پھر چھوڑو ۔۔۔ طاہر کی موجودگی میں طاہرہ کی کیا ضرورت ہے۔ خوامخواہ ایک حرف کا بوجھ اٹھاتے پھریں" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک فائل اٹھائے واپس آیا۔ اس فائل پر زیرو زیرو نائن اور بنگارنیہ کے الفاظ نمایاں طور پر نظر آ رہے تھے۔

"آپ پروفیسر بارکی کی برآمدگی کے لئے کچھ نہیں کر رہے" ۔۔۔۔؟ بلیک زیرو نے اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے میجر پرمود تک پروفیسر بارکی کے اغوا کی اطلاع پہنچے گی ۔۔۔ اس کے بعد کوئی لائن آف ایکشن ملے گی" ۔ عمران

نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور فائل کھول کر پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

"اگر میجر پرمود اس اغوا میں ملوث ہوتا تو پھر اُسے اس لیبارٹری کا پتہ پوچھنے کی کیا ضرورت تھی جس میں پروفیسر بارکی کو رکھا گیا تھا" ——— چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے چونک کر فائل بند کر دی۔

"اوہ! ——— تمہاری بات بھی درست ہے ——— مجھے تو اس کا خیال نہیں آیا ——— واقعی اگر میجر پرمود اس اغوا میں ملوث ہوتا تو پھر اُسے لیبارٹری کا پتہ پوچھنے کی ضرورت نہ تھی ——— تو پھر یہ میجر صولت کس کے لئے کام کر رہا تھا" ——— عمران نے فائل میز پر رکھتے ہوئے کہا

"پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میجر صولت دشمنوں کا آدمی نہ ہو ——— بلکہ اُسے بھی ساتھ ہی اغوا کر لیا گیا ہو ——— اور مجرموں نے صرف مغالطہ ڈالنے کے لئے اس کی یونیفارم کی قمیص اتار کر جیب میں ڈال دی ہو" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں! ——— ایسا بھی ہو سکتا ہے ——— لیکن یہ دوسری پارٹی کونسی ہو سکتی ہے" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کمرے میں چند لمحوں کے لئے خاموشی طاری ہو گئی۔ دونوں شاید اس بارے میں سوچنے میں مصروف تھے کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔ ان کے لہجے میں عجیب سا جوش تھا جس کی وجہ سے

عمران چونک پڑا۔

"کیا کوئی نئی مملکت فتح کر لی ہے ——— جو اتنا جوش ہے لہجے میں" عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"اوہ عمران بیٹے! ——— انتہائی حیرت انگیز خبر ہے۔ پروفیسر بارکی کو افشاں کالونی کی ایک کوٹھی سے برآمد کر لیا گیا ہے" ——— سر سلطان نے کہا اور پھر انہوں نے تفصیل سے بتایا کہ سپیشل ایجنسی کے کرنل اسلم نے اپنے طور پر کوشش کی اور اُسے اطلاع ملی کہ پروفیسر بارکی کو افشاں کالونی میں رکھا گیا ہے۔ چونکہ صدر مملکت نے سپیشل ایجنسی کو معطل کر دیا تھا۔ اس لئے اس نے سیکرٹری ڈیفنس کونسل راحت سے رابطہ قائم کر کے اس کوٹھی پر جس کا تعلق بلگارنیہ کے سفارت خانے سے تھا ریڈ کی اتھارٹی حاصل کر کے چھاپہ مارا اور وہاں سے پروفیسر بارکی کو بیہوشی کے عالم میں برآمد کر لیا گیا ——— وہاں سے ایک لڑکی اور تین افراد کو بھی گرفتار کیا گیا ہے جن میں سے ایک زخمی ہے۔ سیکرٹری نے صدر مملکت کو اطلاع دی جس پر صدر صاحب کے احکامات پر پروفیسر بارکی کو فوری طور پر دوبارہ لیبارٹری پہنچا دیا گیا ہے سپیشل ایجنسی کو اس کارنامے کی وجہ سے دوبارہ بحال کر دیا گیا ہے۔ لیکن صدر مملکت نے احکامات جاری کئے ہیں کہ اب پروفیسر بارکی کی حفاظت سیکرٹ سروس ہی کرے گی جب تک فارمولا مکمل نہیں ہو جاتا ——— چنانچہ میں نے اس لئے تمہیں اطلاع دی ہے کہ تم لیبارٹری کی حفاظت کا انتظام سنبھال لو۔ وہاں احکامات بھجوا دیئے گئے ہیں۔

"جو آدمی کوٹھی سے گرفتار ہوئے ہیں ——— وہ کہاں ہیں" ——— عمران

نے پوچھا۔

" وہ ملٹری انٹیلی جنس کی تحویل میں ہیں ____ وہ ان سے پوچھ گچھ کرتے رہیں گے" ____ سر سلطان نے جواب دیا۔

" انہیں بھی ہمارے چارج میں ہونا چاہیئے ____ تاکہ اس سازش کا پتہ لگایا جا سکے" ____ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ____ میں ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو احکامات بھجوا دیتا ہوں ____ تم اپنے آدمی بھیج کر انہیں اپنے چارج میں لے لینا ____ لیکن عمران پلیز ____ اب پروفیسر بار کی کو کسی صورت میں اغوا نہیں ہونا چاہیئے ____ یہ ہمارے ملک کے مفاد کے لئے انتہائی ضروری ہے" ____ سر سلطان نے کہا۔

" میں اسے اغوا پروف بنا دونگا ____ میرے پاس ایسا فارمولا موجود ہے" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوکے" ____ دوسری طرف سے سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" چیونٹا ٹائیں ٹائیں فش ____ پروفیسر بار کی اغوا بھی ہوا ____ برآمد بھی کر لیا گیا ____ اور ہم یہاں بیٹھے سوچتے ہی رہ گئے" ____ عمران نے پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ لیکن بٹن آن کرنے سے پہلے اس نے جولیا کی فریکوئنسی اس پر سیٹ کی۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ صفدر اپنی کار چھوڑ کر جولیا کی کار میں آگیا ہو گا۔

" ہیلو ____ ہیلو ____ ایکسٹو کالنگ۔ اوور" ____ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" یس سر ____ جولیا اٹنڈنگ۔ اوور" ____ دوسری طرف سے چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

" کیا پوزیشن ہے۔ اوور" ____ ؟ عمران نے پوچھا۔

" سر ____ ہم یہاں پہنچ چکے ہیں ____ صفدر بھی آپ میں میرے ساتھ موجود ہے ____ کوئی بھی آدمی کوٹھی سے باہر نہیں نکلا۔ اوور" ____ جولیا نے کہا۔

" کوٹھی کی عقبی طرف سے بھی کسی کو نگرانی کے لئے بھیجا ہے۔ اوور" ____ عمران نے پوچھا۔

" یس سر ____ تنویر عقبی طرف موجود ہے۔ اوور" ____ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" صفدر سے کہو کہ وہ کوٹھی کے ٹیلیفون کو ٹیپ کرنے کا بندوبست کرے ____ اس کی کار میں سامان موجود ہو گا۔ اوور" ____ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" یس باس ____ میری کار میں سامان موجود ہے ____ میں ابھی ٹیپ کر دیتا ہوں۔ اوور" ____ اس بار صفدر کی آواز سنائی دی۔

" ٹیلیفون ٹیپ کرنے کے بعد تم واپس اپنے فلیٹ میں چلے جاؤ۔ جولیا اور تنویر وہیں رہیں گے ____ وہاں تمہیں نئی ہدایات دوں گا۔ اوور اینڈ آل" ____ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" میرے خیال میں اب لیبارٹری کی حفاظت کے لئے کیپٹن شکیل، صفدر، نعمانی اور چوہان کو بھیج دیا جائے ____ کرنی تو وہاں نگرانی ہی ہے

اور تو کچھ نہیں کرنا" ــــ عمران ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے بلیک زیرو
سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں! ــ وہاں تو صرف نگرانی ہی ہوگی ــ لیکن اس میجر پرمود
کا کیا کرنا ہے" ــــ؟ بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کرنا کیا ہے ــ بس نگرانی کرتے رہیں گے جب یہ پر پرزے
نکالے گا تو قینچی لگا دیں گے" ــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے
کہا۔ اس کے چہرے پر بیزاری کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ یہ کیس ایسا
بن گیا تھا جس میں سوائے بوریت کے اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

" میرا خیال ہے کہ میجر پرمود لازماً پروفیسر بارکی کو اغوا کرنے کے لئے
آیا ہوگا ــ تو اب وہ لازماً لیبارٹری پر حملہ بول دے گا" ــ بلیک زیرو
نے کہا۔

" لیبارٹری کے انتظامات اس قدر سخت ہیں کہ میجر پرمود وہاں کچھ
نہیں کر سکتا ــ یہ تو میجر صولت کی وجہ سے پروفیسر بارکی نکل گیا تھا"
عمران نے کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ وہ اس بار بھی کوئی ایسا ہی چکر چلائے" ــــ
بلیک زیرو نے کہا۔

" نہیں! ــ میں اس کی فطرت جانتا ہوں ــ وہ ڈی ایجنٹ
ہے اور ایسے ایجنٹ براہِ راست وار کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔
بس ٹھاہ ٹھاہ اور ٹھس ــ جاسوسی ان کے بس کا روگ نہیں ہوتا۔
اس لئے اگر میجر پرمود نے حملہ بول دیا تو بس وہ یہ کرے گا کہ اسلحہ لے کر
لیبارٹری پر ٹوٹ پڑے گا ــ لیکن لیبارٹری میں داخلہ ناممکن ہے

بس باہر لڑ بھڑ کر رہ جائے گا۔ اور اس کے لئے صفدر اور کیپٹن شکیل
کافی ہیں" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر ٹرانسمیٹر
کا بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ـ ہیلو ـ صفدر کالنگ ـ اوور" ــــ دوسری طرف سے صفدر
کی آواز سنائی دی۔

" ایکسٹو ـ اوور" ــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" سر! ـ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے ــــ میں ٹیلیفون ٹیپ کرنے
کے لئے جب کھمبے پر چڑھا تو مجھے اندرونی صورت حال دیکھ کر شک ہوا۔
جس پر میں اور تنویر اندر گئے تو کوٹھی خالی پڑی ہے ــــ وہاں کوئی
آدمی موجود نہیں ہے ــــ نجانے وہ کب اور کہاں سے نکل گئے ہیں۔
اوور" ــــ دوسری طرف سے صفدر نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ سہما
ہوا تھا۔ جیسے اسے خطرہ ہو کہ ایکسٹو اُسے اس کوتاہی پر جھاڑ پلائے گا۔

" اس کا مطلب ہے کہ وہ تنویر کے عقب میں پہنچنے سے پہلے ہی
نکل گئے تھے ــ ٹھیک ہے۔ تم سب واپس اپنے اپنے فلیٹوں میں
پہنچو ــ اوور اینڈ آل" ــــ عمران نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
اس کی آنکھوں میں چمک اُبھر آئی تھی اور چہرے پر موجود بیزاری کی گرد
جیسے یکلخت چھٹ گئی تھی۔

" تو جناب بلیک زیرو صاحب! ــ اب زیرو جنگ شروع ہونے
والی ہے ــ تیار ہو جاؤ" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" زیرو جنگ ــ کیا مطلب" ــــ؟ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"یار تم کبھی کبھی تو واقعی اصل بلیک زیرو بن جاتے ہو ـــ بلیک زیرو بمقابلہ زیرو زیرو نائن ـــ زیرو جنگ ہی تو ہوگی اور کیا ہوگا" ـــــــ عمران نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے" ـــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب مجھے خود لیبارٹری جانا پڑے گا ـــ تاکہ میجر پرمود کا شاندار اور شایان شان استقبال کیا جا سکے" ـــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ آدمی جو کوٹھی سے پکڑے گئے ہیں ـــ ان کا کیا کرنا ہے" ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ارے ہاں! ـــ انہیں تو میں بھول ہی گیا تھا ـــ انہیں یہاں لانے کی بجائے میرے خیال میں وہیں جا کر ان سے پوچھ گچھ کر لی جائے تاکہ اگر وہ کام کے ہوں تو انہیں یہاں لایا جائے ـــ ورنہ نہیں۔ ٹھیک ہے۔ تم باقی ٹیم کو لیبارٹری بھجوا دو ـــ میں کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر ملٹری انٹیلی جنس چلا جاتا ہوں ـــ تم چیف کو بطور ایکسٹو ہماری آمد کی اطلاع دے دینا۔ ویسے تو وہ میرا بھی ذاتی واقف ہے۔ پھر بھی تمہاری طرف سے اطلاع اچھی ہے" ـــ عمران نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

میجر پرمود کمرے میں بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ وہ بار بار مٹھیاں بھینچتا اور پھر ایک ہاتھ کی مٹھی زور سے دوسرے ہاتھ پر مارتا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور توفیق کمرے میں داخل ہوا۔ وہ مقامی میک اپ میں تھا۔

"کیا ہوا ـــ ؟ کچھ پتہ چلا ـــ ؟ پرمود نے چونک کر توفیق سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس سر! ـــ میں نے ساری تفصیلات کا پتہ چلا لیا ہے۔ افشاں ...ونی کی کوٹھی پر ملٹری سپیشل ایجنسی نے چھاپہ مارا ہے ـــ تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ ان کا ایک آفیسر جو کرنل کی وردی میں تھا اس نے ...ڈی طاہرہ کی کار اندر جانے کے بعد ایک کیفے سے فون کیا ـــ اس کے بعد ملٹری کی جیپیں اور ایک کار جس پر مرکزی حکومت کا فلیگ تھا ...ں پہنچیں ـــ اس وقت تک کیپٹن طارق بھی کوٹھی کے اندر جا چکا

تھا ـــــ وہاں انہوں نے ریڈ کیا چونکہ اس کوٹھی میں مسلح افراد موجود نہ تھے۔ صرف کیپٹن طارق نے مقابلہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ زخمی ہو کر پکڑا گیا اور تہہ خانے سے پروفیسر بارکی کو برآمد کر لیا گیا اس کے بعد پروفیسر بارکی کو واپس لیبارٹری پہنچا دیا گیا ـــــ جبکہ باقی گرفتار شدگان کو ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا ہے کیپٹن طارق ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ہے ـــــ جبکہ لیڈی طاہرہ اور اس کوٹھی میں موجود دو افراد ملٹری انٹیلی جنس کی قید میں ہیں ـــــ سفارت خانے نے اس کوٹھی سے سرکاری طور پر لاتعلقی کا اظہار کر دیا ہے تاکہ ان پر کوئی حرف نہ آئے ـــــ میں نے ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر کے متعلق بھی معلومات حاصل کر لی ہیں ـــــ یہ شہر کے شمالی حصے میں واقع چھاؤنی کے اندر خاکی رنگ کی ایک بڑی عمارت ہے" توفیق نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پروفیسر بارکی واپس لیبارٹری پہنچ گیا ہے اور اس وقت غلطی یہ ہوئی کہ کیپٹن طارق سے لیبارٹری کا محل وقوع اور تفصیلات معلوم نہ کی جا سکیں ـــــ اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں پہلے کیپٹن طارق اور لیڈی طاہرہ کو چھڑانا ہو گا ـــــ تب ہی ہم لیبارٹری پر چھاپہ مار سکیں" ـــــ میجر پرمود نے کہا۔

"یس سر ـــــ اس کے بغیر چارہ بھی نہیں" ـــــ توفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ـــــ تم اپنے ساتھیوں کو تیار کرو ـــــ تمام فوجی وردیاں لیں۔ ہم براہ راست ایکشن کریں گے" ـــــ پرمود نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"لیکن باس ـــــ وہ تو بہت بڑی چھاؤنی ہے اور ہمیں ملٹری انٹیلی جنس کی عمارت تک پہنچنے سے پہلے ہی گھیر لیا جائے گا" ـــــ توفیق نے پریشان لہجے میں کہا۔

"کچھ بھی ہو ـــــ اب مجھ سے مزید برداشت نہیں ہوتا ـــــ میں یہاں کمرے میں بیٹھ کر صرف رپورٹیں سننے کا عادی نہیں ہوں۔ اس لئے جو بھی ہو گا۔ دیکھا جائے گا" ـــــ پرمود نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"میری ایک تجویز ہے ـــــ اگر آپ اس پر غور کر لیں" ـــــ توفیق نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہاں کہو" ـــــ پرمود نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں نے ملٹری ایئر پورٹ کا ایک راؤنڈ لگایا ہے ـــــ وہاں ملٹری چھاؤنی کے ہیلی کاپٹر موجود ہیں ـــــ اگر ہم وہاں سے ایک ہیلی کاپٹر اڑا لیں تو اس کے پائلٹ سے معلومات کر کے ہم سیدھے ملٹری انٹیلی جنس کی عمارت میں اتر سکتے ہیں ـــــ اور پھر وہاں سے لیڈی طاہرہ اور کیپٹن طارق کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے واپس لایا جا سکتا ہے ـــــ ہمارے ساتھی کاریں کر کسی بھی جگہ ٹھہر سکتے ہیں جہاں ہم ہیلی کاپٹر اتار کر بذریعہ کار یہاں پہنچ سکتے ہیں" ـــــ توفیق نے کہا۔

"ویری گڈ ـــــ یہ اور بھی اچھی تجویز ہے ـــــ ذرا شہر اور چھاؤنی کا نقشہ نکالو ـــــ ابھی سب کچھ طے کر لیتے ہیں" ـــــ میجر پرمود نے پرجوش لہجے میں کہا۔ اور توفیق نے جلدی سے میز کی دراز سے ایک لمبا نقشہ نکالا اور اسے میز پر بچھا دیا۔

"یہ ہے چھاؤنی ـــــ اور یہ عمارت ملٹری انٹیلی جنس کی ہے" ـــــ توفیق نے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"ملٹری ایئرپورٹ کہاں ہے" ـــــ ؟ پرمود نے پوچھا۔

"یہ ہے ـــــ اور اس کے لئے ہمیں اس راستے سے پہلے چھاؤنی میں داخل ہونا ہوگا ـــــ تب ہی یہ ایئرپورٹ نزدیک ترین پڑے گا" ـــــ توفیق نے کہا۔

"گڈ! ـــــ پھر ادھر جھیل اور کھیت پھیلے ہوئے ہیں۔ یہاں کسی بھی جگہ ہیلی کاپٹر اتارا جا سکتا ہے ـــــ ٹھیک ہے یہ پروگرام بھی ٹھیک رہے گا ـــــ تم اپنے ساتھیوں کو اچھی طرح سمجھا دو کہ وہاں دو کاریں لے کر پہنچ جائیں ـــــ نئے لباس اور میک اپ کا سامان بھی ساتھ لے جائیں ـــــ میں اور تم لیڈی طاہرہ اور کیپٹن طارق کو نکال کر یہاں پہنچیں گے اور پھر یہاں سے ہم علیحدہ علیحدہ کاروں میں واپس اپنی اس ہی رہائش گاہ میں پہنچ جائیں گے۔ ویسے تم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ ہماری یہ رہائش گاہ تو سیکرٹ سروس کی نظروں میں نہیں ہے" ـــــ ؟ میجر پرمود نے کہا۔

"یس باس! ـــــ میں نے اچھی طرح چیک کر لیا تھا ـــــ جب ہم وہاں سے نکلے تھے ـــــ تب بھی وہاں صرف وہی صفدر سامنے کے رخ موجود تھا ـــــ اسے پتہ بھی نہیں چلا کہ ہم کب وہاں سے نکل گئے ـــــ اب یہاں بھی چیک کر لیا گیا ہے۔ لائن بالکل کلیئر ہے" ـــــ توفیق نے کہا۔

"او کے! ـــــ پھر میں لباس بدلتا ہوں ـــــ تم بھی لباس وغیرہ بدل

لو۔ اور اپنے ساتھیوں کو اچھی طرح تیار کر لو ـــــ وہاں کاروں میں دو افراد ہونے چاہئیں۔ باقی یہاں رہیں گے۔ ان کے پاس سپیشل ٹرانسمیٹر ہوں گے ـــــ تاکہ ایمرجنسی میں کام آ سکیں" ـــــ پرمود نے مکمل ھدایات دیتے ہوئے کہا اور توفیق جب سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا تو میجر پرمود ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے قدموں میں بے پناہ مستعدی تھی جیسے اُسے کسی قید سے رہائی ملنے والی ہو۔

تھوڑی دیر بعد جب میجر پرمود ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تو وہ میجر کی وردی میں تھا۔ یونیفارم کے اندر اس نے مخصوص جیکٹ پہن رکھی تھی جس میں ہر قسم کا جدید مگر سائز میں چھوٹا اسلحہ موجود تھا۔ مقامی میک اپ کے بعد چہرے پر رنگ لگانے کے بعد اب اُسے میجر پرمود کے لحاظ سے نہ پہچانا جا سکتا تھا۔

اسی لمحے توفیق اندر داخل ہوا۔ وہ بھی کیپٹن کی وردی میں ملبوس تھا۔ اور مکمل طور پر تیار تھا۔

"سب تیار ہیں سر" ـــــ توفیق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او کے ـــــ آؤ" ـــــ میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ ایک نیلے رنگ کی کار میں بیٹھے کوٹھی سے نکلے اور تیزی سے ایئرپورٹ سے ملحقہ علاقے کی طرف بڑھنے لگے۔ توفیق ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جب کہ میجر پرمود ساتھ والی سیٹ پر اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد توفیق کار کو چھاؤنی کی سائیڈ روڈ سے گذارتا ہوا اس کے عقب میں لے گیا۔ اور پھر انہیں دور سے

چیک پوسٹ نظر آنے لگی ۔

"میرا نام میجر ظفر ہے ___ تم کیپٹن توفیق ہی رہو گے" ___ پرمود نے چیک پوسٹ دیکھتے ہی سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور توفیق نے سر ہلا دیا۔

چند ہی لمحوں بعد کار چیک پوسٹ کے ہرڈل راڈ کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ وہاں موجود ایک کیپٹن اور دو سپاہی تیزی سے کار کی طرف بڑھے۔

"کیپٹن! ___ ہم سپیشل ڈیوٹی پر ہیں ___ اٹ از ٹاپ سیکرٹ سکی مشن" ___ پرمود نے بڑے باوقار اور تحکمانہ لہجے میں قریب آتے ہوئے کیپٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یاس سر" ___ کیپٹن نے پھرتی سے سیلوٹ مارتے ہوئے کہا۔

"نو یاس ___ آئی سے ___ اٹ از ٹاپ سیکرٹ سکی مشن" ___ پرمود نے سخت لہجے میں کہا۔

"نام سر! ___ تاکہ رجسٹر میں اندراج کیا جا سکے" ___ کیپٹن نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"میجر ظفر اور کیپٹن توفیق آف آرٹلری ___ آگے سکی مشن ٹاپ سیکرٹ لکھ دینا" ___ پرمود نے جواب دیا اور کیپٹن نے سر ہلاتے ہوئے سیلوٹ کیا اور ساتھ ہی اس نے ہرڈل راڈ ہٹانے کا اشارہ کیا ہرڈل راڈ ہٹتے ہی توفیق نے کار آگے بڑھا دی اور کیپٹن تیزی سے سائیڈ کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ سکی مشن کیا ہوا سر ___ ؟" توفیق نے ایئر پورٹ کی طرف

جاتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"یہ پاکیشیا کی ملٹری کا سپیشل کوڈ ہے ___ ٹاپ سیکرٹ مشنز کے لئے انہوں نے یہی جنرل کوڈ رکھا ہوا ہے" ___ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد ان کی کار ایئر پورٹ کی حدود میں داخل ہو گئی۔

"وہ سامنے رن وے پر ایک ہیلی کاپٹر موجود ہے ___ کار سیدھی وہیں لے جاؤ ___ ورنہ ہم لمبے چکر میں پھنس جائیں گے" ___ میجر پرمود نے کہا۔

اور توفیق نے سر ہلاتے ہوئے کار کو سائیڈ گیٹ کی طرف موڑ دیا۔ سائیڈ گیٹ پر ایک مسلح سپاہی موجود تھا۔ لیکن گیٹ کھلا ہوا تھا۔ سپاہی نے یہ سمجھا کہ کار گیٹ کے پاس آ کر رک جائے گی۔ لیکن توفیق کار آگے بڑھاتا گیا۔

"ٹاپ سیکرٹ سکی مشن" ___ میجر پرمود نے سپاہی کے قریب سے گذرتے ہوئے اونچے مگر تحکمانہ لہجے میں کہا اور سپاہی بے اختیار سیلوٹ مار کر رہ گیا۔

میجر پرمود چونکہ ڈی ایجنٹ تھا اس لئے اسے فوجیوں کی نفسیات اور طریقہ کار کا بھی اچھی طرح علم تھا۔

گیٹ کراس کرتے ہی توفیق نے کار کی رفتار یکلخت تیز کر دی کیونکہ اب یہاں سے ہی ان کا اصل مشن شروع ہونا تھا۔

چند ہی لمحوں میں وہ ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ گئے۔ ہیلی کاپٹر کا پنکھا چل رہا تھا۔ وہ شاید پرواز کے لئے تیار تھا۔ لیکن پائلٹ

اس طرح کار کو تیز رفتاری سے اپنی طرف آتے دیکھ کر رک گیا تھا۔

توفیق نے جیسے ہی کار روکی۔ میجر پرمود تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پھر اچھل کر ہیلی کاپٹر کی پچھلی سیٹ پر چڑھ گیا۔ اس کے انداز میں بے حد تیزی تھی۔

"سر آپ" — پائلٹ نے حیرت بھرے انداز میں مڑ کر میجر پرمود کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی پائلٹ کے منہ سے اوہ کی آواز نکلی اور وہ ہیلمٹ سمیت آگے مشینری سے جا ٹکرایا۔ گردن کی پشت کے نچلے حصے میں پڑنے والی ایک ہی پوری قوت سے مخصوص ضرب نے اسے ہوش و حواس سے عاری کر دیا تھا۔

اسی لمحے توفیق بھی ہیلی کاپٹر پر چڑھ آیا۔ میجر پرمود نے انتہائی پھرتی سے پائلٹ کا ہیلمٹ اتارا۔ بیلٹ کھولی اور دوسرے لمحے اسے اٹھا کر پچھلی سیٹوں پر پٹخ دیا۔ اور اچھل کر اس کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ توفیق نے جلدی سے سائیڈ سیٹ سنبھال لی۔

"ہیلو — ہیلو — ایچ سی تھری زیرو ون! — یہ کار کس کی ہے اور کون لوگ اوپر چڑھے ہیں۔ اوور" — اچانک ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر سے ایک تیز آواز نکلی۔

"ایچ سی تھری زیرو ون اٹنڈنگ — میجر ظفر اور کیپٹن توفیق آن سپیشل ڈیوٹی ایمرجنسی ٹاپ سیکرٹ سکی مشن پر ہیں۔ اوور" — پرمود نے تیز لہجے میں جواب دیا۔ ساتھ ہی اس نے ہیلمٹ سر پر چڑھا لیا۔

"کون میجر ظفر اور کیپٹن توفیق — کیسا مشن — تفصیل بتاؤ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے انتہائی کرخت لہجے میں کہا گیا۔ لیکن میجر پرمود نے بغیر کوئی جواب دیئے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔

"ہیلی کاپٹر نیچے اتارو — کون لوگ ہو تم — فوراً نیچے اتارو۔ ورنہ ہٹ کر دیئے جاؤ گے۔ اوور" — دوسری طرف سے بولنے والا غرق طرح چیخنے لگا۔ لیکن میجر پرمود کوئی جواب دیئے بغیر ہیلی کاپٹر کو انتہائی تیز رفتاری سے اڑاتا ہوا ملٹری انٹیلی جنس کی عمارت کی طرف لے گیا۔ اس کے ذہن میں نقشہ موجود تھا۔ اور چند ہی لمحوں بعد وہ اس خاکی رنگ کی عمارت کے اوپر پہنچ گیا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے ہیلی کاپٹر کو اس کے مین گیٹ کے سامنے وسیع میدان میں اتارتے ہوئے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم ہیلی کاپٹر میں ہی رہو گے — صرف میں اندر جاؤں گا" — میجر پرمود نے کہا اور پھر ہیلی کاپٹر کو میدان میں اتار دیا۔

عمران نے کار ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر کے وسیع پورچ میں روکی۔ وہاں پہلے سے کئی جیپیں کھڑی تھیں اور پھر ساتھ بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل کو نیچے اترنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

پھر جیسے ہی وہ دونوں سیڑھیاں چڑھ کر برآمدے میں پہنچے ملٹری انٹیلی جنس کا سیکنڈ چیف کرنل بختیار تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"ارے انکل بختیار! — تم تو اب بوڑھے ہو گئے ہو" — عمران نے کرنل بختیار کو دیکھتے ہی کہا۔

"جب سے تم جیسے بوڑھے جوان ہونے لگے ہیں — ہمیں بوڑھا ہونا پڑا ہے" — کرنل بختیار نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ عمران اور کرنل بختیار کے درمیان خاصی بے تکلفی تھی۔

"یہ میرے ساتھی کیپٹن جمیل ہیں — پہلے ملٹری کے کیپٹن تھے اب

یہ گلی ڈنڈا ٹیم کے کیپٹن بنے ہوئے ہیں — بات تو ایک ہی ہے بندوق والے کیپٹن نہ سہی — ڈنڈے والے سہی — اور گلی اور ریوالور میں بھی مناسبت ڈھونڈی جا سکتی ہے" — عمران کی زبان چل پڑی تھی۔

"تمہاری زبان کبھی رکے گی بھی — پتہ نہیں کتنی توانائی اللہ تعالیٰ نے اس میں بھر دی ہے" — کرنل بختیار نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر انہیں لئے ہوئے اپنے دفتر میں آگیا۔

"واہ! — بڑا ٹھاٹھ دار دفتر بنا رکھا ہے — ایک ہمارا چیف ہے جو ہمیں فلیٹوں کی سیڑھیاں چڑھا چڑھا کر مار ڈالتا ہے" — عمران نے دفتر کی شان و شوکت دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہیں سمارٹ رکھنا چاہتا ہے — بہرحال تم ان قیدیوں سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو" — ؟ کرنل بختیار نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

"میں نے سنا ہے کہ انہیں مونگ کی دال اور مچھلی کی فیرنی کی ترکیب آتی ہے — اور میں آجکل کھانے پکانے کے سینہ بسینہ پاتے جانے والے نسخوں پر کتاب لکھ رہا ہوں" — عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا! — واقعی میرا سوال غلط تھا — بہرحال تم ان سے یہاں ملنا چاہو گے — یا گارڈ روم میں جاؤ گے" — کرنل بختیار نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن ان میں سے ایک تو ہسپتال میں ہوگا" — عمران نے پوچھا۔

"نہیں ! ۔۔۔ ابھی ایک گھنٹہ پہلے وہ ٹھیک ہو کر گارڈ روم میں پہنچ گیا ہے ۔۔۔ اب وہ چاروں گارڈ روم میں ہیں" ۔۔۔ کرنل بختیار نے جواب دیا۔

"ان سے کچھ پوچھ گچھ کی گئی ہے ۔۔۔ یا ابھی صرف مہمان نوازی کا ہی زور ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں ! ۔۔۔ اس زخمی کا انتظار تھا۔ اس لئے ابھی کچھ نہیں پوچھا گیا" ۔۔۔ کرنل بختیار نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او۔کے ! ۔۔۔ پھر ان چاروں کو یہیں بلا لو ۔۔۔ بس دو چار باتیں ہی کروں گا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور کرنل بختیار نے سر ہلاتے ہوئے میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا بٹن دبا دیا۔ اور پھر قیدیوں کو دفتر میں لے آنے کی ہدایات دینے لگا۔

"اچھا اب بتاؤ ۔۔۔ کیا پیو گے" ۔۔۔ کرنل بختیار نے انٹر کام کا بٹن آف کرتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے پاس تو اب مشروب بڑھاپا ہی ہو گا ۔۔۔ مشروب جوانی تو تم ختم کر چکے ہو گے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اچھا تو اب تمہیں بھی مشروب جوانی پینے کی ضرورت پڑ گئی ہے" ۔ کرنل بختیار نے کہا۔

"ارے وہ تو میں کیپٹن جمیل کے لئے منگوا رہا تھا ۔۔۔ میرے لئے صرف مشروب ہی کافی ہے ۔۔۔ تم تو جانتے ہو کہ ڈیڈی کی پشاوری چپل کے نیچے ٹائر سول لگا ہوتا ہے جو ٹوٹنے میں ہی نہیں آتا" ۔۔۔ عمران نے جلدی سے کہا اور کرنل بختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

کرنل بختیار نے انٹر کام کا بٹن دبایا اور کوک لانے کے لئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور بات کرتا۔ اچانک باہر برآمدے میں یکلخت تیز فائرنگ اور چیخوں کی آوازیں ابھریں۔ اس کے ساتھ ہی بے تحاشا دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

"ارے یہ کیا ہوا" ۔۔۔ کرنل بختیار کے ساتھ ساتھ عمران اور کیپٹن شکیل بھی چونک پڑے۔ اور دوسرے لمحے عمران بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف لپکا۔

مگر اسی لمحے فائرنگ کی تیز آوازیں ایک بار پھر ابھریں اور اس بار بند دروازے سے گولیاں ٹکرانے کی آوازیں سنائی دیں اور عمران یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ اس طرح گولیوں کی بارش میں اچانک باہر نکلنے کا نتیجہ غلط ہی نکل سکتا تھا۔

چند لمحوں بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں دروازے کے سامنے سے ہو کر آگے جاتی سنائی دیں تو عمران نے جھپٹ کر دروازہ کھولا اور پھر عمران، کیپٹن شکیل اور کرنل بختیار یکے بعد دیگرے بجلی کی سی تیزی سے باہر نکلے۔ کمرے کے پیچھے راہداری میں دو آدمی اور دو فوجیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جب کہ کئی فوجی بے تحاشا انداز میں آگے کی طرف دوڑتے ہوئے جا رہے تھے۔

"کیا ہوا ۔۔۔ کیا ہوا" ۔۔۔ کرنل بختیار نے باہر نکلتے ہی چیختے ہوئے کہا۔

"سر ! ۔۔۔ قیدیوں کو آپ کے کمرے میں لایا جا رہا تھا کہ ایک فوجی راہداری میں چل رہا تھا اس نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکال

کران دو قیدیوں اور دو محافظوں کو گولی مار دی اور پھر چیخ کر کہا۔
زیرو زیرو ناٹن ۔۔ بھاگو ۔۔ باہر ہیلی کاپٹر موجود ہے ۔۔ چنانچہ ایک
قیدی اور لڑکی بے تحاشا دوڑتے ہوئے باہر کی طرف لپکے ۔۔ وہ
فوجی بھی جو میجر کی وردی میں تھا بے تحاشا فائرنگ کرتے ہوئے الٹے
پاؤں دوڑا ۔ اور راہداری سے باہر نکل گیا ۔ ۔۔۔ ایک فوجی نے
تیز تیز لہجے میں کرنل بختیار سے کہا۔ اس دوران عمران اور کیپٹن شکیل
باہر کی طرف لپک چکے تھے۔ قیدیوں اور محافظوں کی لاشیں دیکھ کر
وہ سمجھ گئے تھے اور پھر زیرو زیرو ناٹن کے الفاظ بھی عمران کے کانوں
تک پہنچ گئے تھے۔

جب عمران باہر برآمدے میں پہنچا تو اس نے سامنے وسیع میدان
میں سے ایک فوجی ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند ہوتے دیکھا ہیلی کاپٹر
پر ادھر ادھر سے فائرنگ کی جا رہی تھی۔ لیکن یہ فائرنگ ریوالوروں
سے کی جا رہی تھی اور ظاہر ہے ریوالوروں کی فائرنگ سے ہیلی کاپٹر
کا کیا بگڑنا تھا۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے فضا میں کافی بلند ہوا اور تیزی سے
ایک سائیڈ پر اڑنے لگا۔

عمران بجلی کی سی تیزی سے کار میں بیٹھا اور اس نے کار ایک جھٹکے
سے آگے بڑھا دی۔ کیپٹن شکیل دوڑ کر ساتھ والی سیٹ پر مشکل سے
بیٹھ پایا تھا۔

"یہ کون لوگ ہیں" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"بلگارنیہ کا ڈی ایجنٹ میجر پرمود زیرو زیرو ناٹن" ۔۔۔ عمران نے
کہا اور کار کو انتہائی تیز رفتاری سے اس طرف بھگانے لگا۔ جدھر

ہیلی کاپٹر کا رخ تھا۔

پوری چھاؤنی میں خطرے کے سائرن بج رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر
ابھی تک عمران کی نظروں میں تھا لیکن ظاہر ہے اس کی رفتار خاصی
تیز تھی۔ اس لئے وہ لمحہ بہ لمحہ دور ہوتا جا رہا تھا۔

ابھی عمران چھاؤنی کی حدود سے باہر نہ نکل پایا تھا کہ اس نے چار
جنگی جہازوں کی دھماکہ خیز آوازیں سنیں اور دوسرے لمحے چاروں جہازوں
نے فضا میں اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو گھیرے میں لے لیا اور عمران نے
اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ ایک سڑک پر مڑتے ہی ایک بڑی
عمارت کے سامنے آ جانے کی وجہ سے ہیلی کاپٹر اور جنگی جہاز اس
کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ لیکن جنگی جہازوں کی تھرتھراہٹ
کی آوازیں فضا میں ویسے ہی ارتعاش پیدا کر رہی تھیں۔

عمران کی کار اب چھاؤنی کے بیرونی گیٹ تک پہنچ چکی تھی اور
ظاہر ہے یہاں اسے چند لمحے کلیرنس کے لئے ضرور لگنے تھے۔ لیکن
وہ مطمئن تھا کہ ایئر فورس کے جنگی جہاز اب میجر پرمود کو بچ کر نہ جانے
دیں گے۔

میجر پرمود اطمینان سے پورچ کراس کر کے راہداری میں داخل ہو کر آگے بڑھتا گیا۔ چونکہ وہ فوجی وردی میں تھا اور اس کی چال ڈھال بھی فوجیوں جیسی تھی اس لئے کسی نے اس سے کچھ نہ کہا۔ وہ ذرا آگے گیا کہ اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ اور اُسے لیڈی طاھرہ۔ ایک اور نوجوان اور دو وہ آدمی جو افشاں کالونی کی کوٹھی میں تھے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ان سب کے ہاتھوں کو پشت کی طرف کر کے کلپ ہتھکڑیاں ڈال دی گئی تھیں اور دو مسلح محافظ دائیں بائیں ان سے ذرا ہٹ کر چل رہے تھے۔ ان کا رُخ ادھر ہی تھا جدھر سے میجر پرمود اندر جا رہا تھا انہیں دیکھتے ہی میجر پرمود کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ مسئلہ خودبخود حل ہو گیا تھا۔ ورنہ اُسے خطرہ تھا کہ نجانے اُسے کہاں کہاں پہنچ کر اور کن کن حالات سے گذر کر انہیں اغوا کرنا پڑے گا۔ ادھر ہیلی کاپٹر کی چوری کے سلسلے میں بھی ظاہر ہے اطلاع اعلیٰ حکام تک پہنچ چکی ہو گی

اس لئے اس کے پاس زیادہ وقت نہ تھا۔ قدرت نے واقعی اس کی مدد کی تھی۔

میجر پرمود ان دو آدمیوں کو اچھی طرح جانتا تھا جو افشاں کالونی کی کوٹھی میں رہتے تھے۔ اس لئے وہ انہیں دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ ان دو کے علاوہ باقی دو لیڈی طاھرہ اور کیپٹن طارق ہی ہو سکتے ہیں۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے راہداری فائرنگ کی تیز آوازوں سے گونج اٹھی۔ پرمود نے کوٹھی والے دونوں افراد اور پھر دونوں محافظوں کو گولی مار دی۔ اور ساتھ ہی اس نے چیختے ہوئے کہا۔

زیرو زیرو نائن — بھاگو — باہر ہیلی کاپٹر موجود ہے" —— اور اس کے اس فقرے کے ادا کرتے ہی لیڈی طاھرہ اور کیپٹن طارق اس طرح باہر کی طرف بھاگ پڑے جیسے ان کے پیروں میں کسی ہوائی جہاز کا انجن لگا دیا گیا ہو۔

میجر پرمود مسلسل فائرنگ کرتا ہوا اُلٹے پاؤں باہر کی طرف پیچھے ہٹتا گیا۔ اور چند ہی لمحوں بعد وہ برآمدے میں پہنچا اور پھر اس نے ادھر اُدھر فائرنگ کی اور بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر پورچ میں سے ہوتا ہوا ہیلی کاپٹر تک پہنچ گیا۔ لیڈی طاھرہ اور کیپٹن طارق کو توفیق اس دوران سہارا دے کر ہیلی کاپٹر میں بٹھا چکا تھا۔

جب میجر پرمود ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچا تو توفیق نے اُسی لمحے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔ اور میجر پرمود نے لمبی چھلانگ لگائی اور پلک جھپکنے میں ہیلی کاپٹر پر چڑھ گیا۔ توفیق نے انتہائی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کیا۔ اور پھر کافی بلندی پر پہنچ کر اس نے

اس کا رُخ اس طرف موڑ دیا جدھر ان کی کاریں ایک زرعی فارم میں موجود تھیں۔ ہیلی کاپٹر پر نیچے سے ریوالوروں سے فائرنگ کی گئی۔ لیکن ہیلی کاپٹر پر اس فائرنگ کا کیا اثر ہونا تھا۔

"تیز چلاؤ! — ابھی ایئر فورس کے جہاز ہمیں گھیر لیں گے" — میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریوالور سے فائر کر کے ان دونوں کی کلپ ہتھکڑیوں کے درمیانی جوڑ توڑ ڈالے اور ان دونوں کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی میجر پرمود اچھل کر پائلٹ سیٹ کی طرف بڑھا کیونکہ اس کے کانوں میں عقب سے جنگی جہازوں کی تیز آوازیں آتی سنائی دے گئی تھیں۔ اور اُسے معلوم تھا کہ چند لمحوں میں ہیلی کاپٹر کو یہ جنگی جہاز گھیر لیں گے۔ اور پھر ان کا بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا۔

"سیٹ سے ہٹو" — میجر پرمود نے بازو پکڑ کر توفیق کو ایک طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ کیونکہ توفیق نے نہ ہی بیلٹ باندھی تھی اور نہ ہی ہیلمٹ پہن رکھا تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے ایک طرف ہٹا اور میجر پرمود نے بجلی کی سی تیزی سے نہ صرف سیٹ سنبھال لی بلکہ کنٹرول بھی سنبھال لیا۔ اس دوران ہیلی کاپٹر کو بس ایک معمولی سا جھٹکا لگا تھا۔

اسی لمحے چار جنگی جہازوں نے ہیلی کاپٹر کو گھیر لیا۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے اس کے قریب سے ہوتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے واپس پلٹے۔

"ہیلی کاپٹر واپس چھاؤنی ایئر پورٹ لے چلو — ورنہ اسے ہٹ کر دیا جائے گا — جلدی کرو — میں صرف تین تک گنوں گا۔ اوور"

اچانک ٹرانسمیٹر پر ایک کرخت آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی چاروں جنگی جہاز ایک مخصوص فارمیشن بنا کر اس کے عین سامنے آ گئے تھے۔ میجر پرمود نے بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی بلندی یکلخت گھٹا دی اور ہیلی کاپٹر اس طرح نیچے گرنے لگا جیسے اس کا انجن بند ہو گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی جہاز زوردار آوازیں نکالتے ہوئے ان کے سروں کے اوپر سے گذر گئے۔

"واپس پلٹو واپس! — ورنہ ہٹ کر دیئے جاؤ گے۔ اوور" — ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ لیکن پرمود نے کوئی جواب دیئے بغیر ہیلی کاپٹر کو انتہائی تیز رفتاری سے نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ وہ چھاؤنی سے باہر آ چکے تھے۔ لیکن ابھی اس جگہ تک نہ پہنچے تھے جہاں ان کی کاریں موجود تھیں۔

"باس! — کیا یہیں اترنے کا ارادہ ہے" — ؟ توفیق نے ہیلی کاپٹر کو اس طرح تیزی سے زمین کی طرف جاتے دیکھ کر پوچھا لیکن پرمود نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ ہیلی کاپٹر اب زمین کے بالکل قریب پہنچ گیا تھا۔ اور جنگی جہاز اب کافی بلندی پر رہ گئے تھے۔ ظاہر ہے جنگی جہاز اتنی کم بلندی پر نہ اڑ سکتے تھے ورنہ سامنے موجود چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں سے بھی ٹکرا سکتے تھے۔

زمین کے قریب پہنچتے ہی ہیلی کاپٹر کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ پرمود نے جان بوجھ کر اس کا رخ شہر کی طرف کر دیا تھا۔ شہر چونکہ بالکل نزدیک تھا اس لئے چند ہی لمحوں میں وہ شہر کی سڑکوں پر پرواز کر رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر صرف

اتنی بلندی پر تھا کہ سڑکوں پر موجود بجلی کی تاروں سے ذرا سا اونچا تھا البتہ کتنی بڑی بڑی عمارتیں اس سے زیادہ بلند تھیں۔ جنگی جہاز بھی ان کے اوپر پرواز کر رہے تھے۔ لیکن پرمود جانتا تھا کہ ایک تو وہ اس سے زیادہ نیچے نہیں آسکتے تھے اور دوسری اہم بات یہ تھی کہ شہر کے اوپر ہونے کی وجہ سے وہ ہیلی کاپٹر کو ہٹ نہ کر سکتے تھے۔ ورنہ ظاہر ہے نیچے موجود عمارتیں اور بے گناہ شہری بھی ہلاک ہو جاتے۔ اور اسی وجہ سے پرمود ہیلی کاپٹر کو شہر میں لے آیا تھا وا اسے انتہائی مہارت اور تیز رفتاری سے اڑاتا ہوا آگے بڑھائے چلا جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اچانک شہر کی حدود سے نکلا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بلندی اور بھی کم کر دی۔ اور پھر جب تک جنگی جہاز موڑ کاٹ کر اس کو دوبارہ کور کرتے۔ اس نے انتہائی مہارت سے کھیتوں کے درمیان ایک درختوں کے ذخیرے کے پاس ہیلی کا[ ]اتارا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے نیچے اترے اور جھکے جھکے انداز میں کھیتوں کی فصلوں کے درمیان دوڑتے ہوئے ا[ ]زرعی فارم کی طرف بڑھتے گئے جو دور سے انہیں نظر آ رہا تھا۔ جنگی جہ[ ]اب درختوں کے اس ذخیرے کے اوپر پرواز کر رہے تھے۔ پرمود اور[ ]کے ساتھی اس مہارت سے دوڑ رہے تھے کہ تیز رفتار جنگی جہازوں[ ]پائلٹوں کو وہ نظر نہ آسکے۔

تھوڑی دیر بعد وہ زرعی فارم کے سامنے پہنچ گئے۔ وہاں ان[ ]ساتھی پہلے سے موجود تھے۔ وہ شاید ہیلی کاپٹر کو اترتا دیکھ چکے تھے۔

زرعی فارم ویران سا تھا۔ اور دو کاریں اس کے بڑے سے برآمدے کے نیچے کھڑی تھیں۔

"سب لوگ لباس بدل لیں ۔۔۔ اور نیا میک اپ کر لیں ۔۔۔ ہم نے فوراً یہاں سے نکلنا ہے ۔۔۔ ورنہ ابھی ملٹری کی جیپیں یہ سارا علاقہ گھیر لیں گی ۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔ میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی تیزی سے اپنی یونیفارم اتارنے لگا۔

توفیق نے عقلمندی کی تھی کہ وہ لیڈی طاہرہ، کیپٹن طارق اور ان دو آدمیوں کے لئے جو کوٹھی میں موجود تھے۔ چاروں کے لئے بھی نئے لباسوں کا بندوبست کر آیا تھا۔

"ان دو آدمیوں کا کیا ہوا جو ساتھ گرفتار ہوئے تھے" ۔۔۔ توفیق نے اپنی یونیفارم اتارتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ہمارے کام کے نہیں تھے ۔۔۔ اس لئے میں نے انہیں وہیں گولی مار دی تھی" ۔۔۔ پرمود نے جواب دیا۔ اب وہ نیا لباس پہن رہا تھا۔

لیڈی طاہرہ لباس لے کر ایک کمرے میں چلی گئی تھی اور پھر چند ہی منٹوں بعد وہ سب نئے لباسوں میں آ چکے تھے۔

توفیق نے بڑا سا میک اپ باکس کار سے نکالا اور پھر ان سب کے ہاتھ تیزی سے چلنے شروع ہو گئے۔ وہ سب حتی الوسع پھرتی اور تیزی سے کام لے رہے تھے۔ جنگی جہازوں کا اب شور سنائی نہ دے رہا تھا۔ شاید وہ واپس چلے گئے تھے۔

چند لمحوں بعد وہ سب دو کاروں میں بیٹھ کر زرعی فارم سے باہر

آ گئے۔ دونوں کاروں کی ڈرائیونگ سیٹوں پر توفیق کے وہ دونوں آدمی موجود تھے جو کاریں لے کر یہاں آئے تھے۔ چونکہ انہیں راستے کا صحیح علم تھا اس لئے پرمود نے انہیں ہی کاریں ڈرائیو کرنے کے لئے کہہ دیا تھا۔

پہلی کار میں میجر پرمود اور لیڈی طاہرہ —— جب کہ دوسری کار میں ڈرائیور کے ساتھ کیپٹن طارق اور توفیق موجود تھے۔ لیڈی طاہرہ پچھلی سیٹ پر تھی جب کہ پرمود ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اسی طرح دوسری کار میں ڈرائیور کے ساتھ توفیق بیٹھا تھا جب کہ پچھلی سیٹ پر کیپٹن طارق براجمان تھا۔ میجر پرمود والی کار آگے تھی اور توفیق والی کار پیچھے۔

دونوں کاریں خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی آگے بڑھتی گئیں۔ یہ کچا راستہ تھا جو آگے جا کر پختہ سڑک سے مل جاتا تھا۔

پھر جیسے ہی وہ پختہ سڑک کے قریب پہنچے، انہوں نے ملٹری کی ایک جیپ کو تیزی سے اس سڑک پر مڑتے ہوئے دیکھا۔ ان کاروں کو دیکھتے ہی ملٹری کی آنے والی جیپ کے ڈرائیور نے دونوں ہیڈ لائٹس ایک بار جلا کر انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پرمود کے اشارے پر ڈرائیور نے کار کی رفتار آہستہ کر کے اسے روک دیا۔ پیچھے آنے والی کار بھی رک چکی تھی۔

کار رکتے ہی میجر پرمود دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ ملٹری جیپ بھی ان کے سامنے پہنچ کر رک چکی تھی۔ اور پھر اس جیپ میں سے دو آفیسر اور چار مسلح سپاہی نیچے اتر آئے۔

"کون ہو تم —— اور کہاں جا رہے ہو" —— ؟ ایک آفیسر نے پھرتی سے قدم بڑھاتے ہوئے پرمود کے قریب پہنچ کر کہا۔ دوسرا آفیسر اور سپاہی تیزی سے پچھلی کار کی طرف بڑھ گئے۔

"میرا نام نواب قدرت علی خان ہے —— اور یہ ساری زمین میری ملکیت ہے —— میں اپنے مہمانوں کے ساتھ تیتر کا شکار کھیلنے آیا تھا۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" —— پرمود نے بڑے باوقار اور نوابانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر —— ایک لڑکی بھی پچھلی کار میں موجود ہے" —— اسی لمحے دوسرے آفیسر کی آواز سنائی دی۔

"کیوں —— لڑکی کا کار میں موجود ہونا جرم ہے —— وہ میری بھتیجی لیڈی رضوانہ ہے" —— پرمود نے چونک کر کہا۔

"سب لوگ کاروں سے باہر آجائیں —— ہم تلاشی لیں گے۔ ادھر خطرناک مجرم چھپے ہوتے ہیں" —— پہلے آفیسر نے اونچے لہجے میں کہا اور اس کی آواز سن کر کاروں میں موجود سب افراد باہر آ گئے۔

"خطرناک مجرم چھپے ہوتے ہیں —— کیا کہہ رہے ہو آفیسر" —— ؟ پرمود نے چونک کر کہا۔ اب ان کی کاروں کی تلاشی شروع ہو گئی تھی۔

"سر —— فوجی یونیفارمز" —— اچانک ایک سپاہی کی آواز سنائی دی۔

"اوہ فائر" —— پرمود نے اچانک چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی تیزی سے ریوالور نکال کر فائرنگ شروع کر دی اس کی آواز سنتے ہی توفیق اور اس کے ساتھیوں نے بھی وہی حرکت دوہرائی اور پلک جھپکنے میں دونوں آفیسر اور چار سپاہی زمین بوس ہو چکے تھے۔

"جلدی کرو۔ کاروں میں بیٹھو" ــــ پرمود نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے وہ واپس اپنی کاروں میں بیٹھے۔ اس بار پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پرمود نے خود سنبھال لی تھی۔ اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھائی اور ملٹری کی جیپ کی سائیڈ سے کار نکالتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔

پچھلی کار بھی تیزی سے آگے بڑھی اور پھر چند لمحوں بعد وہ پختہ سڑک پر پہنچ چکے تھے۔

پختہ سڑک پر پہنچتے ہی پرمود نے انتہائی تیزی سے کار کو شہر کی طرف لے جانے کی بجائے اس طرف کو موڑ دیا جہاں شہر سے باہر ایک بڑا قصبہ آتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ شہر کی طرف زیادہ نگرانی ہو رہی ہوگی جب کہ دوسری طرف نگرانی کا مسئلہ نہ ہوگا۔ اور وہی ہوا مڑتے ہوتے انہوں نے دیکھا کہ ملٹری کی کئی جیپیں شہر کی طرف سے آکر ادھر سائیڈ روڈ پر مڑ رہی تھیں۔ چونکہ یہ جیپیں خاصی دور تھیں اس لئے شاید وہ فائرنگ کی آوازیں نہ سن سکے تھے۔

سڑک پر خاصی ٹریفک تھی کیونکہ یہ ہائی وے تھا جو شہر کی سائیڈ سے ہوتی ہوئی آگے جا رہی تھی۔ وہ کچھ فاصلہ دیتے ہوئے آگے پیچھے چلتے رہے۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ اس قصبے کی حدود میں داخل ہو گئے۔ پرمود نے ایک سائیڈ روڈ پر کار موڑ دی۔ اس موڑ پر ایک بورڈ لگا ہوا تھا جس پر پرائیویٹ راستے کے الفاظ نمایاں تھے۔ اور اس بورڈ کو دیکھتے ہی پرمود نے کار ادھر موڑی تھی۔ یہ راستہ خالی پڑا ہوا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد ان کی کاریں ایک وسیع و عریض کوٹھی کے بڑے سے پھاٹک کے سامنے جا کر رک گئیں۔ پھاٹک کی سائیڈ میں ایک نیم پلیٹ

موجود تھی جس پر پیتل سے بنے ہوئے حروف سے گلشن آباد لکھا ہوا تھا اور نیچے پروفیسر لیاقت علی کا نام اور ڈگریوں کی طویل قطار موجود تھی پھاٹک کے باہر ایک مسلح دربان موجود تھا۔

کار رکتے ہی میجر پرمود نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے دربان بھی چلتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔

"پروفیسر لیاقت علی سے کہو کہ نواب قدرت علی خاں آف چھانگلہ آئے ہیں" ــــ پرمود نے بڑے تحکمانہ لہجے میں دربان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس سر" ــــ دربان شاید نواب اور سٹیٹ کا نام سن کر مرعوب ہو گیا تھا اس لئے وہ تیزی سے پھاٹک کی سائیڈ میں بنے ہوئے کیبن کی طرف بڑھا لیکن اس دوران پرمود اندازہ لگا چکا تھا کہ پھاٹک پر دربان کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ ہے۔ اس لئے جیسے ہی وہ مڑا، پرمود کسی عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دربان کے منہ سے اوغ کی آواز نکلی اور اس نے تیزی سے پلٹ کر سیدھا ہونا چاہا۔ لیکن پرمود کی گرفت بےحد سخت تھی۔ اس نے ایک بازو اس کی گردن کے گرد ڈال دیا تھا دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز ابھری اور دربان کا جسم پرمود کی گرفت میں ڈھیلا پڑ گیا۔ پرمود نے بڑی مہارت سے اس کی گردن توڑ ڈالی تھی۔ دربان کے ختم ہوتے ہی پرمود نے تیزی سے گھوم کر دربان کی لاش کو گھسیٹ کر ایک طرف جھاڑیوں میں پھینک دیا۔

"توفیق! ــــ اندر جا کر پھاٹک کھولو ــــ جلدی کرو" ــــ پرمود نے اپنی کار کی طرف واپس دوڑتے ہوئے چیخ کر توفیق سے کہا جو اس

دوران کار سے باہر نکل چکا تھا۔

توفیق دوڑتا ہوا اس کیبن کی طرف بڑھا۔ اندر جانے کا راستہ اس کیبن سے ہو کر جاتا تھا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور دونوں کاریں اندر داخل ہو گئیں۔

"پھاٹک بند کر کے آجاؤ" ــــ پرمود نے توفیق کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ کار سیدھی پورچ کی طرف لیتا گیا جہاں ایک بڑی سی سفید رنگ کی کار موجود تھی۔ اس کا اندازہ تھا کہ کوٹھی میں زیادہ افراد موجود نہ ہوں گے۔ کیونکہ پروفیسر ٹائپ کے لوگ تنہائی پسند ہوتے ہیں اور پھر اس کا اندازہ درست نکلا۔ پورچ میں پہنچنے تک انہیں کوئی ملازم نظر نہ آیا۔

جیسے ہی دونوں کاریں پورچ میں جا کر رکیں۔ برآمدے میں ایک خوبصورت سی حسینہ نمودار ہوئی۔ اس نے بڑا دلکش لباس پہن رکھا تھا اور قد و قامت کے لحاظ سے وہ لیڈی طاہرہ سے ملتی جلتی تھی۔ کار روک کر میجر پرمود باہر آگیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی باہر آگئے۔ البتہ توفیق پھاٹک بند کر کے اب پیدل ہی ادھر آرہا تھا۔ برآمدے میں کھڑی لڑکی حیرت سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"میرا نام نواب قدرت علی خان ہے اور میں ریاست چھاگلہ کا نواب ہوں ــــ پروفیسر صاحب سے میری اپائنٹمنٹ طے ہے ــــ وہ تشریف رکھتے ہیں" ــــ پرمود نے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"ہاں! ــــ وہ اپنی لائبریری میں ہیں ــــ مگر وہ دربان ــــ وہ کہاں ہے ــــ اس نے تو اطلاع نہیں دی ــــ میرا نام گلشن ہے اور میں پروفیسر کی بھتیجی ہوں" ــــ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں پھاٹک اور وہاں سے آتے ہوئے توفیق پر جمی ہوئی تھیں۔

"دربان! ــــ لیکن وہاں پھاٹک پر تو کوئی دربان نہ تھا ــــ میں نے اپنے ساتھی سے پھاٹک کھلوایا ہے" ــــ پرمود نے اس کے قریب جاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ پرمود کے ساتھی بھی اب برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ آئے تھے۔

"حیرت ہے ــــ وہ تو انتہائی فرض شناس آدمی ہے ــــ کہاں گیا وہ ــــ؟ خیر آئیے تشریف لائیے ــــ لیکن کیا آپ سب پروفیسر سے ملیں گے ــــ وہ بے حد تنہائی پسند ہیں۔ اسی لئے تو آپ کو یہاں کوئی ملازم نظر نہیں آیا ــــ پروفیسر کا سارا کام میں خود کرتی ہوں صرف ایک دربان پھاٹک پر رکھا ہوا ہے" ــــ گلشن نے کہا وہ ضرورت سے زیادہ ہی باتونی لگتی تھی۔

"صرف میں ان سے ملاقات کروں گا" ــــ پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور گلشن نے بھی اطمینان سے سر ہلا دیا۔ پھر اس نے باقی افراد کو ایک وسیع و عریض ڈرائنگ روم میں بیٹھنے کے لئے کہا اور میجر پرمود کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

"انکل نے تو مجھے نہیں بتایا کہ آپ کی ملاقات ان سے طے ہے" ــــ گلشن نے ایک راہداری میں چلتے ہوئے کہا۔

"اس بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے" ــــ پرمود نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے گلشن ایک کمرے کے بند دروازے پر رک گئی۔ اس

نے آہستہ سے دستک دی اور پھر دروازے پر دباؤ ڈال کر اسے کھول دیا۔

"آیئے" ــــ گلشن نے پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور کمرے کے اندر داخل ہو گئی۔ پرمود بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک وسیع و عریض لائبریری تھی جو تمام کی تمام انتہائی قیمتی کتابوں سے بھری ہوئی تھی۔ سامنے ایک میز کے پیچھے ایک بوڑھا سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر کتابیں کھلی ہوئی پڑی تھیں اور ایک ٹیبل لیمپ جل رہا تھا۔

"کیا بات ہے گلشن! ــــ یہ کون صاحب ہیں" ــــ بوڑھے پروفیسر نے عینک درست کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ گلشن کوئی جواب دیتی۔ اس کے پیچھے چلنے والے پرمود کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور گلشن چیخ مار کر اچھلی اور منہ کے بل نیچے بچھے ہوئے قالین پر جا گری۔ اور بے حس و حرکت ہو گئی۔ گردن کی پشت پر پڑنے والی ایک ہی ضرب اسے کافی ہو گئی تھی۔

"کک ـ کک ـ کیا مطلب ــــ؟" پروفیسر نے بری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"خبردار اگر حرکت کی تو" ــــ پرمود گلشن کے گرتے ہی اچھل کر اٹھتے ہوئے پروفیسر کے سر پر پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ اد پھر پروفیسر ابھی پوری طرح اٹھ بھی نہ سکا تھا کہ پرمود نے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر جما دیا اور پروفیسر چیخ مار کر میز کے اوپر گرا۔ پرمود نے دوسری ضرب لگائی اور پروفیسر کا جسم بے حس و حرکت ہو گیا۔ پرمود نے پھرتی سے ریوالور واپس جیب میں ڈالا اور پروفیسر کو

گھسیٹ کر قالین پر پھینک دیا۔ اس کے بعد اس نے ان دونوں کی باری باری نبض چیک کی اور اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ دونوں طویل عرصے کے لئے بیہوش ہو چکے تھے۔ پرمود تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ڈرائنگ روم یں واپس پہنچ چکا تھا۔ جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

"اس دربان کا کیا ہوا توفیق" ــــ؟ میجر پرمود نے ڈرائنگ روم یں داخل ہوتے ہی کہا۔

"میں اسے گھسیٹ کر اندر لے آیا تھا ــــ میں نے سوچا کہیں ہر کوئی اسے دیکھ نہ لے" ــــ توفیق نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ لائبریری میں پروفیسر اور اس کی بھتیجی بیہوش ے ہیں ــــ پروفیسر کا جسم اور قد و قامت توفیق جیسا ہے۔ اس لئے یق! ــــ تم فوراً اس کا لباس اتار کر پہنو اور اس کا میک اپ کر لو۔ ب اپ انتہائی احتیاط سے کرنا۔ کوئی کمی نہ رہ جائے ــــ اور ی طاہرہ! ــــ تم نے گلشن کا روپ دھارنا ہے ــــ میں پروفیسر سیکرٹری آفتاب ہوں جب کہ کیپٹن طارق دربان کا میک اپ کرے ہس کا جسم اس سے ملتا ہے اور باقی افراد کاریں لے کر واپس اپنی ش گاہ پر چلے جائیں گے" ــــ میجر پرمود نے انہیں ہدایات یتے ہوئے کہا۔

ھر کار سے میک اپ باکس اور دوسرا ضروری اسلحہ نکال کر ایک ے میں منتقل کر دیا گیا۔ اور توفیق کے دونوں ساتھی کاریں لے کر پھاٹک باہر چلے گئے۔ کیپٹن طارق نے ایک سائیڈ میں پڑی ہوئی دربان

کی لاش اٹھا کر کاندھے پر ڈالی اور اُسے لے کر اندر عمارت میں آ گیا۔ اس نے اس کی یونیفارم اتار کر خود پہن لی۔ اور توفیق اور لیڈی طاہرہ بھی لباس بدل چکے تھے۔ اور اب میک اپ میں مصروف تھے۔ پرمود نے بھی میک اپ تبدیل کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب نئی شخصیتوں میں ڈھل چکے تھے۔

"اب ان کا کیا کرنا ہے میجر" ــــ کیپٹن طارق نے گلشن۔ پروفیسر اور دربان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم گیٹ پر پہنچو ــ باقی ہم سنبھال لیں گے" ــــ پرمود نے کیپٹن طارق سے کہا اور کیپٹن طارق سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔

"توفیق! ــ تم پروفیسر کو اٹھاؤ۔ میں گلشن کو اٹھاتا ہوں۔ اور طاہرہ! تم باورچی خانے میں جاؤ اور ہمارے لئے کافی تیار کرو" ــــ پرمود نے کہا اور پھر اس نے جھک کر قالین پر پڑی ہوئی بیہوش گلشن کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا۔ گلشن نے اس وقت طاہرہ والا لباس پہن رکھا تھا توفیق نے پروفیسر کو اٹھایا اور پھر وہ انہیں لئے ہوئے وسیع و عریض کوٹھی میں گھومتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ایک تہہ خانے کا سراغ مل گیا۔

"ہم نے یہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہرنا ــــ اس لئے انہیں ہلاک کرنے کی ضرورت نہیں۔ بس اچھی طرح باندھ کر منہ میں رومال ٹھونس دو" ــــ پرمود نے گلشن کو تہہ خانے کے فرش پر لٹاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد توفیق نے ان دونوں کو رسیوں سے اس طرح باندھ دیا کہ وہ دونوں ہوش میں آنے کے باوجود حرکت نہ کر سکیں۔ دونوں کے منہ میں کپڑے ٹھونس کر وہ تہہ خانے سے باہر آ گئے۔

"اگر انہیں ختم کر دیا جاتا تو زیادہ بہتر تھا" ــــ توفیق نے تہہ خانے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"غیر ضروری قتل و خون اچھا نہیں ہوتا توفیق" ــــ پرمود نے سرد لہجے میں کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ لائبریری میں پہنچ گئے۔ لیڈی طاہرہ کافی لئے وہاں پہلے سے موجود تھی۔

"اب کیا پروگرام ہے میجر" ــــ ؟ توفیق نے پوچھا۔

"ارے ہاں ــ کیپٹن طارق سے میں نے لیبارٹری کا اتہ پتہ بھی نہیں پوچھا ــ اُسے ٹیلیفون کرو۔ میں اس سے یہیں بیٹھے بیٹھے تفصیلات حاصل کر لوں" ــــ میجر پرمود نے چونکتے ہوئے کہا اور توفیق نے میز پر پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور مختلف نمبر پش کرنے لگا۔ اور پھر تین نمبر پش کرنے کے بعد کیپٹن طارق سے رابطہ قائم ہو گیا اور توفیق نے رسیور میجر پرمود کی طرف بڑھا دیا۔

عمران کی کار جب فوجی چھاؤنی سے باہر آئی تو اس نے جنگی جہازوں کو تیزی سے شہر کے اوپر جاتے دیکھا۔

"اوہ! ——— اس کا مطلب ہے کہ میجر رمود ہیلی کاپٹر کو شہر کی طرف لے گیا ہے" ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور کار کا رخ شہر کی طرف موڑ دیا۔

"بڑی دیدہ دلیری دکھائی ہے اس ایجنٹ نے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کام اسی طرح ہوتے ہیں کیپٹن" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن کو پش کیا تو ایک خانہ کھل گیا۔ اس خانے میں جدید قسم کا ٹرانسمیٹر نصب تھا جس کا حیطہ عمل بے حد وسیع تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کے دو تین بٹن دبائے تو اس میں سے ایک آواز سنائی دی۔

"میں نے اسے درختوں کے جھنڈ میں اترتے دیکھا ہے سر ——— ہمیں ان درختوں پر بم برسانے چاہئیں۔ اوور" ——— ایک آواز سنائی دی۔

"نہیں ——— جب تک انتہائی ضروری نہ ہو ہیلی کاپٹر ہٹ نہیں کیا جا سکتا ——— تم سب اردگرد کے علاقے پر راؤنڈ کر کے چیک کرو۔ وہ لوگ ضرور ہیلی کاپٹر سے نکل کر دوڑیں گے ——— ایسی صورت میں ان پر مشین گن فائر کھول دینا۔ اوور" ——— ایک تحکمانہ آواز سنائی دی اور اس آواز کا لہجہ بتا رہا تھا کہ یہ گراؤنڈ کنٹرول آفیسر کی آواز ہے۔

"ہیلو ——— ہیلو گراؤنڈ کنٹرول ——— میں سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کا نمائندہ عمران بول رہا ہوں ——— مجرموں نے ہیلی کاپٹر کہاں اتارا ہے۔ ہم ان کے پیچھے ہیں۔ اوور" ——— عمران نے ایک اور بٹن دبا کر مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ——— میں گروپ کیپٹن جعفری بول رہا ہوں ——— مجرم ہیلی کاپٹر کو لے کر شہر پر نیچی پرواز کرتے ہوئے شمالی حصے کے کھیتوں کی طرف گئے ہیں ——— اور ابھی رپورٹ ملی ہے کہ انہوں نے ہیلی کاپٹر درختوں کے ایک جھنڈ میں اتار دیا ہے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے گروپ کیپٹن نے جواب دیا۔

"آپ فوراً وہاں ملٹری ایکشن کریں ——— ورنہ وہ لوگ نکل جائیں گے مجھے بتائیے کہ وہ کونسا علاقہ ہے جہاں ہیلی کاپٹر اتارا گیا ہے۔ اوور" ——— عمران نے کہا۔

"یہ شہر کی شمالی پٹی ہے ——— ایئر نقشے کے مطابق زیرو علاقہ ——— ہائی وے کے شمال کی طرف ——— میرا خیال ہے کہ دسویں میل کے نزدیک

کا علاقہ ہے۔ اوور" ـــــ گروپ کیپٹن نے جواب دیا۔

" او کے ـــ ٹھیک ہے ـــ آپ ذرا ملٹری ایکشن کرائیں۔ تاکہ سارے علاقے کو گھیرا جا سکے اور انہیں میرے متعلق اطلاع بھی دے دیں ـــ میں سفید رنگ کی ڈاٹسن میں ہوں نمبر کے جی بی سکس زیرو سکس وَن۔ اوور" ـــــ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــ میں ابھی احکامات دے دیتا ہوں۔ اوور۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اور پھر کار کی رفتار یکلخت تیز کر دی۔

مختلف سڑکوں سے گھومنے کے بعد وہ ہائی وے پر پہنچ گیا۔ ہائی وے پر ملٹری کی جیپیں بھی دوڑتی پھر رہی تھیں۔ کیونکہ شہر کی نسبت یہ علاقہ چھاؤنی کے قریب تھا اس لئے عمران کے پہنچنے سے پہلے ہی ملٹری کی جیپیں وہاں پہنچ چکی تھیں۔

عمران ہائی وے پر کار بھگاتے چلا گیا۔ اسی لمحے ایک سائیڈ روڈ پر آسے ملٹری کا مخصوص سائرن بجنے کی آواز سنائی دی۔ یہ خطرے کا سائرن تھا۔ اور عمران نے سائرن کی آواز سنتے ہی تیزی سے کار اس طرف موڑ دی۔ اس کے پیچھے آنے والی ملٹری کی جیپیں بھی ادھر ہی مڑ گئیں۔ کچھ دور آگے جا کر عمران کو سڑک پر ملٹری کی جیپیں رکی ہوئی دکھائی دیں اور فوجی وہاں اکٹھے تھے۔ عمران نے کار ان کے قریب جا کر روکی اور اچھل کر نیچے اتر آیا۔

ایک جیپ کے سامنے سڑک پر دائیں بائیں فوجیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جنہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔

" میرا نام علی عمران ہے" ـــــ عمران نے ایک فوجی کے قریب جا کر کہا۔

" اوہ ٹھیک ہے ـــ ہمیں آپ کے متعلق اطلاع دی گئی تھی۔ ہم ابھی یہاں پہنچے ہیں تو یہ حشر ہوا پڑا ہے" ـــــ فوجی آفیسر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ ان فوجیوں کا ٹکراؤ یہاں مجرموں سے ہوا ہے" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے غور سے ادھر اُدھر دیکھنا شروع کر دیا۔ پیچھے آنے والی جیپوں سے بھی فوجی اتر اتر کر وہاں اکٹھے ہو رہے تھے۔ اور وہ ٹرانسمیٹر پہ اعلیٰ حکام کو رپورٹیں دینے میں مصروف ہو گئے۔

عمران چند لمحے وہاں رکا اور پھر وہ واپس کار میں آ کر بیٹھ گیا اور اس نے کار کو بیک کر کے واپس پختہ سڑک کی طرف موڑ دیا۔

" کچھ پتہ چلا کہ یہ لوگ کہاں گئے ہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ہاں ـــ یہ لوگ دو کاروں میں سوار ہیں اور دونوں کاریں نئے ماڈل کی ہیں ـــ ان میں سے ایک ٹویوٹا کار ہے۔ جبکہ دوسری شیورلٹ ہے۔ ان کے ٹائر بتا رہے ہیں کہ وہ سڑک کی طرف گئے ہیں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر پختہ سڑک کی سائیڈ پر پہنچ کر عمران ایک لمحے کے لئے رکا اور اس نے زمین کو غور سے دیکھا اور پھر کار کا رخ قصبے کی طرف موڑ کر پختہ سڑک پر آ گیا۔ اب وہ شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف کار بھگائے چلا جا رہا تھا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ اور اس کی تیز نظریں سڑک کی دوسری

طرف کی زمین کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔

اور ابھی وہ تھوڑی ہی دور پہنچا ہو گا کہ اچانک سائیڈ سے یکے بعد دیگرے دو کاریں برآمد ہوئیں اور مڑ کر تیزی سے شہر کی طرف جانے لگیں۔ عمران انہیں دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کی نظریں ان کے ٹائروں پر جمی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک کار ٹیوٹا اور دوسری کار شیورلیٹ تھی۔ دونوں کاریں نئے ماڈل کی تھیں۔ اسی لمحے وہ دونوں کاریں اس کے قریب سے ہو کر گذر گئیں۔ ان میں صرف ڈرائیونگ سیٹوں پر ایک ایک آدمی تھا۔ جو مقامی افراد لگ رہے تھے۔

"میرے خیال میں یہی دونوں کاریں ہیں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ یہی ہیں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کار آگے بڑھاتے لے گیا۔ اور پھر اس نے کار اس سائیڈ والے روڈ پر جا کر روک دی جہاں سے دونوں کاریں نکل کر سڑک پر آئی تھیں۔

"پروفیسر لیاقت علی"۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار ایک طرف روک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ۔۔۔ ہیلو عمران کالنگ ایکسٹو۔ اوور"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس ۔۔۔ ایکسٹو اٹنڈنگ۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"سر ۔۔۔ میجر پرمود نے ملٹری چھاؤنی سے کوٹھی سے گرفتار ہونے والے اپنے دو ساتھیوں کو بڑی دیدہ دلیری سے اغوا کیا اور ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہ شمالی کھیتوں میں اترا۔ جہاں شاید اس کے دو ساتھی کاریں

لئے موجود تھے۔ میں نے ان کاروں کو ٹریس کر لیا ہے۔ لیکن وہ شہر کی طرف خالی جا رہی تھیں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ میجر پرمود اپنے ساتھیوں سمیت کہیں چھپ گیا ہے اور میں نے ان کے چھپنے کی جگہ کا اندازہ کر لیا ہے۔ میں انہیں ضرور ڈھونڈ نکالوں گا ۔۔۔ بہرحال آپ دونوں کاروں کے نمبر نوٹ کر لیں اور جولیا سے کہہ کر ان کے مالکان کا پتہ کرائیں تاکہ بعد میں ان کو ٹریس کیا جا سکے۔ اوور"۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔ کیپٹن شکیل عمران جیسے شخص کو اس طرح مؤدب دیکھ کر دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔

"نوٹ کراؤ۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا اور عمران نے دونوں کاروں کا رنگ، ماڈل اور نمبر بتا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"آؤ بھئی کیپٹن شکیل ! ۔۔۔ آج اس میجر پرمود سے بھی دو دو ہاتھ ہو ہی جائیں"۔۔۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی مسکرا کر کیپٹن شکیل سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی سیٹ کے نیچے کا حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح کھولا اور ایک چپٹا سا میک اپ باکس باہر نکال لیا۔

"تمہیں تو وہ نہیں جانتا ۔۔۔ لیکن میں ایک بار بر دکھاوے کے لئے اس کے پاس جا چکا ہوں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے میک اپ باکس کھول کر کہا۔

"بر دکھاوے کے لئے ۔۔۔ لیکن وہ تو مرد ہے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو بر دکھاوے کے لئے مردوں کے پاس ہی جایا جاتا ہے۔ آخر انہیں اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے لئے بَر دیکھنے کا حق تو ہے" ——— عمران نے کہا۔ اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے باکس کھول کر اب تیزی سے میک اپ کرنا شروع کر دیا تھا۔

"جولیا کو نہ بتانا ——— وہ لیڈی طاہرہ بڑی خوبصورت چیز ہے۔ اگر مان جائے تو ———" عمران نے بڑے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

"مان جائے تو کیا کریں گے" ——— ؟ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تو تمہاری شادی کرا دوں گا" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل ایک بار پھر بے اختیار ہنس دیا۔

"آپ نے یکدم پٹڑی بدل لی" ——— کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے

"یار کیا کروں ——— لیڈی طاہرہ مانتی ہے یا نہیں ——— یہ تو بعد کا مسئلہ ہے ——— جولیا ناراض ہو جائے گی۔ کم از کم ایک تو ہاتھ میں" عمران نے مصنوعی مسہ گال سے چپکاتے ہوئے کہا۔

"جولیا بھلا کیسے ناراض ہو گی ——— اُسے کیا پتہ کہ ہم کیا باتیں کر رہے ہیں" ——— کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم عورتوں کو نہیں جانتے ——— یہ عورتیں اس معاملے میں بڑی ٹیلی پیتھ ہوتی ہیں ——— تم ہزاروں میل دُور ان کے خلاف سازش انہیں فوراً پتہ چل جاتا ہے" ——— عمران نے سہمے ہوتے لہجے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میک اپ باکس بند کر کے اُسے واپس سیٹ کے نیچے بنی ہوئی جگہ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد بیک

میں اپنا میک اپ چیک کرنے لگا۔ بڑی بڑی سفید مونچھوں اور سیاہ بھنوؤں اور سر پر کھچڑی بالوں کی وجہ سے وہ کوئی ریٹائرڈ فوجی لگ رہا تھا جس کی تمام عمر جنگوں میں حصہ لیتے گذری ہو۔ اس کے جسم پر کشمشی رنگ کا خوبصورت سوٹ تھا۔

"ان سفید مونچھوں پر تو لیڈی طاہرہ ریجھنے سے رہی" ——— کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار تم ایسا کرو کہ سیکرٹ سروس سے استعفےٰ دے کر عورتوں کی نفسیات پر کچھ عرصہ ریسرچ کرو ——— تمہیں تو ان کی نفسیات کی الف ب بھی معلوم نہیں ——— بڑے بھائی ——— اوہ سوری! ——— سفید مونچھوں کے بعد تو تم چھوٹے بھائی ہو گئے ہو۔ تو چھوٹے بھائی! سمجھدار عورتیں نوجوانوں کی بجائے ادھیڑ عمر مردوں کو زیادہ پسند کرتی ہیں۔ کیونکہ نوجوانوں میں لاابالی پن بھی ہوتا ہے اور ان کا دوسری عورتوں پر عاشق ہو جانے کا سکوپ بھی ——— جب کہ ادھیڑ عمر آدمی میچور بھی ہوتا ہے اور آئندہ اس کے کسی پر عاشق ہو جانے کا سکوپ بھی نہیں ہوتا۔ اور پھر وہ دولت بھی خاصی کما چکا ہوتا ہے ——— اب سمجھے ——— تو تمہاری بجائے میرا سکوپ بہرحال زیادہ رہے گا۔ دیکھ لینا" ——— عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار سٹارٹ کی اور اُسے بیک کر کے مین روڈ پر موڑ دیا۔

"کیا یہ لوگ پروفیسر لیاقت علی کی کوٹھی میں چھپے ہوئے ہیں" ——— ؟ کیپٹن شکیل نے چونک کر بورڈ کو دیکھتے ہوئے کہا جس پر پرائیوٹ راستہ کے موٹے موٹے الفاظ کے نیچے پروفیسر لیاقت علی کا نام لکھا ہوا تھا۔

"میرا اندازہ ہے کہ میجر پرمود وغیرہ یہیں چھپے ہوئے ہیں. کیونکہ ان کی خالی کاریں اسی راستے سے ہی واپس آئی ہیں ____ اور ادھر پروفیسر کی ہی رہائش گاہ ہے" ____ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا.

چند لمحوں بعد کار ایک وسیع و عریض پھاٹک کے سامنے پہنچ گئی جس پر پیتل کی نیم پلیٹ پر گلشن آباد کے نیچے پروفیسر لیاقت علی کا نام اور اس کے ساتھ ڈگریوں کی لمبی قطار موجود تھی. ایک مسلح دربان ملحقہ کیبن کے باہر بڑے مستعدانہ انداز میں کھڑا تھا. اس کی نظریں عمران کی کار پر جمی ہوئی تھیں.

"ارے ادھر آؤ" ____ عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں دربان سے مخاطب ہو کر کہا. اور دربان منہ بناتا ہوا چل کر اس کے پاس پہنچا.

"تم کتنا عرصہ فوج میں رہے ہو" ____؟ عمران نے دربان سے مخاطب ہو کر پوچھا.

"فوج میں ____ کیا مطلب" ____؟ دربان نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا.

"تمہاری چال بتا رہی ہے کہ تم فوج میں رہے ہو ____ بہرحال پروفیسر کو اطلاع کر دو کہ رانا تہور علی صندوقچی تشریف لائے ہیں" ____ عمران نے جان بوجھ کر اپنے نام کے ساتھ تشریف لانے کے الفاظ کہے تاکہ دربان پر پورا رعب قائم رہے.

"ٹھیک ہے" ____ دربان نے کہا اور واپس کیبن کی طرف مڑ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے اندر سے پھاٹک کھول دیا.

"تشریف لے جائیے جناب" ____ دربان نے اس بار قدرے مودبانہ

لہجے میں کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کار اندر کی طرف بڑھا دی. پورچ میں ایک سفید رنگ کی بڑی سی کار موجود تھی. عمران نے اس کے ساتھ جا کر کار روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے. برآمدے میں ایک خوبصورت سی لڑکی بڑا شوخ سا لباس پہنے کھڑی تھی.

"تشریف لائیے جناب" ____ لڑکی نے آگے بڑھتے ہوئے بڑے بے تکلف سے لہجے میں کہا اور عمران نے ایک لمحے کے لئے چونک کر اسے دیکھا اور پھر اس کا چہرہ بے تاثر ہو گیا.

"ہم پہلی بار پروفیسر سے ملنے آئے ہیں ____ آپ کی تعریف" ____؟ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا.

"میرا نام گلشن ہے ____ اور میں پروفیسر کی بھتیجی ہوں" ____ لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا.

"اچھا نام ہے ____ لیکن پورا نام ہونا چاہیئے ____ گلشن بہار ____ ایسے گلشن کا کیا فائدہ جس میں بہار ہی نہ ہو" ____ عمران نے کہا اور گلشن بے اختیار ہنس دی.

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا.

"یہ پروفیسر کے سیکرٹری آفتاب احمد ہیں" ____ گلشن نے آنے والے نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا.

"ماشاء اللہ ایں ہمہ خانہ آفتاب است ____ ہمارا نام رانا تہور علی صندوقچی ہے ____ اور یہ ہمارے سیکرٹری عالی جاہ ہیں. ہم پروفیسر سے ایک اہم مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں ____ ہم نے پہلے فون کیا تو یہاں سے کوئی جواب نہ ملا" ____ عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا.

"ٹھیک ہے ۔۔۔ آپ ڈرائینگ روم میں تشریف رکھیں ۔۔۔ میں پروفیسر کو اطلاع کرتا ہوں ۔۔۔ گلشن بی ۔۔۔ آپ مہمانوں کے لئے کچھ تیار کر لیجئے" ۔۔۔ سیکرٹری آفتاب نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا اور گلشن سر ہلاتی ہوئی ایک راہداری کی طرف بڑھ گئی ۔ اور سیکرٹری آفتاب انہیں ڈرائینگ روم میں بٹھا کر خود دروازے سے باہر نکل گیا ۔

"ٹریس ہو گئے کیپٹن ! ۔۔۔ ہوشیار رہنا ۔۔۔ یہ گلشن لیڈی طاہرہ ہے میں نے اسے آواز سے پہچان لیا ہے ۔۔۔ یہ سیکرٹری صاحب میجر پرمود ہیں ۔۔۔ گو میک اپ تو بہت اچھا کیا ہے لیکن رانا تہور علی صندوقچی کی نظروں سے کیسے چھپ سکتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا ۔ اور کیپٹن شکیل کا جسم یکلخت تن گیا ۔

"ارے اتنا بھی تننے کی ضرورت نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل مسکرا دیا ۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور بوڑھا پروفیسر اندر داخل ہوا ۔ اس نے سلیپنگ گاؤن پہنا ہوا تھا ۔ اس کے پیچھے سیکرٹری تھا ۔

"پروفیسر لیاقت علی" ۔۔۔ سیکرٹری نے اندر آتے ہوئے کہا ۔

"اوہ پروفیسر ! ۔۔۔ آپ تو خاصے بوڑھے ہو گئے ہیں ۔۔۔ آپ کو ہم نے خوامخواہ تکلیف دی" ۔۔۔ عمران نے اٹھ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا ۔

"کیا مطلب ! ۔۔۔ کیا بوڑھا ہونا جرم ہے" ۔۔۔ پروفیسر نے تلخ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"ہاں ! ۔۔۔ آپ جیسے پروفیسر کا بوڑھا ہونا تو واقعی زیادتی ہے جس

کے پاس مشروب جوانی ہو ۔ وہ خود بوڑھا ہو جائے تو" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"مشروب جوانی ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ میں سمجھا نہیں" ۔۔۔ پروفیسر نے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا ۔ سیکرٹری آفتاب ایک سائیڈ پر کھڑا تھا ۔

"ہمیں معلوم ہوا تھا کہ آپ نے کوئی مشروب جوانی تیار کیا ہے جسے پینے کے بعد آدمی بوڑھا نہیں ہوتا ۔۔۔ ہم تو اسی لئے حاضر ہوئے تھے لیکن آپ تو ہم سے بھی بوڑھے ہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا ۔

"اوہ ! ۔۔۔ آپ کو غلط اطلاع دی گئی ہے ۔۔۔ ہمارا مشروب جوانی سے کیا تعلق" ۔۔۔ پروفیسر نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

اسی لمحے گلشن اندر داخل ہوئی ۔ وہ ایک ٹرالی دھکیلتی ہوئی لائی تھی جس پر کافی کی دو پیالیاں موجود تھیں اس نے دونوں پیالیاں اٹھا کر باری باری عمران اور کیپٹن شکیل کے سامنے رکھ دیں ۔

"یہ میری بھتیجی ہے گلشن ۔۔۔ بیٹھو گلشن ! ۔۔۔ یہ رانا صاحب کہیں تمہیں ملازمہ نہ سمجھ لیں" ۔۔۔ پروفیسر نے کہا ۔

"مجھے معلوم ہے ۔۔۔ بہرحال اطلاع غلط نہیں ہو سکتی پروفیسر ! ۔۔۔ یہ اطلاع مجھے پروفیسر بارکی نے دی ہے ۔۔۔ اور آپ تو جانتے کہ پروفیسر بارکی جھوٹ نہیں بولتے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

پروفیسر بارکی کے الفاظ سنتے ہی وہ سب چونک پڑے ۔

"پروفیسر بارکی ! ۔۔۔ وہ کون ہے" ۔۔۔ پروفیسر نے کہا ۔

"اگر آپ انہیں نہیں جانتے پروفیسر ! ۔۔۔ تو پھر میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ تم پروفیسر لیاقت علی نہیں ہو سکتے" ۔۔۔ عمران نے اس بار سرد لہجے

میں کہا۔

"کیا مطلب! — آپ کیا کہنا چاہتے ہیں" —— پروفیسر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"اب وقت ضائع کرنا فضول ہے —— اندر آجاؤ کیپٹن" — اچانک سیکرٹری آفتاب نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے دربان مشین گن لئے اچھل کر اندر آگیا۔ اس کے ساتھ ہی سیکرٹری کے ہاتھ میں بھی ریوالور نظر آنے لگا۔ پروفیسر اور گلشن بھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ اب ان کے ہاتھوں میں بھی ریوالور تھے۔

کیپٹن شکیل کا جسم سیدھا ہوا۔ لیکن عمران نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"چلو اچھا ہوا — آپ لوگ مزید منافقت سے بچ گئے — بہرحال آپ نے جگہ اچھی تلاش کر لی ہے —— وہ اصل پروفیسر اور گلشن وغیرہ کہاں ہیں" —— عمران نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"وہ زندہ ہیں — فکر نہ کرو — لیکن تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکتے عمران — میں نے تمہاری کار پہچان لی ہے۔ میں نے اسے ملٹری انٹیلی جنس کے برآمدے میں کھڑے دیکھا تھا" —— سیکرٹری آفتاب نے کہا۔

"اچھا — کمال ہے میجر پرمود! — بڑی تیز نظریں ہیں تمہاری — اب میں بتاؤں کہ میں نے تمہیں کیسے چیک کیا" —— عمران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے اسے ان مشین گنوں

اور ریوالوروں کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

"کیا ضرورت ہے —— میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تمہاری باتیں سنتا رہوں — اس کوٹھی سے تو تم بچ نکلے تھے۔ لیکن اب میجر پرمود —" میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم نادانستگی میں یہاں آ پھنسے ہیں میجر صاحب! —— میں نے تمہاری دونوں کاریں خالی جاتی دیکھ لی تھیں۔ اور وہ اسی راستے سے گئی ہیں —— پھر یہ دربان صاحب فوجی چال چلتے ہوئے آئے —— اس کے بعد لیڈی طاہرہ صاحبہ اپنی آواز نہ چھپا سکیں —— اور تم نے میک اپ تو اچھا کر لیا ہے۔ لیکن رانا تہور علی صندوقچی سے اچھا میک اپ نہیں کر سکتے —— میں نے تو صرف اس لئے تمہارا کچھ وقت لے لیا تاکہ معلوم ہو کہ یہاں تم کتنے افراد ہو" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فائر" — اچانک میجر پرمود نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی دربان نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔

لیکن جیسے ہی پرمود کے حلق سے فائر کی آواز نکلی۔ عمران کے جسم نے یکلخت جھٹکا کھایا اور جس صوفے پر وہ بیٹھے تھے بجلی کی سی تیزی سے پیچھے الٹ گیا۔ اور مشین گن کی گولیاں اس صوفے کے نچلے حصے میں پھنس کر رہ گئیں۔ کیونکہ صوفہ پرانے زمانے کا تھا اور اس زمانے میں صوفے کی گدیوں کے نیچے کپاس بھری جاتی تھی۔

میجر پرمود تیزی سے آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک فائر ہوا اور دوسرے لمحے پرمود کے ہاتھوں سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔ اور اسی لمحے صوفہ

اڑتا ہوا ان کے اوپر آگرا۔ میجر پرمود تو تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہو گیا
لیکن گلشن، پروفیسر اور دربان صوفے کی زد سے نہ بچ سکے۔

"اب بولو میجر پرمود صاحب"—— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

اب وہ اور کیپٹن شکیل ہاتھوں میں ریوالور لئے کھڑے تھے۔ عمران
کے بولنے سے پہلے ہی کیپٹن شکیل نے بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ
لگائی اور اس نے صوفے سے ٹکرا کر اٹھتے ہوئے ان تینوں کو کور کر لیا۔

"تم نے میرا ریوالور کیسے ہٹ کر لیا"—— ؟ پرمود نے بڑے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اب بھی حیرت بھرے انداز میں اپنے خالی
ہاتھ کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی اس کے ہاتھ سے
ریوالور نکل چکا ہے۔ کیونکہ درمیان میں تو صوفہ تھا۔ جس میں سے مشین
گن کی گولیاں کراس نہیں ہو سکیں تو ریوالور کی گولی کیسے کراس ہو گئی۔

"ایسے"—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے ذرا سا ہاتھ اٹھا کر فائر کر دیا۔ دوسرے لمحے کیپٹن طارق کے حلق سے
چیخ نکل گئی۔ وہ بڑی خاموشی سے فرش پر پڑی مشین گن کی طرف ہاتھ
بڑھا رہا تھا۔

عمران کے ریوالور سے نکلنے والی گولی چھت سے ٹکرا کر ساٹھ ڈگری
کا زاویہ بناتی ہوئی ٹھیک کیپٹن طارق کے ہاتھ سے آٹکرائی تھی۔

"اوہ کمال ہے—— واقعی ماہر نشانہ باز ہو"—— میجر پرمود نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے واقعی کارنامہ انجام
دیا ہے کہ صوفے کی دوسری طرف سے فائر کیا اور گولی چھت سے ٹکرا
کر پلٹی اور سیدھی پرمود کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور سے آٹکرائی

اور یہ اس وقت تو واقعی کمال بن گیا جب کہ درمیان میں صوفہ ہونے
کی وجہ سے عمران اس کی پوزیشن بھی نہ دیکھ سکا تھا۔

"چلو شکر ہے۔ تم نے تعریف تو کی—— ایک تو تم ذرا سی بات
کرنے کا بھی وقت نہیں دیتے—— فوراً گولیاں چلانا شروع کر دیتے
ہو"—— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم کیا باتیں کرنا چاہتے ہو"—— ؟ میجر پرمود نے سنجیدہ لہجے
میں پوچھا۔

"کیپٹن شکیل!—— یہ اسلحہ اکٹھا کر کے ایک طرف ڈال دو۔ اگر
اس دوران کسی نے حرکت کی تو پھر وہ ہمیشہ کے لئے بے حرکت ہو
جائے گا—— اس کے بعد اطمینان سے بات کریں گے"—— عمران
نے کیپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ وہاں موجود افراد کو مخاطب کرتے ہوئے
کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"کوئی حرکت نہ کی جائے"—— پرمود نے اپنے ساتھیوں سے
کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے
ساتھی بھی اس کی پیروی میں پیچھے ہٹ گئے۔ اور کیپٹن شکیل نے ٹھوکروں
کی مدد سے اسلحہ اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔

اور پھر جیسے ہی وہ کیپٹن طارق کے سامنے سے مشین گن اٹھانے
کے لئے جھکا، کیپٹن طارق نے بجلی کی سی تیزی سے لات گھمائی اور کیپٹن
شکیل اچھل کر پیچھے کھڑے عمران سے جا ٹکرایا۔ ضرب اس قدر زوردار
تھی کہ کیپٹن شکیل واقعی کسی گیند کی طرح اچھلا تھا اور اچانک ٹکرانے
کی وجہ سے وہ عمران کو بھی اپنے ساتھ ہی لے گیا۔ کیپٹن شکیل کو لات

ماتے ہی کیپٹن طارق بجلی کی سی تیزی سے مشین گن اٹھانے کے لئے جھکا ہی تھا کہ کیپٹن شکیل ایک بار پھر اس طرح اچھل کر کیپٹن طارق سے آ ٹکرایا جیسے گیند کسی دیوار سے ٹکرا کر واپس لوٹتی ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر گر گئے۔

عمران نے کیپٹن شکیل کو واپس تو اچھال دیا تھا لیکن اچانک ٹکراؤ کی وجہ سے ریوالور اس کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ چنانچہ اس موقع سے میجر پرمود نے فائدہ اٹھایا اور اس نے چیتے کی طرح چھلانگ لگائی اور فرش سے اٹھتے ہوئے عمران سے آ ٹکرایا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدلی اور پھر جیسے ہی پرمود کے ہاتھ فرش سے ٹکرائے عمران کی ٹانگیں کسی پرکار کی طرح گھومیں اور پرمود اچھل کر پروفیسر اور گلشن سے جا ٹکرایا۔

"بس اب ہاتھ اٹھا دو دوستو! ـــــ" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چپٹا سا ریوالور نکال لیا۔

ادھر کیپٹن شکیل اور کیپٹن طارق دونوں ایک دوسرے سے الجھے ہوئے تھے۔

"ہٹ جاؤ شکیل! ـــ ابھی ریسلنگ کا وقت نہیں ہوا" ـــــ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ لیکن جیسے ہی وہ پیچھے ہٹا۔ پرمود کا داؤ چل گیا۔ اس نے پاس کھڑی گلشن کو یکلخت عمران پر اچھال دیا اور گلشن چیختی ہوئی عمران سے جا ٹکرائی۔

"ارے باپ رے ـــ بگ ڈیڈی رے ـــ بڑا خوفناک ٹکراؤ ہے" ـــــ عمران نے نیچے گرتے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے گلشن کو ایک طرف اچھالا۔ لیکن اس کے اٹھتے ہی پرمود نے چھلانگ لگائی اور اس کی فلائنگ کک پوری قوت سے عمران کے سینے پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی پرمود نے قلابازی کھائی اور اس بار اس نے اپنے سر کی زوردار ٹکر کیپٹن شکیل کی پسلیوں پر ماری اور پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

عمران اور کیپٹن شکیل دونوں ہی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے لیکن اب پرمود کے ہاتھ میں خنجر چمک رہا تھا۔

"تمہاری موت میرے ہاتھوں ہی لکھی ہوئی ہے عمران" ـــــ میجر پرمود نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اچھا! ـــ کاش تم صنف نازک ہوتے ـــ کم از کم شہید نازک تو کہلا سکتا" ـــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی تمہاری یہ چلتی ہوئی زبان بند ہو جائے گی" ـــ میجر پرمود نے کہا۔ وہ خنجر بڑے ماہرانہ انداز میں دونوں ہاتھوں میں الٹ پلٹ رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں اس قدر تیزی تھی کہ خنجر پر آنکھ نہ ٹکتی تھی۔

"سنو! ـــ مجھے مرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے ـــ لیکن ایک شرط ہے کہ تمہارے ساتھی مداخلت نہ کریں ـــ ورنہ اس بار ان کی روحیں ان کے جسموں میں نہ رہ سکیں گی" ـــ عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کوئی مداخلت نہ کرے ـــ میں اس شیطان کو جہنم میں پہنچا دوں" پرمود نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک ایک قدم آگے بڑھنے لگا۔ خنجر اس طرح بجلی کی سی تیزی سے دونوں ہاتھوں

میں الٹ پلٹ ہو رہا تھا جبکہ اس کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں

"اتنی تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں میجر پرمود! ——— خوامخواہ تمہارے ہاتھ تھک جائیں گے" ——— عمران نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے میجر پرمود نے تیز چیخ ماری اور اچھل کر پوری قوت سے عمران پر خنجر کا وار کر دیا۔ وہ واقعی خنجر زنی میں کمال مہارت رکھتا تھا کہ آخری لمحے تک کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کس ہاتھ سے وار کرے گا۔ لیکن جیسے ہی وہ اچھلا عمران یکلخت پشت کے بل نیچے گرا اور اس کے اس طرح اچانک نیچے گرنے کی وجہ سے اس کے سینے پر خنجر مارتا ہوا میجر پرمود بے اختیار آگے کو جھکا اور اس کے ساتھ ہی عمران کی دونوں ٹانگیں بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے اٹھیں اور پرمود بری طرح چیختا ہوا قلابازی کھا کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ جبکہ عین اسی لمحے کیپٹن شکیل یکلخت اچھلا اور اس کی لات پوری قوت سے کیپٹن طارق کی پسلیوں میں لگی اور کیپٹن طارق اچھل کر سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرایا لیکن پھر اسی لمحے پروفیسر نے یکلخت کیپٹن شکیل پر چھلانگ لگا دی وہ ایک لمحے کے لئے تو کیپٹن شکیل پر چھا سا گیا۔ مگر دوسرے لمحے کیپٹن شکیل یکدم اچھلا اور اس کے ساتھ ہی پروفیسر کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکلی۔ کیپٹن شکیل نے اُسے اچھالتے ہوئے اپنی کہنی پوری قوت سے اس کی پسلیوں میں ماری تھی۔ کراٹے کا یہ خوفناک داؤ اس قدر بھرپور انداز میں پڑا تھا کہ توفیق دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا اور بُری طرح پھڑکنے لگا۔ لیکن کیپٹن شکیل لیڈی طاہرہ کے ہاتھوں مار کھا گیا جو

ایک سائیڈ پر کھڑی تھی۔

جیسے ہی کیپٹن شکیل نے توفیق کو کہنی کی ضرب لگائی، گلشن نے لات گھمائی اور اس کی لات پوری قوت سے کیپٹن شکیل کی گردن کی سائیڈ پر پڑی اور کیپٹن شکیل کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن میں مرچیں سی بھر گئی ہوں۔

"نکلو ——— جلدی نکلو" ——— اچانک میجر پرمود کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ کیونکہ دیوار سے ٹکرا کر پرمود اور عمران اکٹھے ہی اُٹھے تھے لیکن پرمود نے اٹھتے ہی اونچی چھلانگ لگائی اور عمران اس کی چھلانگ سے بچنے کے لئے نیچے جھک گیا اور پرمود اس کے سر سے اوپر سے اڑتا ہوا دروازے کے قریب جا کھڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چیخ کر نکلنے کے لئے کہا اور پھر جیسے مبھوت ہو گئے ہیں اس لئے پرمود اور اس کے ساتھیوں نے یکلخت چھلانگیں لگائیں اور پلک جھپکنے میں وہ دروازے سے باہر جا چکے تھے۔

"بس بھاگ گئے" ——— عمران جو نیچے جھک کر سیدھا ہو رہا تھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ادھر کیپٹن شکیل بھی تیزی سے اٹھا تھا لیکن جب تک وہ دونوں آگے پیچھے دوڑتے ہوئے باہر برآمدے میں پہنچے۔ وہ چاروں باہر جا چکے تھے۔ کیونکہ پورچ میں کھڑی سفید رنگ کی کار اسی لمحے پھاٹک ایک دھماکے سے توڑتی ہوئی باہر نکل گئی۔ کیپٹن شکیل تیزی سے اپنی کار کی طرف دوڑا۔

"ٹھہرو کیپٹن! ——— جانے دو انہیں ——— یہ آخر جائیں گے کہاں۔

خوامخواہ پٹرول ضائع کرنے کا فائدہ" ____ عمران نے ٹھنڈے لہجے میں
کہا اور کیپٹن شکیل ٹھٹھک کر رک گیا۔
"آپ۔ انہیں جان بوجھ کر ڈھیل دے رہے ہیں" ____ کیپٹن شک
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"تو اور کیا کرتا ____ جب کپتان ہی ایک عورت کی لات کھا کر بھاگ
شروع کر دے تو باقی کھلاڑی تو ڈھیلے پڑنے ہی ہیں" ____ عمرا
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"اوہ! ____ وہ تو اچانک اس نے لات مار دی تھی" ____ کیپٹن شک
نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔
"تو اور کیا وہ پہلے اخبار میں اشتہار دیتی ____ ڈھول بجاتی۔ تب
لات مارتی" ____ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل ظاہر ہے کیا جو
دیتا۔ نظریں جھکا کر خاموش ہو گیا۔
"دراصل میں چاہتا ہوں کہ میجر پرمود جیسے آدمی کو کچھ بھاگ دوڑ کا مو
مل جاتے ____ غریب یہ نہ سوچے کہ عمران کے ملک میں گئے بھی
اس نے مہمان نوازی نہ کی ____ بہرحال آؤ ____ پروفیسر اور اس کی
بھتیجی گلشن زندہ ہیں تو انہیں ڈھونڈیں" ____ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور واپس پلٹ پڑا۔

"ہم تعداد میں زیادہ تھے میجر! ____ ہم آسانی سے ان دونوں کو مار گراتے"
یپٹن طارق نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"وہ تو ہم جس وقت چاہیں گے ____ انہیں مار گرائیں گے کیپٹن
ارق! ____ لیکن خوامخواہ وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔
ارا اصل مشن ویسے ہی پڑا ہوا ہے" ____ میجر پرمود نے ہونٹ
ینچتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ایک چھوٹی سی کوٹھی کے کمرے میں
ھے ہوئے تھے۔
پروفیسر کی کوٹھی سے نکلتے ہی انہوں نے شہر میں سفید کار چھوڑ
ی تھی اور پھر ٹیکسی کے ذریعے وہ گارڈن ٹاؤن کی اس کوٹھی میں
گئے تھے۔ توفیق کے پوچھنے پر پرمود نے اسے بتایا تھا کہ اس کی
ایات پر دونوں کاریں شہر میں تباہ کر دی گئی ہوں گی۔ لیکن پھر بھی
کتا ہے کہ ان کی رہائش گاہ سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ چکی ہو

اس لئے فی الحال وہاں جانا خطرے سے خالی نہ تھا۔ اور پھر اس نے
دوسری دلیل یہ دی تھی کہ عمران وغیرہ نے ان کا تعاقب نہیں کیا۔ اس
سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں معلوم تھا کہ ہم لوگ اپنی رہائش گاہ پر
ہی جائیں گے۔
"ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے ساتھیوں سے رابطہ قائم کر کے صورتحال
معلوم کر لیں" ۔۔۔۔ توفیق نے کہا۔
"ابھی انہیں وہیں رہنے دو ۔۔۔۔ عمران اور اس کے ساتھی یقیناً
اب پورا زور اس رہائش گاہ کی تلاش پر لگا دیں گے ۔۔۔۔ اور میں
اس دوران اصل مشن پر کام کر لینا چاہتا ہوں" ۔۔۔۔ میجر پرمود نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"اس لیبارٹری میں تو اب داخل ہونا ناممکن ہے میجر ۔۔۔۔
اندر تو سارا سلسلہ ہی کمپیوٹر کنٹرول ہے" ۔۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا۔
"پرواہ نہ کرو ۔۔۔۔ جب پرمود کام کرنے پر آئے تو کمپیوٹر اس کا
راستہ نہیں روک سکتے ۔۔۔۔ تم اس لیبارٹری کا نقشہ بتاؤ ۔۔۔۔ تب تک
دوران اس لیبارٹری پر ریڈ کرنے کے لئے اسلحے اور کاروں کا بندوبست
کر لوں" ۔۔۔۔ پرمود نے کہا۔ اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا
یہ رہائش گاہ بھی بلگارنیہ کے سفارت خانے سے متعلق تھی اور یہاں
آنے سے پہلے میجر پرمود نے سفارت خانے کی معرفت ایسی کئی جگہوں
کا بندوبست کر لیا تھا تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ انہیں استعمال کر سکے۔
"یس ۔۔۔ پی اے ٹو سیکنڈ سیکرٹری" ۔۔۔۔ نمبر گھماتے ہی دوسری
طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"زیرو زیرو نائن ۔۔۔۔ سیکنڈ سیکرٹری سے بات کراؤ" ۔۔۔۔ میجر پرمود
نے کرخت لہجے میں کہا۔
"یس سر ۔۔۔۔ ہولڈ آن کیجئے" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے
کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔
"یس سبطین سپیکنگ" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بلگارنیہ
سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری سبطین کی آواز سنائی دی۔
"زیرو زیرو نائن بول رہا ہوں سبطین صاحب" ۔۔۔۔ پرمود نے
خشک لہجے میں کہا۔
"یس فرمائیے ! ۔۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں" ۔۔۔۔ سیکنڈ سیکرٹری
نے پوچھا۔
"میں اصل مشن پر ریڈ کرنے والا ہوں ۔۔۔۔ آپ پوائنٹ نمبر دو پر
طاقتور انجن کی کاریں ۔۔۔۔ الیون تھری سکیل کے پلاسٹک بم کم از کم دو درجن
تعداد میں ۔۔۔۔ چار سپر گیس ماسک ۔۔۔۔ چار سٹین گنیں مع فالتو میگزین
بھجوا دیں اور اس کے ساتھ وہ سامان بھی جس کی لسٹ آپ کو کرنل ڈی کی
معرفت مل چکی ہوگی" ۔۔۔۔ پرمود نے کہا۔
"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ کس وقت چاہیئے" ۔۔۔۔ سبطین نے پوچھا۔
"کتنی دیر میں بندوبست ہو سکتا ہے" ۔۔۔۔ پرمود نے پوچھا۔
"زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے لگیں گے" ۔۔۔۔ سبطین نے جواب دیا
"اوکے ۔۔۔۔ ٹھیک وقت ہے ۔۔۔۔ کوڈ زیرو زیرو نائن ہی ہوگا۔
انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے" ۔۔۔۔ میجر پرمود نے سر ہلاتے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"توفیق !۔۔۔ تم اور کیپٹن طارق دونوں نئے میک اپ میں لیبارٹری چلے جاؤ اور وہاں جا کر حالات کا جائزہ لو تاکہ ریڈ کرتے وقت کوئی ناگہانی صورت حال سامنے نہ آجائے ۔۔۔ سپیشل زیرو پر مجھے رپورٹ دے دیں۔ میں اور طاہرہ آجائیں گے ۔۔۔" پرمود نے کہا۔

"میں وہاں کے سکیورٹی انچارج میجر جمال کا میک اپ کر لیتا ہوں میں اسے چھاپ لوں گا ۔۔۔ اس کے بعد ہمیں بے حد آسانی ہو جائے گی" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔ پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کیپٹن طارق اور توفیق دونوں اٹھ کر اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئے تاکہ نئے میک اپ کے ساتھ ساتھ لباس بھی بدل لیں۔

"کار تو ہے نہیں ۔۔۔ یہ جائیں گے کیسے" ۔۔۔؟ ان کے جاتے ہی لیڈی طاہرہ نے پوچھا۔

"توفیق کار چوری کرنے میں ماہر ہے۔ بے فکر رہو" ۔۔۔ پرمود نے کہا اور لیڈی طاہرہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

"میجر !۔۔۔ اگر لیبارٹری پر حملہ کرنے سے پہلے ہم سیکرٹ سروس خاص طور پر عمران کا صفایا کر دیتے تو ہمیں بے حد آسانی ہو جاتی" ۔۔۔ لیڈی طاہرہ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"اس میں خاصا وقت ضائع ہو سکتا ہے اور پھر میری عادت کہ مجھے براہ راست کام کرنے میں لطف آتا ہے ۔۔۔ یہ جاسوسی قسم کی حرکتیں میرے بس کا روگ نہیں ہیں" ۔۔۔ پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے ۔۔۔ ہماری تربیت ہی اس قسم کی ہوئی۔ لیکن میں نے

محسوس کیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی بے حد ہوشیار اور تیز ہیں اور مجھے یقین ہے کہ انہوں نے لیبارٹری پر خصوصی نگرانی کر رکھی ہو گی۔ انہوں نے وہاں ہو سکتا ہے ہمارے لئے کوئی جال بھی بچھا رکھا ہو" ۔۔۔ لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"میں اس جال کو توڑنے کی ہمت رکھتا ہوں طاہرہ !۔۔۔ میں نے ایسے سینکڑوں جال پہلے بھی توڑے ہیں ۔۔۔ ہاں اگر میں نے وہاں محسوس کیا کہ ان لوگوں کا صفایا کئے بغیر اصل مشن پورا نہیں ہو سکتا تو پھر ان پر موت بن کر جھپٹوں گا اور دیکھوں گا کہ یہ میرے ہاتھوں سے کس طرح بچ سکتے ہیں"۔ پرمود نے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے میجر !۔۔۔ کیا آپ واقعی مشین گنیں چلاتے اور بم پھینکتے ہوئے لیبارٹری میں گھس جائیں گے اور پروفیسر باری کو اٹھا کر لے آئیں گے" ۔۔۔؟ لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ اس طرح تو سوائے نقصان کے اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا ۔۔۔ کیپٹن طارق اور توفیق وہاں جا کر پہلے پوزیشنیں سنبھالیں گے۔ پھر وہ لیبارٹری کے کسی کمزور پہلو کی نشاندہی کریں گے اور اس کے بعد ہم اس کمزور پہلو پر حملہ کر دیں گے۔ لیکن یہ کام عام جاسوسوں کی طرح ہفتوں میں ہونے کی بجائے گھنٹوں میں ہو گا۔ بس فرق صرف اتنا ہی ہے" ۔۔۔ پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار لیڈی طاہرہ نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"میں نے جان بوجھ کر میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو ڈھیل دے دی تھی —— ورنہ وہ اتنی آسانی سے وہاں سے نہ نکل سکتے تھے لیکن میرا مقصد اور تھا —— میں میجر پرمود کو ایسے وقت پکڑنا چاہتا ہوں جب اس پر جرم ثابت ہو سکے —— کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ ڈبل ایجنٹ کے ضابطے بین الاقوامی طور پر ہمارے سول ضابطوں سے مختلف ہیں اگر ہم ابھی انہیں پکڑ لیتے یا مار ڈالتے تو ہمیں کچھ بھی حاصل نہ ہو سکتا اور بلگارنیہ والے کوئی نیا ڈبل ایجنٹ بھیج دیتے —— میں انہیں اس لئے ڈھیل دے رہا ہوں تاکہ یہ اس دھندے میں الجھے رہیں —— مجھے بتایا گیا ہے کہ پروفیسر بارکی کے فارمولے کی تیاری میں زیادہ سے زیادہ چند ہفتے لگیں گے —— اس کے بعد پروفیسر بارکی یا اس کا فارمولا ہمارے لئے بیکار ہو جائے گا۔ اس کے بعد اگر پروفیسر بارکی کو اغوا کر لیا جاتا ہے تو ہمیں کوئی فرق نہ پڑے گا۔ کیونکہ بنیادی ہتھیار تیار ہو چکا ہوگا اور جب تک

بلگارنیہ یا کوئی اور ملک اس بنیادی فارمولے کی تیاری تک پہنچے گا ہمارے اور شوگران کے سائنسدان اسے اور زیادہ ایڈوانس کر چکے ہوں گے اس طرح یہ صورت حال ہمیشہ جاری رہے گی اور چونکہ مجھے یقین ہے کہ میجر پرمود کسی طرح بھی لیبارٹری کے اندر داخل نہ ہو سکے گا۔ بس وہ حملے کرتا رہے گا —— سر ٹکراتا رہے گا۔ اس طرح بلگارنیہ والے اسی پر اکتفا کرتے رہیں گے اور اگر وہ لیبارٹری میں گھسنے میں کامیاب ہو بھی گیا تو پھر ہم اسے جرم کرتے ہوئے پکڑ لیں گے اور پھر اس کے بدلے میں ہم اپنے کسی ڈبل ایجنٹ بلگارنیہ کی قید سے چھڑوا لیں گے دونوں ہی صورتوں میں ہمارا فائدہ ہے —— میجر پرمود کی موت سے یہ سارے فائدے ختم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یوں سمجھو کہ بس میں اسے بھگا بھگا کر تھکانا چاہتا ہوں" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں اپنی لائن آف ایکشن بتاتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ کہ آپ میجر پرمود کے ساتھ بلی چوہے والا کھیل کھیل رہے ہیں" —— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک تو تمہیں آج تک مذکر مونث کی تمیز ہی نہیں آئی —— بھلے آدمی! —— اب میں اپنے آپ کو چوہا سمجھوں یا پرمود کو —— اگر ایسی ہی بات ہے تو پھر مجھے چولیا کو پرمود پر چھوڑنا پڑے گا اور آج کل ایٹمی دور ہے —— اگر بلی چوہے میں صلح ہو گئی تو ہم دونوں بلکہ تنویر سمیت تینوں بلی کے گلے میں گھنٹی باندھنے کے لئے گھنٹی اٹھائے پھرتے نظر آئیں گے" —— عمران نے کہا اور بلیک زیرو قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"کیپٹن شکیل نے تو بڑی شکایت کی تھی کہ عمران نے جان بوجھ کر میجر پرمود کو جانے دیا۔ ورنہ وہ اس کا تعاقب کر کے اُسے لازماً گھیر لیتے" ——— بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ تو ایک عورت کی لات کھا کر فرش پر پڑا چیاؤں چیاؤں کر رہا تھا اور شکایت کرتے وقت تو اس کا انداز ایسا ہو گا جیسے وہ رستم زماں ہو ——— اور عمران بے چارہ مٹی کا مادھو ہو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے اُسے کہہ دیا تھا کہ عمران نے میری ہدایات پر عمل کیا ہے ظاہر ہے اس کے سوا اور کیا کرتا" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"صفدر کی طرف سے کوئی رپورٹ ملی ہے" ——— عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ——— انہوں نے لیبارٹری کی سکیورٹی کا مکمل چارج سنبھال لیا ہے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اور ان کاروں کا کیا ہوا" ——— عمران نے پوچھا۔

"وہ کاریں شہر میں روک دی گئیں اور پھر دونوں کاریں دھماکے سے تباہ ہو گئیں ——— نمبر پلیٹیں جعلی تھیں" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ اب پرمود اور اس کے ساتھیوں کا انتظار لیبارٹری پر ہی کیا جائے" ——— عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے ——— ان کا اصل ٹارگٹ تو وہی ہے" ——— بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میجر پرمود کی فطرت ایسی ہے کہ وہ یقیناً فوری طور پر لیبارٹری پر حملہ

کرنے کی کوشش کرے گا اور ہو سکتا ہے کہ آج رات ہی وہ حملہ کر دے اس لئے ہمیں آج رات اس کے لئے وہاں جال بچھا دینا چاہیے" ——— عمران نے میز پر پڑے ہوئے کاغذ کا پیڈ اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔ اور پھر بال پوائنٹ اٹھا کر اس نے تیزی سے اس پر لکھنا شروع کر دیا۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا رہا۔

کافی دیر تک لکھنے کے بعد عمران نے بال پوائنٹ بند کر کے واپس رکھا اور کاغذ بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

"اسے پڑھو ——— اور اس کے مطابق سارا انتظام کر لو ——— اس آپریشن کو تم نے خود ڈیل کرنا ہے۔ انچارج تم خود ہو گے۔ میں نے ایک اور کام کرنا ہے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں۔ کیونکہ عمران نے اُسے خود فیلڈ میں کام کرنے کا موقع دے دیا تھا۔

"کوئی مسئلہ ہو تو بی الیون ٹرانسمیٹر پر مجھ سے بات کر لینا" ——— عمران نے کہا اور اٹھ کر آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر تیزی سے رانا ہاؤس کی طرف بڑھی جا رہی تھی اس نے جان بوجھ کر بلیک زیرو کو اس مہم کا انچارج بنا دیا تھا کیونکہ اس کے ذہن میں ایک اور پلاننگ اُبھر رہی تھی۔ ایسی پلاننگ جس سے وہ میجر پرمود کو دل بھر کر کنفیوز کر سکتا تھا۔

"ماسٹر ! ——— اب جوانا کی شادی کرا دو" ——— رانا ہاؤس میں پہنچتے ہی جوزف نے سرگوشیانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں ——— کیا وہ کسی کو منہ لگا لایا ہے" ——— عمران نے بھی اسی انداز

میں پوچھا۔ جوانا اس وقت وہاں موجود نہ تھا۔

"بھگالا تو میں تمہیں کہنے کی کیا ضرورت تھی ۔۔۔ وہ سارا دن کمرے میں بیٹھا آہیں بھرتا رہتا ہے اور ڈسکو میوزک سنتا رہتا ہے ۔۔۔" جوزف نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈسکو میوزک تو چلو قابلِ برداشت ہے ۔۔۔ لیکن یہ آہیں بھرنے والا مسئلہ البتہ خراب ہے ۔۔۔ پہلے زمانے میں لوگ چلمیں بھرا کرتے تھے خوش رہتے تھے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے جوانا بھی وہاں پہنچ گیا۔

"ارے باس! ۔۔۔ آپ کب آئے" ۔۔۔ جوانا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں آہیں بھرنے سے فرصت ملے تو پتہ چلے کہ اس دنیا میں باس نام کی کوئی چیز بھی رہتی ہے" ۔۔۔ عمران نے روٹھ جانے والی بیوی کے سے انداز میں کہا اور جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"آہیں بھرنے ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ میں کیوں آہیں بھروں" ۔۔۔ جوانا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ۔۔۔ جوزف کہہ رہا ہے کہ جوانا کی اب شادی کرادو ۔۔۔ بے چارہ بالغ ہو گیا ہے۔ آہیں بھرتا ہے اور ڈسکو میوزک سنتا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس! ۔۔۔ ایک تو اس کالے نے میرا جینا حرام کر رکھا ہے۔ سارا دن شراب پیتا رہتا ہے اور سینے پر کراس بناتا رہتا ہے ۔۔۔ میں ذرا لمبے لمبے سانس لے کر یوگا کی مشقیں کروں تو کہتا ہے کہ تمہیں عشق ہو گیا ہے

بس تم کسی کام کے نہیں رہے ۔۔۔ اور نجانے کس کس دیوتا کے حوالے دے دیکر مجھے ڈرانے کی کوشش کرتا رہتا ہے" ۔۔۔ جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تم دونوں کو مفت کی روٹیاں مل رہی ہیں اس لئے تم دونوں ہی بے کار ہو گئے ہو ۔۔۔ چلو تیاری کرو تاکہ تمہاری اصل ورزش ہو سکے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس ویری گڈ! ۔۔۔ واقعی میں تو بے کار رہتے رہتے اب مرنے کی حد تک تنگ آچکا ہوں" ۔۔۔ جوانا نے مسرت سے اچھلتے ہوئے کہا

"جسم تو تمہارا اسی طرح وسیع و عریض ہے ۔۔۔ تنگ تو کہیں سے نہیں ہوا ۔۔۔ بہرحال آؤ ۔۔۔ میں تمہارا میک اپ کر دوں ورنہ تم دونوں تو بٹ کو نظر ہی نہ آؤ گے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور وہ دونوں کو لئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

تقریباً ایک گھنٹہ مصروف رہنے کے بعد جب عمران ان دونوں سمیت ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تو عمران سمیت تینوں کا حلیہ یکسر بدل چکا تھا۔ جوزف اور جوانا دونوں گورے چٹے سرخ بالوں والے غیر ملکی لگ رہے تھے۔ ان دونوں کے جسموں پر سلیٹی اور گہرے براؤن رنگ کے سوٹ بڑے خوبصورت لگ رہے تھے جب کہ عمران خود بھی کوئی غیر ملکی لگ رہا تھا۔

"کرنا کیا ہے باس" ۔۔۔ جوانا نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"شادی ۔۔۔ اور کیا کر سکتے ہو" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شادی کس کی باس ۔۔۔ تمہاری ۔۔۔ ارے فار گاڈ سیک ۔۔۔ یہ ظلم نہ کرنا ۔۔۔ خداوند یوشوا کا غضب شادی کی صورت میں ہی ٹوٹتا ہے"۔

جوزف نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا ـــ جوشوا خود کنوارہ رہ گیا ہوگا" ـــ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ـــ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ـــ اپنی کار لے کر رانا ہاؤس پہنچ جاؤ۔ میں انتظار کر رہا ہوں" ـــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب پروگرام سن لو" ـــ عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے جوانا اور جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ تفصیل سے اپنی پلاننگ بتلانے لگا۔

"ویری گڈ ماسٹر! ـــ اب مزہ آئے گا" ـــ جوزف اور جوانا دونوں ہی پلاننگ سن کر اچھل پڑے۔

چند لمحوں بعد کال بیل بجی اور ٹائیگر اندر آ گیا۔ ٹائیگر پہلے تو ان تینوں کو دیکھ کر چونک پڑا۔

"کمال ہے عمران صاحب! ـــ یہ تو میک اپ نہیں، بلکہ جادوگری ہے۔ بھلا کون تصور کر سکتا ہے کہ جوزف اور جوانا بھی اتنے گورے ہو سکتے ہیں" ـــ ٹائیگر نے میک اپ کا پتہ چلنے پر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کہو تو تمہیں نیگرو بنا دوں" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اسے ساتھ لئے وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

لیبارٹری کے اوپر بنی ہوئی ہٹ منٹ فیکٹری بند ہو چکی تھی اور فالتو قسم کا عملہ چھٹی کر کے جا چکا تھا جبکہ سیکورٹی کا عملہ ویسے ہی موجود تھا۔

صفدر فیکٹری کی سائیڈ میں بنے ہوئے ایک مینار کی چوٹی پر چڑھا ہوا دوربین آنکھوں سے لگائے بیٹھا تھا۔ اس کے پاس ایک ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔ دوربین کے لینز خاص قسم کے تھے جن کی وجہ سے گہرے اندھیرے میں بھی آسانی سے کسی کی نقل و حرکت چیک کی جا سکتی تھی۔ ایک بٹن کی مدد سے لینز کی پوزیشن بدلی جا سکتی تھی۔

صفدر جس رخ پر بیٹھا ہوا تھا وہاں سے فیکٹری کے ارد گرد کا تقریباً تین چوتھائی حصہ آسانی سے چیک کیا جا سکتا تھا۔ سارا علاقہ سیکورٹی کے نقطہ نظر سے صاف تھا اس لئے صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دوربین کو ایک طرف رکھا اور جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر اس نے سگریٹ نکالا اور پھر لائٹر سے اسے جلا کر لمبے لمبے کش لینے لگا۔ عام طور

پر وہ سگریٹ نہ پیتا تھا۔ لیکن جب کبھی نگرانی جیسے بور کام سے اس کا واسطہ پڑتا تو پھر اسے سگریٹ کی طلب ہوتی تھی۔ البتہ سگریٹ جلانے سے پہلے اس نے اپنا رخ اس طرح کر لیا تھا کہ دور سے سگریٹ کا جلتا ہوا سرا نظر نہ آ سکے۔

ابھی اس نے دو تین کش ہی لیے تھے کہ پاس پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور صفدر نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو — ایکسٹو۔ اوور" — ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"یس سر! — صفدر بول رہا ہوں سر۔ اوور" — صفدر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تم نے سگریٹ کیوں سلگایا ہے — کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نگرانی کے وقت سگریٹ پینا ناقابل معافی جرم ہے۔ اوور" — دوسری طرف سے ایکسٹو کی انتہائی کرخت آواز سنائی دی اور صفدر نے بری طرح چونک کر سگریٹ کو فرش پر مسل دیا۔

"آئی ایم سوری سر! — میں نے تو حتی الوسع کوشش کی تھی کہ سگریٹ نظر نہ آ سکے۔ اوور" — صفدر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"آئندہ احتیاط رکھنا — ورنہ ٹرانسمیٹر کال کی بجائے گولی بھی تمہاری پیشانی میں راستہ بنا سکتی ہے۔ اوور اینڈ آل" — دوسری طرف سے کہا گیا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے۔ ایکسٹو کی یہ کال بتا رہی تھی کہ ایکسٹو کہیں قریب ہی موجود ہے۔ ورنہ بھلا اسے صفدر کے سگریٹ

پینے کی خبر کیسے ہو سکتی تھی۔ جب کہ اس سے پہلے ایکسٹو کے متعلق اس کا یہی خیال تھا کہ وہ دانش منزل میں بیٹھا ہو گا۔ لیکن اب اس کال کے بعد وہ پوری طرح محتاط ہو گیا۔ اس نے دوبارہ دوربین آنکھوں سے لگائی اور ساتھ ہی اندھیرے میں دیکھنے والا بٹن بھی پریس کر دیا۔ کیونکہ پہلے کی نسبت اب ماحول پر اندھیرے کی گرفت زیادہ تیز ہو گئی تھی۔

دوربین آنکھوں سے لگاتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔ اسے دور شہر کی طرف سے آنے والی سڑک پر ایک کار کا ہیولہ سا فیکٹری کی طرف آتا دکھائی دے رہا تھا۔ کار کی ہیڈ لائٹس بند تھیں۔ اس بات پر صفدر چونکا تھا۔ اگر مخصوص قسم کے لینز دوربین میں فٹ نہ ہوتے تو آتی ہوئی کار اسے کسی صورت بھی نظر نہ آ سکتی۔ وہ چند لمحے کار کو دیکھتا رہا اور پھر اسے ایک اور رابطہ سڑک سے ایک جیپ بھی اسی پوزیشن میں آتی دکھائی دی۔

صفدر نے جلدی سے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو — ہیلو صفدر کالنگ۔ اوور" — صفدر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس — جولیا اٹنڈنگ۔ اوور" — دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"مس جولیا! — پوائنٹ ایک سے ایک کار اور پوائنٹ دو سے ایک جیپ آ رہی ہے — دونوں کی ہیڈ لائٹس بند ہیں۔ اور ان کا رخ فیکٹری طرف ہی ہے۔ اوور" — صفدر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا — ٹھیک ہے۔ میں انہیں چیک کرتی ہوں۔ تم بھی ان پر

نظر رکھنا۔ اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف سے جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور صفدر نے ٹرانسمیٹر آف کر کے نیچے رکھ دیا۔ اور دُوربین دوبارہ آنکھوں سے لگالی۔ اور ایک بار پھر چونک پڑا۔ کار کا رُخ بدل گیا تھا اور اب وہ ایک بائی روڈ پر سے گذر رہی تھی اور اس بائی روڈ کا اختتام اسی سڑک پر ہوتا تھا جس پر جیپ موجود تھی۔ اور جیپ بھی اب سڑک کی ایک سائیڈ پر رک چکی تھی۔ لیکن جیپ میں سے کوئی باہر نہ آیا تھا البتہ اندر کچھ ہیولے سے بیٹھے نظر آرہے تھے۔ کار کی رفتار خاصی تیز تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد کار بائی روڈ سے گذر کر اس سڑک پر پہنچی اور پھر جیپ کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ کار کے دروازے کھلے اور اس میں سے دو افراد نکل کر جیپ میں چڑھ گئے۔ کار کے دروازے بند ہوئے اور کار مڑ کر واپس اسی بائی روڈ پر دوڑنے لگی۔ جب کہ جیپ اب تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

صفدر بڑی حیرت سے یہ بھاگ دوڑ دیکھ رہا تھا۔ کار بائی روڈ سے گذر کر بجائے آگے آنے کے واپس شہر کی طرف مڑ گئی۔ جب کہ جیپ کافی آگے آکر ایک مکان کے پھاٹک کے اندر جا کر غائب ہو گئی۔

صفدر نے ٹرانسمیٹر اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

"یس صفدر سپیکنگ۔ اوور" ــــ صفدر نے بٹن دبا کر کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں ــــ کار واپس چلی گئی ہے اور جیپ ایک مکان میں غائب ہو گئی ہے ــــ میرے خیال میں یہ کوئی اور چکر ہے اوور" ــــ جولیا کی آواز سنائی دی۔

"میرے خیال میں اس مکان کو چیک کر لینا چاہیئے۔ اوور" ــــ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں تنویر۔ نعمانی اور چوہان کو بھیجتی ہوں۔ تم ان کی نگرانی کرتے رہنا۔ اوور اینڈ آل" ــــ جولیا نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

صفدر نے ٹرانسمیٹر رکھ کر دُوربین دوبارہ آنکھوں سے لگائی۔ اسے جولیا کی پوزیشن کا علم تھا۔ جولیا فیکٹری سے کچھ فاصلے پر ایک مکان کی چھت پر لیٹی ہوئی تھی۔ جب کہ تنویر۔ نعمانی اور چوہان فیکٹری کے اندر تھے۔ اس کے ذہن میں ایک خلش سی پیدا ہوئی کہ ان تینوں کو لیبارٹری سے باہر بھیج دینا کہیں حماقت کا سبب نہ بن جائے۔ لیکن پھر وہ خاموش ہو گیا۔ کیونکہ ان تینوں کے علاوہ وہاں لیبارٹری کا اپنا سکیورٹی سٹاف بھی موجود تھا جس کا انچارج میجر جمال تھا۔ جو خاصا مستعد اور فرض شناس آفیسر تھا۔

تھوڑی دیر بعد صفدر نے ایک جیپ کو فیکٹری سے نکل کر تیزی سے اس علاقے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا جس میں وہ مکان تھا جس میں وہ جیپ گئی تھی۔ صفدر ہونٹ بھینچے جیپ کو جاتا دیکھتا رہا جس میں یقیناً تنویر۔ نعمانی اور چوہان موجود تھے۔

تھوڑی دیر بعد جیپ اس مکان کے بند گیٹ پر پہنچ گئی اور پھر اس میں سے تینوں ہیولے اچھل کر باہر آئے۔ وہ تینوں پھاٹک پر پہنچے اور پھر ان میں سے ایک نے جیسے ہی پھاٹک کو دبایا پھاٹک کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر سے بند نہ تھا اور پھر وہ تینوں ہی اندر غائب ہو گئے۔ صفدر کے

ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے۔ اُسے تنویر کی عادت کا علم تھا کہ تنویر کسی قسم کی پیش بندی کا قائل نہیں ہے وہ لازماً ان سے براہِ راست ٹکرا جائے گا۔

تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

"یس صفدر اٹنڈنگ۔ اوور"—— صفدر نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں—— تنویر اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے کوئی کال نہیں آ رہی—— حالانکہ انہیں مکان میں گئے ہوئے کافی دیر ہوگئی ہے۔ اوور"—— جولیا نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر۔ اوور"——؟ صفدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

میرا خیال ہے کہ تم خود وہاں جا کر دیکھو —— میں اس دوران نگرانی کروں گی۔ اوور"—— جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے —— دو چار منٹ اور دیکھ لیتے ہیں—— اس کے بعد میں جاؤں گا۔ اوور"—— صفدر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"—— دوسری طرف سے جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ ایکسٹو کی دوبارہ کال نہ آئی تھی۔ حالانکہ اُسے یقین تھا کہ ایکسٹو نہ صرف انہیں کہیں سے دیکھ رہا تھا بلکہ ان کی بات چیت بھی سُن رہا تھا۔ پھر ایسی مشکل صورت حال میں اس نے ہدایات کیوں نہیں دیں۔ بہرحال اس نے مزید دو چار منٹ انتظار کیا اور پھر دُوربین وہیں رکھ کر ٹرانسمیٹر اس نے جیب میں ڈالا اور تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آگیا جہاں اس

کی کار موجود تھی۔

چند لمحوں بعد اس کی کار فیکٹری کے گیٹ سے نکلی۔ وہاں میجر جمال نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ لیکن صفدر اُسے ہوشیار رہنے کا کہہ کر کار آگے بڑھا لے گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس مکان تک پہنچ گیا جہاں پھاٹک کے پاس ہی تنویر اور اس کے ساتھیوں کی جیپ موجود تھی۔ پھاٹک اسی طرح کھلا ہوا تھا۔ صفدر نے جیب سے ریوالور نکالا اور تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ عمارت کے پورچ میں وہی جیپ کھڑی تھی جو سب سے پہلے اندر داخل ہوئی تھی۔ لیکن عمارت خالی محسوس ہو رہی تھی۔

صفدر اچھل کر برآمدے میں داخل ہوا۔ اور پھر وہ جیسے ہی ایک کمرے میں داخل ہوا تو وہ چونک پڑا۔ فرش پر تنویر۔ نعمانی اور چوہان ٹیڑھے میڑھے انداز میں بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ صفدر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ اُسے کسی گیس کی ہلکی سی بو محسوس ہوئی۔ اس نے سانس روکا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے سامنے پڑے ہوئے تنویر کی نبض چیک کی۔ تنویر بے ہوش تھا۔ باقی دونوں کی بھی یہی حالت تھی۔ اس نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو صفدر کالنگ۔ اوور"—— صفدر نے تیز لہجے میں کہا لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ وہ بار بار فقرے دوہراتا رہا۔ لیکن دوسری طرف سے خاموشی طاری رہی۔ صفدر کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس نے ٹرانسمیٹر بند کر کے جیب میں ڈالا اور پھر اس نے سب سے پہلے تنویر کو اٹھا کر باہر برآمدے میں لا کر لٹایا تاکہ اُسے تازہ ہوا مل سکے۔ اس کے بعد اس نے

نعمانی اور چوہان کو بھی باہر لا کر لٹا دیا۔ اور پھر جلدی سے تنویر کو ہوش میں لانے
کی کوششیں شروع کر دیں۔ اور چند لمحوں بعد ہی تنویر نے آنکھیں کھول دیں
"تنویر کیا ہوا تھا تمہیں ۔۔۔ جلدی بتاؤ" ۔۔۔ صفدر نے اس کے ہوش
میں آتے ہی کہا۔

"اوہ صفدر ۔۔۔ جیسے ہی ہم کمرے میں داخل ہوئے اچانک ایک ہلکا
سا دھماکہ ہوا اور پھر مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہوا" ۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔

"اچھا جلدی سے باقی ساتھیوں کو ہوش میں لا کر واپس پہنچو ۔۔۔ میں
جولیا کا پتہ کرتا ہوں۔ اس کی طرف سے کال کا جواب نہیں آ رہا" ۔۔۔ صفدر
نے کہا اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا وہ پھاٹک سے باہر نکلا اور اپنی جیپ میں بیٹھ
کر اس نے جیپ کو اس مقام کی طرف دوڑا دیا جہاں جولیا موجود تھی یہ فیکٹری
سے ذرا ہٹ کر ایک اونچی عمارت تھی جسے سیمنٹ کے گودام کے طور
پر استعمال کیا جاتا تھا۔

چند لمحوں بعد صفدر وہاں پہنچ گیا۔ اور پھر وہ ایک ایک قدم میں
دو سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر چھت پر پہنچا تو ٹھٹھک کر رک گیا۔ سامنے ہی
چھت پر لیٹی ہوئی جولیا کے سر کی پچھلی جانب ایک گومڑ سا ابھرا ہوا تھا
اور وہ بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھی۔ ساتھ ہی ایک گول پتھر پڑا ہوا تھا
صفدر نے جلدی سے جولیا کو سیدھا کیا۔ اس کی نبض چیک کی اور پھر
اطمینان کا گہرا سانس لیا۔ اس نے وہی پرانی ترکیب جولیا کو ہوش میں لانے
کے لئے آزمائی اور چند لمحوں بعد جولیا ہوش میں آ گئی اور آنکھیں کھول دیں
"کیا ہوا تھا جولیا ۔۔۔ تمہاری طرف سے کال کا جواب نہ ملنے کی وجہ
سے مجھے یہاں آنا پڑا" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اوہ صفدر ۔۔۔ کیا بتاؤں۔ عجیب سی بات ہے۔ سائیں کی آواز سے
کوئی چیز اچانک میری کھوپڑی سے ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی میرے
دماغ پر اندھیرا چھا گیا" ۔۔۔ جولیا نے بے اختیار سر کی پشت پر اپنا ہاتھ
پھیرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ تو یہ پتھر مارا گیا ہے۔ یہ یقیناً کسی بڑی غلیل سے چلایا گیا ہوگا
لیکن کہاں سے" ۔۔۔ صفدر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر
جولیا کے سر اور زخم کی پوزیشن کو دیکھتے ہوئے اس کی نظریں ساتھ ہی
ایک درخت پر جم گئیں جو خاصا اونچا اور گھنا درخت تھا۔ اس کے علاوہ اور
کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں سے ایسی حرکت کی جا سکتی۔

"لیکن یہ چکر کیا ہے ۔۔۔ تمہیں پتھر مارنے کی بجائے گولی بھی ماری
جا سکتی تھی۔ جب کہ تنویر۔ نعمانی اور چوہان کو بھی صرف بے ہوش کیا گیا ہے"
صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ سارا چکر ہماری توجہ ہٹانے کے لئے چلایا گیا
ہے ۔۔۔ مجھے فیکٹری میں چیکنگ کے لئے جانا ہوگا۔ کوئی خاص ہی چکر
ہے" ۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر
دونوں ہی سیڑھیاں اتر کر نیچے جانے لگے۔

بلیک زیرو لیبارٹری کے اندرونی حصے کے ایک چھوٹے سے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر ایک کافی بڑی مشین موجود تھی۔ جس پر دس انچ مربع کی سکرین نصب تھی۔ یہ لیبارٹری کا کمپیوٹر سکیورٹی کنٹرول کا آپریشن روم تھا اور بلیک زیرو نے ایکسٹو کے خاص اختیارات استعمال کرتے ہوئے اپنے مخصوص ایجنٹ کے لئے یہ کمرہ حاصل کیا تھا۔ لیبارٹری کے انچارج کرنل ڈاکٹر شہاب الدین بڑی مشکل سے اس کمرے میں کسی کی موجودگی کے لئے مانے تھے اور وہ بھی صرف ایکسٹو کی وجہ سے۔ کیونکہ لیبارٹری کی کمپیوٹر سکیورٹی کا تمام نظام اسی کمرے سے منسلک تھا۔ گو یہ نظام آٹومیٹک تھا لیکن پھر بھی کوئی ذہین شخص یہاں موجود رہ کر سارے نظام کو آسانی سے تلپٹ کر سکتا تھا۔ لیکن وہ ایکسٹو کی وجہ سے مجبور ہو گئے اور پھر بلیک زیرو ایک خفیہ راستے سے اس کمرے تک پہنچ گیا۔
کرنل شہاب کے علاوہ اور کسی کو اس کی یہاں موجودگی کا علم نہ تھا۔

سامنے میز پر رکھی ہوئی کنٹرولنگ مشین حکومت شوگران کی طرف سے خاص طور پر اس لیبارٹری کی سکیورٹی کے لئے بھیجی گئی تھی۔ اس مشین کے ذریعے لیبارٹری کے ہر اندرونی حصے سے لے کر باہر کے ایک سو گز علاقے کو چاروں طرف سے چیک کیا جا سکتا تھا۔
بلیک زیرو کو معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کہاں کہاں موجود ہیں۔ اس لئے وہ بار بار ناب گھما کر ان کی لوکیشن اور کارکردگی کو چیک کر رہا تھا۔ ویسے اسے معلوم تھا کہ پروفیسر بارکی تک میجر پرمود کسی صورت ...ی نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ یہاں آکر اس نے سکیورٹی کا جو کمپیوٹر نظام دیکھا ...ا وہ بے خطا تھا۔ اسے کسی صورت بھی شکست نہ دی جا سکتی تھی اور اس ...ن کمرے میں اس کے خود موجود ہونے کے بعد تو اندر جانے کی گنجائش ...ی نہ باقی رہی تھی۔ اس لئے وہ دلی طور پر مطمئن تھا۔ ایک بار جب اس نے ...فدر کو چیک کیا تو صفدر سگریٹ سلگا رہا تھا جس پر اس نے ٹرانسمیٹر پر ...صفدر کو ڈانٹ پلا دی تھی۔ کیونکہ ایک تو نگرانی کے وقت سگریٹ پینا بلیک زیرو ...قطہ نظر سے انتہائی غلط تھا اور دوسرا وہ ان لوگوں کو یہ بتا دینا چاہتا تھا ...کہ ایکسٹو ان کی ہر حرکت کی نگرانی کر رہا ہے۔ اس لئے وہ لوگ اور زیادہ ...ہوشیار اور محتاط ہو جائیں گے۔

صفدر سے بات کر کے اس نے رابطہ آف کیا ہی تھا کہ دروازہ کھلا ...ل شہاب الدین اندر داخل ہوئے۔ وہ ادھیڑ عمر کے انتہائی باوقار شخص ...سفید سوٹ میں ان کی شخصیت اور وجاہت دوبالا ہو گئی تھی بلیک زیرو ...اس وقت بطور ایکسٹو وہاں موجود ہونے کی بجائے صرف ایکسٹو کا ایک مخصوص ...تھا۔ اس لئے اسے کرنل شہاب کے استقبال کے لئے اٹھنا پڑا۔

"ارے آپ کنٹرولنگ مشین آن کئے ہوئے ہیں ـــــ ڈونٹ وری یہاں کسی کے داخلے کی کوئی گنجائش نہیں ہے" ـــــ کرنل شہاب الدین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس ویسے ہی ذرا فارغ بیٹھا تھا اس لئے" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ہاتھ بڑھا کر مشین آف کر دی کیونکہ بظاہر وہ اس کی ضرورت نہ تھی اور دوسری بات یہ کہ وہ کرنل شہاب الدین کے سامنے سیکرٹ سروس کے ممبران کی نشاندہی بھی نہ کرنا چاہتا تھا۔

"آپ کا نام ایکسٹو نے نہیں بتایا ـــــ اور نہ ہی آپ نے اپنا تعارف کرایا ہے ـــــ آخر آپ کے صرف کوڈ نمبر ہی تو نہ ہوں گے نام بھی تو آپ کا" ـــــ کرنل شہاب الدین نے ایک طرف رکھی ہوئی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو نے کرنل شہاب کو صرف ایک نمبر تعارف کے طور پر بتایا تھا فرضی نمبر۔ الیون تھرٹی۔ اور کرنل شہاب اسی بات کا تذکرہ کر رہا تھا۔

"میرا نام رضا آفتاب ہے" ـــــ بلیک زیرو نے والستہ ایک فرضی نام بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ اچھا نام ہے ـــ تو رضا آفتاب صاحب! آپ ایکسٹو کے انتہائی خصوصی نمائندہ ہیں ـــ آپ کو تو یقیناً معلوم ہوگا کہ ایکسٹو دراصل کون ہے" ـــــ کرنل شہاب الدین نے بڑے تجسس آمیز لہجے میں پوچھا۔ اس وقت اس کا انداز بالکل اس بچے کی طرح تھا جو کسی پری سے ملاقات کا خواہشمند ہو۔ اور بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ کرنل شہاب اسی تجسس کی بنا پر اس وقت اس کے پاس آئے ہیں۔

"میں نہیں جانتا جناب! ـــ صرف فون پر ہی بات ہوتی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ تو آپ بھی نہیں جانتے ـــــ میرے خیال میں اسے دنیا کا کوئی شخص بھی نہیں جانتا ـــ کمال کی شخصیت ہے ـــــ نجانے اس قدر خفیہ وہ رہ کیسے لیتا ہے" ـــــ کرنل شہاب الدین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کرنل! ـــ معافی چاہتا ہوں ـــ لیکن میں یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آخر آپ کو ایکسٹو کے بارے میں اتنا تجسس کیوں ہے ـــ حالانکہ آپ کا اور ان کا فیلڈ قطعی علیحدہ ہے" ـــــ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اوہ ہاں! ـــ آپ کا سوال بالکل درست ہے ـــ دراصل میں نے شروع میں ملٹری انٹیلی جنس میں نوکری کی تھی لیکن میرا رجحان چونکہ سائنس کی طرف زیادہ تھا اس لئے میں اس نوکری کے ساتھ نباہ نہ کر سکا اور پھر میں اٹامکس کی اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرون ملک چلا گیا۔ اور واپس آ کر لیبارٹری میں سیٹ ہو گیا۔ اور آج اس اہم ترین لیبارٹری کا انچارج ہوں ـــ لیکن آپ جانتے ہیں کہ چور چوری سے جاتا ہے۔ ہیرا پھیری سے نہیں جاتا۔ بس یہی بات میرے ساتھ ہے ـــ ایک بار ڈیفنس لیبارٹری سے ایک اہم فارمولا غائب ہو گیا ـــ ملٹری انٹیلی جنس جب اس کی برآمدگی میں ناکام ہو گئی تو کیس سیکرٹ سروس کو ریفر کیا گیا اور اس طرح پہلی بار ایکسٹو کا نام میرے سامنے آیا ـــ میں اس لیبارٹری کا انچارج تھا۔ پھر ایک انتہائی احمق سا نوجوان ایکسٹو کا نمائندہ بن کر سامنے آیا۔ اس کا نام علی عمران تھا اور وہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا اکلوتا صاحبزادہ ہے۔ سائنس میں ڈاکٹریٹ کر رکھا ہے۔ لیکن ہے قطعی احمق اور لفنگا ـــ میں نے پہلے پہل تو اسے

گھاس نہ ڈالی ـــــ لیکن اس احمق مے انتہائی حیرت انگیز انداز میں وہ فارمولا برآمد کر لیا۔ اس وجہ سے مجھے تجسس ہوا کہ آخر یہ ایکسٹو کون ہے جس نے اس جیسے احمق نوجوان پر اس قدر بھروسہ کیا اور احمق نوجوان واقعی کام کا نکلا ـــــ چنانچہ میں نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح ایکسٹو کی شخصیت سے واقف ہو جاؤں ـــــ لیکن بے انتہا کوشش کے باوجود ناکام رہا ـــــ پھر میں نے اس علی عمران کو ٹٹولنا چاہا۔ وہ شہر کے ایک فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کے ساتھ اچھی خاصی دوستی بھی ہو گئی اور میں نے اپنی طبیعت پر جبر کر کے اس کی احمقانہ حرکتیں بھی برداشت کیں لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا ـــــ آخرکار میں خاموش ہو گیا اور اب جب ایکسٹو سے بات ہوئی اور آپ انتہائی خاص نمائندہ کی حیثیت سے سامنے آئے تو میرا تجسس ایک بار پھر جاگ پڑا۔ میں نے سوچا کہ شاید آپ انہیں جانتے ہوں" ـــــ کرنل شہاب الدین نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ اب وہ کرنل شہاب الدین کو کیا بتاتا کہ جسے ڈھونڈنے کے لیے وہ اتنے عرصے سے بےتاب ہے وہ دونوں سے ہی مل بیٹھا ہے۔ اصل ایکسٹو عمران سے بھی اور اب بلیک ... سے بھی۔

"کرنل! ـــــ آپ خوامخواہ پریشان نہ ہوں ـــــ آپ تو خیر ایسے کیسے ... سکتے ہیں ـــــ انکیمیا اور روسیاہ جیسی سپر پاور آج تک ... بار بار ... لیکن وہ ایکسٹو کو بےنقاب نہ کر سکیں اور نہ ہی ایکسٹو ... " ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر تو میرا تجسس فضول ہے ـــــ بہرحال میں ...

کی دل سے قدر کرتا ہوں ـــــ اچھا آپ کام کریں اور مجھے اجازت دیں" کرنل شہاب الدین نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ بلیک زیرو سے مصافحہ کر کے باہر چلے گئے۔

بلیک زیرو ان کے جانے کے بعد کافی دیر تک ہنستا رہا پھر وہ دوبارہ کنٹرولنگ مشین کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے سب سے پہلے صفدر والا سوئچ آن کیا مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ صفدر اپنی جگہ سے غائب تھا۔ اس کی دوربین وہاں موجود تھی لیکن وہ خود وہاں موجود نہ تھا ... اس نے جلدی سے تنویر، نعمانی اور چوہان کو چیک کیا کیونکہ وہی اس ... رینج میں تھے۔ جولیا تو کافی فاصلے پر ایک مکان کی چھت پر تھی اور ... ان تک اس مشین کی رینج نہ تھی۔

اور پھر بلیک زیرو یہ دیکھ کر ایک بار پھر چونک پڑا کہ سیکورٹی روم میں تنویر، نعمانی اور چوہان کے ساتھ ساتھ صفدر اور جولیا بھی موجود تھے ... کے سر پر سفید رنگ کی پٹی ایسے بندھی ہوئی تھی جیسے اس کا سر ... ہو گیا ہو۔ بلیک زیرو کے دل میں دھڑکنے سے لگ گئے۔ اسے خیال ... ہے کرنل شہاب الدین کے ساتھ گفتگو کے دوران ضرور کوئی ایسی بات ... ہے جس سے وہ بےخبر رہا ہے۔

"مس جولیا! ـــــ آخر ایکسٹو کیوں خاموش رہا ہے ـــــ یہ بات میری ... میں نہیں آئی" ـــــ صفدر نے کہا۔

"اب مجھے کیا معلوم ہو سکتا ہے ـــــ ویسے میرا خیال ہے کہ ہمیں ایکسٹو ... ہماری واردات کی اطلاع دینی چاہیئے" ـــــ جولیا نے جواب دیا۔

"... ایسے اطلاع دیں ـــــ؟" صفدر کے کہنے کے مطابق وہ تو یہاں

قریب ہی موجود ہے۔ پھر وہ فون کیسے اٹنڈ کرے گا۔ اور اس واردات
کی بھی سمجھ نہیں آ رہی۔ ہم تینوں کو لیبارٹری سے نکال کر مکان تک لے
جانا — اور وہاں صرف بیہوش کر دینا — مس جولیا کے سر پر غلیل سے
پتھر مار کر اسے بیہوش کر دینا اور اس کے بعد خاموشی — آخر اس سارے
ڈرامے کا مقصد کیا ہے" — تنویر نے کہا۔
میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ ہمیں اس لیبارٹری سے آؤٹ کرنے
کی غرض سے کیا گیا ہے" — نعمانی نے کہا۔
کیا مطلب" — صفدر، تنویر اور جولیا تینوں نے چونک کر کہا۔
دیکھو! — سوائے مس جولیا کے ہم چاروں یہاں لیبارٹری میں موجو
تھے — صفدر اوپر نگرانی کر رہا تھا اور مس جولیا باہر — اب جس
بھی یہ ڈرامہ کیا ہے پہلی بات تو یہ کہ وہ ہم سب کی سچویشن اچھی طرح جا
تھا حتیٰ کہ صفدر اور جولیا کی سچویشن بھی — اس کے بعد ایک ڈرا
ظاہر ہے صفدر اور جولیا نے ان دو
[illegible] بند ہونے کی وجہ سے چیک کرنا تھا اور یہی ان کا مق
تھا — چنانچہ انہیں چیک کیا گیا اور مس جولیا کے کہنے پر ہم تینو
[illegible] چوہان اور میں لیبارٹری سے نکل کر اس مکان تک گئے
ہمیں کسی زود اثر گیس کی وجہ سے بیہوش کر دیا گیا — اس کے بعد ج
پتہ کرنے صفدر گیا — اس لیبارٹری سے ہم چاروں نکل گئے
جولیا کو بھی بیہوش کر دیا گیا۔ اس طرح وقتی طور پر ہم سب لیبارٹری
سے غافل ہو گئے — اب اس دوران مجرم کیا مقصد حاصل
چاہتے تھے؟ وہ کیوں ہمیں کچھ وقت کے لئے آؤٹ کرنا

تھے — یہ بات البتہ سوچنے کی ہے" — نعمانی نے تفصیل سے
تجزیہ کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کے لئے یہ تجزیہ کافی بہتر ثابت
ہوا کیونکہ صورت حال اس کی سمجھ میں آگئی تھی۔ لیکن نعمانی کی بات بھی
درست تھی۔ مقصد اس کے ذہن میں بھی نہ آ رہا تھا۔
"میرا خیال ہے کہ یقیناً کچھ لوگ میری عدم موجودگی میں لیبارٹری میں
داخل ہوئے ہوں گے — ہمیں اسی لئے وقتی طور پر ہٹایا گیا ہوگا" —
اس بار چوہان نے کہا جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔
"اوہ! — ایسا نہیں ہو سکتا — میجر جمال گیٹ پر موجود تھا اور باقی
سیکورٹی والے بھی — اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو ہمیں ضرور پتہ چل
جاتا" — صفدر نے کہا اور باقیوں نے بھی سر ہلا دیا۔ لیکن بلیک زیرو
کے ذہن میں ایک بات آگئی۔ اب کم از کم وہ اپنی خاموشی کو کسی لائن آف
ایکشن میں بدل سکتا تھا۔ اس نے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع
کر دیئے۔ جلد ہی اس کمرے سے رابطہ قائم ہو گیا جس میں یہ سب
لوگ موجود تھے۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا اور دوسرے لمحے صفدر
کی طرح چونک پڑا۔ بلیک زیرو نے صفدر کے ٹرانسمیٹر کو ہی آن کیا
تھا۔ صفدر نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن
کیا۔

"ایکسٹو۔ اوور" — بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"یس سر! — صفدر بول رہا ہوں سر۔ اوور" — صفدر نے
جواب دیا۔
"تم سب اس کمرے میں اکٹھے بیٹھ کر صرف باتیں ہی کرتے رہو گے

چوہان کی رائے درست ہے ــــ صفدر! تم واپس اپنی جگہ پر جاؤ ــــ جولیا بھی واپس اپنے مقام پر چلی جائے اُسے خالی نہیں چھوڑا جا سکتا۔ البتہ نعمانی اب میجر جمال کی نگرانی کرے گا۔ انتہائی محتاط انداز میں۔ اُسے علم نہ ہو سکے ــــ اوور اینڈ آل" ــــ بلیک زیرو نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔ ظاہر ہے اس کے سوا وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور خاموش ہو رہا۔ اُسے بہرحال اطمینان تھا کہ لیبارٹری محفوظ ہے۔

ابھی اُسے وہاں بیٹھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک دروازہ کھلا اور بلیک زیرو چونک پڑا۔

دروازے پر کرنل شہابُ الدین موجود تھے۔ اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ سمجھتا۔ اچانک کرنل شہاب کا ہاتھ جو اس کی پشت پر تھا سامنے آیا ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کا ریوالور تھا۔ دوسرے لمحے اس عجیب ساخت کے ریوالور سے نارنجی رنگ کا شعلہ نکلا اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ یکلخت اندھا ہو گیا ہو۔ اس نے جلدی سے اٹھنے کی کوشش لیکن پھر اس کا ذہن بھی آنکھوں کی طرح تاریک ہوتا چلا گیا۔

عمران اور ٹائیگر دونوں لیبارٹری کے مشرقی حصے کی طرف پھیلے ہوئے کھیتوں کے درمیان ایک زرعی فارم کی چھت پر موجود تھے رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ عمران اور ٹائیگر دونوں کی آنکھوں سے نائٹ ٹیلی سکوپ لگی ہوئی تھیں اور وہ دونوں مختلف سمتوں میں دیکھ رہے تھے۔ عمران کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا بی۔ الیون ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا اور ساتھ ہی ایک دُور مار رائفل بھی موجود تھی جس پر دُوربین نصب تھی۔

عمران کی نظریں ایک جیپ پر جمی ہوئی تھیں۔ جیپ کی ہیڈ لائٹس بند تھیں اور وہ تیزی سے سڑک کے کنارے دوڑی چلی جا رہی تھی۔ ایک بائی روڈ پر ایک کار دوڑ رہی تھی اور اس کی ہیڈ لائٹس بھی بند تھیں

"عمران صاحب! ــــ صفدر اور جولیا دونوں اس کار اور جیپ کو چیک کر رہے ہیں" ــــ ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے ــــ بس تم دیکھتے جاؤ" ــــ عمران نے سرگوشیانہ

لہجے میں کہا۔

تھوڑی دیر بعد کار بائی روڈ سے ہوتی ہوئی جیپ والے روڈ پر پہنچ گئی۔ جیپ وہاں پہلے سے رکی ہوئی تھی۔ پھر کار کے دروازے کھلے اور اس میں سے دو افراد نکل کر تیزی سے جیپ میں بیٹھ گئے اور کار واپس چلی گئی۔ جب کہ جیپ آگے بڑھ کر ایک مکان کے پھاٹک میں داخل ہو گئی۔

"عمران صاحب!۔۔۔ لیبارٹری کے گیٹ سے ایک جیپ نکل کر اس مکان کی طرف جا رہی ہے۔۔۔ جس میں وہ پہلی جیپ گئی ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا۔ جیپ میں کون ہیں"۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"میں انہیں پہچان نہیں سکتا"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد اسے بھی لیبارٹری سے نکلنے والی جیپ نظر آ گئی۔ جیپ اس مکا کے پاس رک گئی اور پھر اس میں سے تین افراد نکل کر اس مکان کے اند چلے گئے۔ ان کے چلنے کے انداز سے عمران سمجھ گیا کہ وہ سیکرٹ سر کے رکن ہیں تنویر۔ نعمانی اور چوہان۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"عمران صاحب!۔۔۔ صفدر کی کار لیبارٹری کے گیٹ سے نکل جا رہی ہے۔۔۔ میں اس کی کار پہچانتا ہوں"۔۔۔ ٹائیگر نے اس طر کہا جیسے کرکٹ میچ کی کمنٹری کر رہا ہو۔

"ہوں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے صفدر کو بھی کار سے نکل کر مکان کے پھاٹک میں داخل ہوتے

"ارے"۔۔۔ اچانک ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا"۔۔۔؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"عمران صاحب!۔۔۔ جولیا کو ہٹ کیا گیا ہے۔۔۔ کمال ہے۔ اوہ!۔۔۔ انہیں پتھر مارا گیا ہے۔۔۔ ایک شخص کو میں بڑی سی غلیل اٹھائے سامنے والے درخت سے نیچے اترتے دیکھ رہا ہوں"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور عمران نے جلدی سے اپنا رخ موڑ لیا۔ واقعی جس طرف جولیا موجود تھی اس کے سامنے ایک گھنے درخت سے ایک سایہ سا نیچے اتر رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بڑی سی غلیل تھی۔ جب کہ جولیا مکان کی چھت پر بے حس و حرکت پڑی تھی۔

اسی لمحے پاس پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلی اور عمران نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔۔۔ جوانا کالنگ۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے جوانا کی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ عمران اٹنڈنگ۔ اوور"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب!۔۔۔ میں آپ کی ہدایت کے مطابق لیبارٹری کے مشرقی حصے کی طرف ہوں۔۔۔ ابھی ابھی ایک سیاہ رنگ کا لباس پہنے ایک شخص درختوں سے نکل کر لیبارٹری کی طرف گیا ہے۔۔۔ وہ عمارت کے ساتھ جا کر رکا تو عمارت کا ایک حصہ کسی دروازے کی طرح کھل گیا ہے اور وہ شخص اندر چلا گیا ہے۔۔۔ اب دروازہ غائب ہو گیا ہے۔ اوور"۔۔۔ جوانا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تم وہیں رکے رہو۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران

نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ ایک جیپ لیبارٹری کے گیٹ کی طرف بڑھ رہی ہے ۔۔۔ اوہ ہاں! ۔۔۔ وہ لیبارٹری کے گیٹ کے اندر داخل ہو گئی ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"یہ جیپ کہاں سے آئی ہے" ۔۔۔؟ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"معلوم نہیں جناب! ۔۔۔ اچانک ہی نمودار ہوئی ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہوں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ صورت حال خراب ہے۔ سیکرٹ سروس مار کھا گئی ہے" ۔۔۔ عمران نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا اور تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ ٹائیگر! ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ اب وقت بے حد کم رہ گیا ہے"۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

ٹائیگر بھی تیزی سے اٹھا اور اس کے پیچھے ہو لیا۔ ٹرانسمیٹر اور رائفل عمران نے پہلے ہی اٹھا لی تھی۔

چند لمحوں بعد عمران کی کار زرعی فارم سے نکل کر تیزی سے کھیتوں کے درمیان کچی سڑک پر ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھنے لگی ٹائیگر اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

"اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کوئی خاص آدمی لیبارٹری میں پہلے سے موجود ہے ۔۔۔ اسی کی اطلاع پر سیکرٹ سروس کے سارے

آدمیوں کو ہٹایا گیا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ظاہر ہے ۔۔۔ اور یہ غلیل والی بات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صرف سیکرٹ سروس کی توجہ وقتی طور پر ہٹانا چاہتے ہیں ۔۔۔ ورنہ غلیل کی بجائے رائفل بھی استعمال کی جا سکتی تھی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ٹائیگر سر ہلانے لگا۔

عمران کھیتوں کے درمیان کچی سڑک پر کار دوڑاتا ہوا لیبارٹری کے پیچھے سے گھومتا ہوا اس کی مشرقی سمت پہنچ گیا۔ اس نے ایک درخت کی اوٹ میں کار روک دی۔

اسی لمحے درختوں کے ایک ذخیرے کے اندر سے جوزف اور جوانا بھی باہر آ گئے۔ وہ دونوں غیر ملکیوں کے میک اپ میں تھے۔ وہ دونوں عمران کے قریب آ گئے۔

"کونسا حصہ دروازے کے طور پر کھلا تھا" ۔۔۔ عمران نے جوانا سے پوچھا۔ اور جوانا نے عمارت کے ایک کونے کی طرف اشارہ کر دیا۔

"کوئی آدمی اندر بھی نظر آیا تھا" ۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ جھلک سی محسوس ہوئی تھی" ۔۔۔ اس بار جوزف نے جواب دیا۔

"تمہاری کار کہاں ہے" ۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"وہ درختوں کے پیچھے ہے" ۔۔۔ جوانا نے بتایا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تم وہیں رکو ۔۔۔ ہم دونوں پچھلی طرف جاتے ہیں اگر وہی کار دوبارہ یہاں سے نکلے تو تم نے انتہائی احتیاط سے اس کا تعاقب بھی کرنا ہے ۔۔۔ اور مجھے ٹرانسمیٹر پر کال بھی کرنا ہے۔

ہم پچھلی طرف سے نگرانی کریں گے"۔۔۔۔ عمران نے اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر دوبارہ کار میں بیٹھ گیا۔ کار کو بیک کر کے وہ تیزی سے اسی راستے پر واپس مڑ گیا۔

"کیا آپ اندر نہیں جائیں گے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"کیا ضرورت ہے۔۔۔۔ سیکرٹ سروس خود ہی سنبھال لے گی"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا تو ٹائیگر خاموش ہو گیا۔

عمران نے لیبارٹری کے عقب میں کچھ فاصلے پر ایک درخت کے پیچھے کار روک دی اور ٹرانسمیٹر اور دور بین اٹھائے وہ گھنے درخت کے اوپر چڑھتا گیا جبکہ ٹائیگر نے درخت کی اوٹ میں ہی مورچہ سنبھال لیا۔

ٹرانسمیٹر کی سیٹی بجتے ہی میجر پرمود نے جلدی سے پاس پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا سوئچ آن کر دیا۔ پاس کرسی پر بیٹھی ہوئی لیڈی طاہرہ بھی چونک پڑی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔۔۔۔ سی۔ ٹی کالنگ زیرو زیرو نائن۔ اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر کا سوئچ آن ہوتے ہی کیپٹن طارق کی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔۔ زیرو زیرو نائن اٹنڈنگ۔ اوور"۔۔۔۔ پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"زیرو زیرو نائن!۔۔۔۔ میں اور توفیق لیبارٹری کے سکیورٹی سٹاف میں ایڈجسٹ ہو گئے ہیں۔۔۔۔ سکیورٹی انچارج میجر جمال اتفاق سے اپنی رہائش گاہ میں اکیلا مل گیا۔ چنانچہ میں نے اس پر تشدد کر کے اس سے ساری معلومات اگلوا لی ہیں اور اس کی جگہ بھی لے لی۔۔۔۔ اور پھر سکینڈ چیف کو میں نے وہیں بلوا لیا۔ اس کے بعد توفیق نے اس کی جگہ سنبھال لی ہے۔۔۔۔ لیکن وہاں کی صورت حال بے حد سنگین ہے۔

اوور" ــــــ کیپٹن طارق نے کہا۔

"کیا صورت حال ہے ۔ اوور" ــــــ میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میجر جمال سے حاصل کردہ معلومات کے مطابق سیکورٹی کا چارج مکمل طور پر سیکرٹ سروس نے سنبھال لیا ہے ــــــ سیکرٹ سروس کے تین آدمی سیکورٹی روم میں موجود ہیں۔ جب کہ ایک آدمی ایک مینار پر چڑھ کر ٹیلی سکوپ سے نگرانی کر رہا ہے اور ان کی انچارج ایک غیر ملکی عورت ہے جو لیبارٹری سے کچھ فاصلے پر ایک مکان کی چھت پر نگرانی کے لئے موجود ہے ــــ اور سب سے اہم بات یہ کہ کمپیوٹر کنٹرول روم میں بھی سیکرٹ سروس کا ایک خاص نمائندہ موجود ہے۔ اوور" ــــــ کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

"اچھا ــــ لیبارٹری کے اندرونی سیکورٹی نظام کے متعلق کیا معلومات ہیں ۔ اوور" ــــــ پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا اور جواب میں کیپٹن طارق نے کمپیوٹر کنٹرول کے اندرونی نظام کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ ! ــــ اس کا مطلب ہے کہ اگر ہم لیبارٹری کے بیرونی حصے میں داخل ہو جائیں ــــــ تب بھی لیبارٹری کے اندر جانا ناممکن ہے اوور" ــــــ پرمود نے کہا۔

"سر ! ــــ میرے ذہن میں ایک تجویز ہے ــــ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ۔ اوور" ــــــ کیپٹن طارق نے کہا۔

"ہاں بتاؤ ــــ کیا تجویز ہے ۔ اوور" ــــــ پرمود نے چونک کر پوچھا

"سر ! ــــ لیبارٹری کا انچارج کرنل ڈاکٹر شہاب الدین ہے ــــ جو بالکل آپ کے قد و قامت کا ہے ــــــ آپ آسانی سے اس کا میک اپ کر سکتے ہیں ــــــ لیبارٹری کے مشرقی حصے کی طرف سے ایک اور خفیہ راستہ ہے جس کا علم صرف میجر جمال اور کرنل شہاب الدین کو ہی ہے ــــــ اور اتفاق سے میجر جمال اور کرنل شہاب الدین دونوں سگے بھائی ہیں ــــ کرنل شہاب بڑا ہے جب کہ میجر جمال چھوٹا ہے ــــــ اور سیکورٹی پر سیکرٹ سروس کے آ جانے کی وجہ سے میجر جمال بے حد خفا تھا اور اسی طرح کرنل شہاب بھی ــــ میں نے اس خفیہ راستے کے متعلق معلومات حاصل کر لی ہیں ۔ اگر آپ کسی طرح اس راستے کے ذریعے اندر آ جائیں تو میں بحیثیت میجر جمال، کرنل شہاب کو وہاں بلوا سکتا ہوں ــــ اس کے بعد آپ آسانی سے کرنل شہاب کا روپ دھار سکتے ہیں ۔ اس کے بعد پروفیسر بارکی کو وہاں سے اغوا کرنا آسان ہو جائے گا ــــ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لیبارٹری کے اندر ایک مخصوص ہیلی پیڈ بھی بنا ہوا ہے جہاں ایک ہیلی کاپٹر موجود ہے۔ اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے شوگران سے سائنس کا ایسا سامان لایا جاتا ہے جسے سڑک کے ذریعے نہیں لایا جا سکتا ــــــ ہیلی کاپٹر بے حد طاقتور ہے اور لمبی پرواز کے لئے مخصوص ہے ــــــ اگر ہم اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیں تو پروفیسر بارکی کو اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے آسانی سے براہِ راست لیبارٹری سے بلگارنیہ لے جایا جا سکتا ہے ۔ بس اگر مسئلہ ہے تو یہ سیکرٹ سروس کا ہے ــــ پہلے تو میں نے سوچا تھا کہ ان کا خاتمہ کر دیا جائے ــــ لیکن پھر یہ خیال آیا کہ اگر

ذرا بھی فائر کھلا تو لیبارٹری میں ہنگامی حالات ہو جائیں گے ۔ اور ہو سکتا ہے کہ ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے ملٹری ایئر فورس یا ملٹری انٹیلی جنس کا کوئی خاص سلسلہ بنایا گیا ہو ——— اور پھر ہمارے نکلنے سے پہلے ہی وہ لوگ جھپٹ پڑیں۔ لیکن سیکرٹ سروس کی اس انداز کی نگرانی کے دوران کسی بھی طرح کوئی آدمی لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اوور" ——— کیپٹن طارق نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تمہاری تجویز قابلِ عمل ہے ——— رہ گئی سیکرٹ سروس ——— تو اس کی توجہ وقتی طور پر ہٹائی جا سکتی ہے ۔ اوور" ——— پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" وہ کس طرح سر ——— ؟ وہ لوگ تو بے حد چوکنا ہیں۔ اوور" ——— کیپٹن طارق نے کہا اور میجر پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اُسے پلان بتانا شروع کر دیا۔ اس کے ذہن میں ایک نقشہ سا ابھرا تھا اور اس نے اس نقشے پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

" بہت خوب سر! ——— بے حد خوبصورت پلان ہے ——— اس طرح وہ لوگ زیادہ سے زیادہ لیبارٹری کے باہر سر پٹختے رہ جائیں گے ——— لیکن سر! ——— وہ کمپیوٹر روم میں جو آدمی موجود ہے۔ اُس کا خاتمہ بے حد ضروری ہے ——— کیونکہ اُسے ختم کئے بغیر کمپیوٹر نظام کو بند نہیں کیا جا سکتا۔ اوور" ——— کیپٹن طارق نے کہا۔

" خاتمے کی ضرورت نہیں ——— میرے پاس ریز ریوالور ہے جس سے وہ کم از کم دو گھنٹے کے لئے بیہوش ہو جائے گا اور ہم دو گھنٹے

دوران آسانی سے پروفیسر بارکی کو وہاں سے نکال کر لے جائیں گے اس آدمی کو ختم کرنے کی صورت میں ہو سکتا ہے کہ کوئی اور پیچیدگی پیدا ہو جائے اور ہمارے لئے مشکل بن جائے۔ اوور" ——— میجر پرمود نے کہا۔

" ٹھیک ہے سر! ——— جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہو گا ——— پھر اس پلان پر کب عمل کیا جائے گا۔ اوور" ——— کیپٹن طارق نے پلان سے اتفاق کرتے ہوئے پوچھا۔

" رات کا اندھیرا پھیلتے ہی اس پلان پر کام شروع ہو جائے گا۔ میں مشرقی سمت موجود رہوں گا ——— جب کہ میرے باقی تینوں ساتھی ان لوگوں کو بیہوش کر کے لیبارٹری کے پاس پہنچ کر چھپ جائیں گے ——— لیڈی طاہرہ اس غیر ملکی عورت کو بیہوش کر کے سیدھی ان کے ساتھ آ ملے گی ——— اور وہاں سے یہ لوگ لیبارٹری میں داخل ہو جائیں گے ——— تم توفیق کو وہاں کھڑا کر دینا اور خود خفیہ دروازے کی طرف آ جانا ——— توفیق انہیں فوراً اندر پہنچا دے گا اس طرح ہم سب وہاں اکٹھے ہو جائیں گے ——— اس کے بعد کرنل شہاب الدین کی جگہ میں لے لوں گا ——— اور کمپیوٹر روم میں موجود اس آدمی کو بے ہوش کر کے ہم اندر چلے جائیں گے ——— وہاں سے پروفیسر بارکی کو اغوا کر کے ہم سیدھے ہیلی پیڈ پر پہنچیں گے اور وہاں پر موجود طاقتور ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہاں سے نکل جائیں گے ۔ اوور" ——— میجر پرمود نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" او کے سر! ——— یہ ٹھیک رہے گا۔ اوور" ——— کیپٹن طارق

نے پُرمسرت لہجے میں کہا۔

"اور اگر اس پلان میں کسی جگہ کوئی گڑبڑ ہوئی تو پھر ہم طاقت کا مظاہرہ کریں گے ـــــ اور اگر کوئی گڑبڑ نہ ہوئی تو پھر طاقت کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ہر طرح سے محتاط اور ہوشیار رہنا ہے۔ اوور" ـــــ میجر پرمود نے کہا۔

"ایسا ہے سر! ـــــ کہ میں لیبارٹری کی ایک جیپ پہلے ہی لیبارٹری کے گیٹ سے ذرا فاصلے پر درختوں کے ایک جھنڈ میں چھپا دوں گا ـــــ آپ کے آدمی اس جیپ کے ذریعے لیبارٹری کے اندر داخل ہوں گے ـــــ اس طرح لیبارٹری کی جیپ ہونے کی وجہ سے سکیورٹی کا دوسرا سٹاف چوکنا نہ ہوگا ـــــ اگر یہ لوگ پیدل آتے تو باقی سٹاف کو شک گزرے گا اور وہ چوکنا ہو جائے گا۔ اوور" ـــــ کیپٹن طارق نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم لیبارٹری کی جیپ وہاں کھڑی کر دینا۔ میں سب کو ہدایات دے دوں گا کہ وہ وہیں پہنچ جائیں اور جیپ کے ذریعے لیبارٹری میں داخل ہوں ـــــ یہ ساری کارروائی شروع ہونے سے پہلے ہم ایک دوسرے کو کاشن دے دیں گے ـــــ سپیشل زیرو ڈبل ٹرانسمیٹر ہر وقت اپنے ساتھ رکھنا کیونکہ کسی وقت بھی اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اوور اینڈ آل" ـــــ میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے رابطہ ختم کر دیا اور پھر اپنے پلان کے متعلق سوچنے لگا۔ کیونکہ یہ پلان بالکل اس کی فطرت کے خلاف تھا۔

"بڑا عجیب پروگرام بنا ہے میجر! ـــــ آپ کی طبیعت اور فطرت کے بالکل خلاف ـــــ خالص جاسوسی انداز کا پلان" ـــــ لیڈی طاہرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جو ساتھ ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور سارا پلان تفصیل سے سُن چکی تھی۔

"ہاں! ـــــ بعض اوقات حالات کے تحت بھی چلنا پڑتا ہے۔ اس لیبارٹری کی صورت حال ہی ایسی ہے کہ ہم براہ راست اس پر حملہ نہیں کر سکتے" ـــــ میجر پرمود نے کہا۔ اور لیڈی طاہرہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

میجر پرمود نے پاس پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر ایک اور فریکونسی سیٹ کی اور پھر اپنے دیگر آدمیوں سے رابطہ قائم کر کے انہیں تفصیل سے ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔

عمران نے کا خیال تھا کہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی پروفیسر با[illegible]
کو اغوا کر کے سامنے کی بجائے سائیڈ یا عقبی طرف سے ہی نکلیں گ[illegible]
کیونکہ سامنے کے رُخ تو نہ صرف لیبارٹری کا سکیورٹی سٹاف موجود [illegible]
بلکہ سیکرٹ سروس کے ارکان بھی موجود تھے۔

بلیک زیرو بھی لیبارٹری کے اندر موجود تھا۔ اس نے عمران کو بتا[illegible]
تھا کہ اس نے لیبارٹری کے انچارج کرنل شہاب الدین سے بات [illegible]
کے کمپیوٹر کنٹرول روم میں جگہ سنبھال لی ہے۔ اس لئے بھی عمران [illegible]
اس سارے ڈرامے پر زیادہ توجہ نہ دی تھی۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا [illegible]
پرمود اور اس کے ساتھی اوّل تو کسی طرح لیبارٹری کے اندرونی [illegible]
میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ اور اگر ہو بھی جائیں۔ تب بھی بلیک [illegible]
کی وہاں موجودگی کی وجہ سے وہ کسی صورت بھی پروفیسر بارکی کو با[illegible]
نکال سکیں گے۔ ایک آدمی کے خفیہ دروازے سے داخل ہونے

بنا پر اُسے یقین ہو گیا تھا کہ لیبارٹری کے سکیورٹی سٹاف میں سے کسی کو میجر پرمود نے یقیناً اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود لیبارٹری کے اندرونی حصے میں داخلہ ناممکن تھا۔ چنانچہ وہ اپنی جگہ مطمئن تھا۔ اس کے باوجود اس نے دوسری صورت میں بھی پلاننگ کر لی تھی۔

اگر میجر پرمود کسی طرح پروفیسر بارکی کو وہاں سے نکال لاتا ہے تو عمران، ٹائیگر، جوزف اور جوانا ایک غیر ملکی تنظیم کی صورت میں ان پر جھپٹیں گے اور پروفیسر بارکی کو ان سے چھین کر لے جائیں گے۔ میجر پرمود کو ایک فرضی ملک کی نشاندہی کی جائے گی۔ چنانچہ میجر پرمود لازماً پروفیسر بارکی کے پیچھے اس ملک کو روانہ ہو جائے گا اور اُسے وہاں ڈھونڈتا پھرے گا۔ جب کہ عمران پروفیسر بارکی کو دوبارہ خفیہ طور پر لیبارٹری پہنچا دے گا۔ اس طرح وہ میجر پرمود کو مکمل ڈاج دینا چاہتا تھا تاکہ فارمولا مکمل ہونے تک میجر پرمود کی توجہ پاکیشیا کی طرف سے ہٹا دی جائے۔

یہی وجہ تھی کہ عمران نے سیکرٹ سروس کو بلیک زیرو کی نگرانی میں رکھ کر خود علیحدہ گروپ بنا لیا تھا۔ اور اگر میجر پرمود ناکام ہو جاتا ہے تو پھر عمران غیر ملکی گروپ کی صورت میں اس سے ٹکرائے گا اور اُسے یہ باور کرائے گا کہ وہ بھی پروفیسر بارکی کو اغوا کرنے آیا ہے اور اس کے بعد پروفیسر بارکی کے اغوا کا ڈرامہ رچایا جائے گا اور کیپٹن شکیل کو پروفیسر بارکی کے میک اپ میں میجر پرمود کے سامنے لایا جائے گا اور پھر وہ میجر پرمود کو اپنے پیچھے لگا کر ملک سے باہر نکل جائے گا۔ اور

وہاں پہنچ کر وہ سب اپنا میک اپ ختم کر کے واپس پاکیشیا آجائیں گے اس طرح میجر پرمود وہیں سر پٹختا رہ جائے گا اور یہاں پروفیسر بارکی اطمینان سے کام کرتا رہے گا۔

عمران نے جان بوجھ کر یہ سارا پلان بنایا تھا کیونکہ اُسے میجر پرمود کی صلاحیتوں کا پوری طرح علم تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اوّل تو میجر پرمود کو ختم کرنا مشکل ہوگا۔ وہ بے حد تیز طرار ایجنٹ ہے اور اگر اُسے ختم بھی کر دیا جاتے تو پھر بلگارنیہ کا کوئی اور ڈی ایجنٹ میدانِ عمل میں آجائے گا ______ اور اگر پرمود کو ختم نہ کیا جا سکا تو پھر لازماً وہ بھوت کی طرح پروفیسر بارکی کے پیچھے پڑا رہے گا۔ اس لیے اس نے اس قسم کا پلان بنایا تھا کہ دونوں صورتوں میں ہی میجر پرمود کو ڈاج دے کر اس کی توجہ پاکیشیا سے ہٹا دی جائے۔ بعد میں جب میجر پرمود کو اصل صورت حال کا علم ہوگا تو ظاہر ہے سوائے سر پٹخنے کے اس کے پاس اور کوئی چارہ نہ رہے گا۔

درخت پر چڑھتے ہوئے جب عمران کو کچھ دیر ہوگئی تو اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی سیٹ کی اور بٹن دبا دیا۔ یہ بلیک زیرو کی مخصوص فریکوئنسی تھی۔ وہ بلیک زیرو سے لیبارٹری کی اندرونی صورت حال کے متعلق تازہ ترین رپورٹ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب بار بار کال کرنے کے باوجود بلیک زیرو کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو عمران کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی۔

بلیک زیرو کی طرف سے جواب نہ ملنے کا مطلب تھا کہ اندرونی طور پر کوئی شدید گڑبڑ ہو چکی ہے۔ لیکن کیسی گڑبڑ ______؟ یہ بات

اس کے شعور میں نہ آرہی تھی۔

اس نے کافی دیر تک کال کرنے کے بعد ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ یہ صورت حال بالکل نئی تھی اور وہ ابھی اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک فیکٹری کی عمارت کے عقبی طرف گڑگڑاہٹ کی تیز آواز سنائی دی۔ وہ چونک کر اس طرف متوجہ ہوا تھا کہ اس نے زمین کے ایک حصے کو کسی ڈھکن کی طرح کھلتے ہوئے دیکھا اور دوسرے لمحے ایک کافی بڑا ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے کھلے حصے سے نکل کر اوپر اٹھتا نظر آیا۔

ہیلی کاپٹر کے باہر آتے ہی کھلے حصے کے اندر سے اُسے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے ہیلی کاپٹر کو روکنے کے لئے فائرنگ کی جا رہی ہو۔ یا پھر اندر کوئی سخت لڑائی ہو رہی ہو۔

عمران نے تیزی سے ساتھ ہی ایک شاخ میں لٹکی ہوئی دور مار رائفل کھینچی اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر کچھ اونچا ہوا۔ اس نے رائفل کا رُخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور رائفل سے نکلنے والی گولی سیدھی ہیلی کاپٹر کے پٹرول ٹینک میں گھستی چلی گئی۔ عمران نے دوسرا فائر کیا اور ہیلی کاپٹر فضا میں بُری طرح ڈولا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے زمین کی طرف گرنے لگا۔ یوں لگتا تھا جیسے ہیلی کاپٹر زمین سے ٹکرا کر تباہ ہو جائے گا۔ لیکن زمین کے قریب پہنچتے ہی ہیلی کاپٹر ایک بار پھر سنبھلا اور ایک بار پھر تیزی سے نہ صرف اوپر کو اٹھا۔ بلکہ آگے کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران نے تیسرا فائر کیا اور اس بار گولی ہیلی کاپٹر کی پچھلی دُم پر لگے

ہوئے چھوٹے پنکھے پر لگی۔ اور ہیلی کاپٹر نے ایک زوردار جھٹکا کھایا اور دوسرے لمحے اس کا اگلا حصہ تیزی سے نیچے کی طرف جھکا اور ہیلی کاپٹر سنبھل نہ سکا اور وہ سیدھا کھیتوں میں موجود فصل کے اندر گرتا چلا گیا۔

عمران نے بجلی کی سی تیزی سے درخت سے نیچے چھلانگ لگائی اور اپنی کار کی طرف دوڑا۔ ٹائیگر بھی اچھل کر کار میں بیٹھا اور عمران نے پوری رفتار سے کار کو اس جگہ کی طرف دوڑا دیا جدھر ہیلی کاپٹر گرا تھا۔

اسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ کھیتوں کی طرف سے سنائی دیا۔ اور پھر اس طرح آگ کے شعلے فضا میں بلند ہونے لگے جیسے اچانک کوئی سویا ہوا آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔ اور آگ کے شعلے آسمان تک بلند ہوتے جا رہے تھے۔

بلیک زیرو کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ پہلے چند سیکنڈ تو اس کے ذہن میں ہلکا ہلکا اندھیرا سا چھایا رہا۔ مگر پھر جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا۔ وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ فرش پر پڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی اُسے ایک اور احساس ہوا اور وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کمپیوٹر کنٹرولنگ نظام بند تھا۔ اس کی مشین سے نکلنے والی مخصوص آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ اور اس کی آواز کی عدم موجودگی نے اُسے چونکا دیا تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے کنٹرولنگ مشین کی طرف جھپٹا تاکہ اُسے چالو کرے۔ مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک گیا۔ کیونکہ مشین گولیوں سے چھلنی ہو چکی تھی۔ اس کو بُری طرح توڑ پھوڑ دیا گیا تھا۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

بلیک زیرو اچھل کر دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے پنڈلی سے بندھا ہوا مخصوص ساخت کا ریوالور کھینچ لیا ۔ اور پھر دوڑتا ہوا وہ

راہداری میں پہنچ گیا۔

اس راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوتا تھا۔ جس کے بعد لیبارٹری کا اندرونی حصہ آجاتا تھا۔ جہاں سائنسدان کام کرتے تھے۔

بلیک زیرو جب وہاں پہنچا تو دروازہ چوپٹ کھلا ہوا تھا۔ دروازہ کراس کرتا ہوا جب وہ اندرونی حصے میں پہنچا تو اس نے وہاں شوگران کے دو سائنسدانوں کو اوندھے منہ فرش پر پڑے ہوئے دیکھا۔ ان کے گرد خون پھیلا ہوا تھا۔

اسی لمحے اسے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھا۔ مختلف کمروں کو کراس کرتا ہوا وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں پہنچا تو اس نے وہاں سات افراد کو ایک کمرے سے نکل کر راہداری کے آخری حصے کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے سب سے آگے جانے والے کے کاندھے پر ایک بوڑھا آدمی لدا ہوا تھا۔ وہ بیہوش تھا۔

بلیک زیرو نے جلدی سے ریوالور سیدھا کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائر کھول دیا۔ زوردار دھماکوں کے ساتھ ہی دو چیخیں بلند ہوئیں اور سب سے آخر میں دوڑنے والے دو افراد چیختے ہوئے زمین پر گرے اسی لمحے ایک آدمی نے پلٹ کر بلیک زیرو پر فائر کیا اور بلیک زیرو نے بڑی مشکل سے ایک ستون کی آڑ لے کر اپنے آپ کو بچایا۔ لیکن فائر کرنے والا اور اس کے دو ساتھی بجلی کی سی تیزی سے راہداری کے دوسری طرف غائب ہو گئے۔

بلیک زیرو نے ایک لمحے توقف کیا اور پھر وہ اچھل کر ستون کی

آڑ سے نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا راہداری کے آخری سرے پر موجود دروازے کی طرف بھاگا۔ وہ تینوں اسی دروازے سے ہی غائب ہوئے تھے۔ جب کہ ہٹ ہو جانے والے دونوں افراد دروازے کے قریب ہی فرش پر مردہ پڑے ہوئے تھے۔

بلیک زیرو ایک لمحے کے لئے دروازے کے قریب رکا اور پھر اچھل کر دروازے کے پار پہنچا ہی تھا کہ اس پر مشین گن کی گولیوں کی بارش سی ہوئی۔ بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے منہ کے بل زمین پر گرا۔ یہ کھلی جگہ تھی اور وہاں کچھ فاصلے پر ایک چھوٹا سا ہیلی پیڈ بنا ہوا تھا۔ اور اس ہیلی پیڈ پر دو پنکھوں والا ایک بڑا سا ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔ بلیک زیرو پر فائرنگ ہیلی کاپٹر کی سائیڈ سے ہوئی تھی۔

بلیک زیرو نیچے گرتے ہی تیزی سے رینگتا ہوا ایک ڈرم کی اوٹ میں ہو گیا۔ اسی لمحے ایک زوردار گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی چھت درمیان سے ہٹتی چلی گئی۔ اسی لمحے بلیک زیرو نے ایک آدمی کو ایک سائیڈ سے نکل کر دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف جاتے دیکھا۔ بلیک زیرو پر ہیلی کاپٹر کی طرف سے مسلسل گولیوں کی بارش ہو رہی تھی۔ اس لئے وہ ہاتھ تک ڈرم کی اوٹ سے باہر نہ نکال سکتا تھا اس لئے دوڑنے والا نہ صرف بخیریت ہیلی کاپٹر تک پہنچ گیا بلکہ وہ اچھل کر ہیلی کاپٹر پر چڑھ بھی گیا۔ اس کے ساتھ ہی فائرنگ بند ہو گئی اور پھر ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا۔ بلیک زیرو نے ہیلی کاپٹر پر فائر کھولا۔ لیکن ہیلی کاپٹر بجلی کی سی تیزی سے اوپر کو اٹھتا گیا اور بلیک زیرو کے مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیاں اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں۔

پلک جھپکنے میں ہیلی کاپٹر چھت کے خالی حصے سے باہر نکل گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی چھت ایک بار پھر گڑگڑاہٹ کے ساتھ بند ہو گئی۔ بلیک زیرو اچھل کر ڈرم کی اوٹ سے نکلا اور اس نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ اور اس کا بٹن دبا کر اس نے چیخنا شروع کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ ایکسٹو کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ تو مخصوص تھا لیکن اس میں بے پناہ سختی تھی۔

"یس سر ۔۔۔ صفدر اٹنڈنگ۔ اوور" ۔۔۔ دوسرے لمحے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"صفدر ۔۔۔ مجرم پروفیسر بارکی کو اغوا کر کے ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے لیبارٹری کے عقب سے نکلے ہیں ۔۔۔ ہیلی کاپٹر کا پیچھا کرو۔ اور اسے ہر صورت میں ہٹ کر دو ۔۔۔ فوراً حرکت میں آجاؤ۔ فوراً۔ اوور اینڈ آل"۔ بلیک زیرو نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے واپس لیبارٹری کی طرف لپکا۔ لیبارٹری کا حلیہ ہی بگڑا ہوا تھا۔ وہاں موجود سائنسدان اور معاون عملہ گولیوں سے چھلنی ہوا پڑا تھا۔ چند کو سر پر ضربیں لگا کر بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ بلیک زیرو کے ذہن میں دھماکے سے اٹھ رہے تھے۔ اس کی اور سیکرٹ سروس کی بطور سیکیورٹی وہاں موجودگی کے باوجود نہ صرف میجر پرمود پروفیسر بارکی کو اغوا کر کے لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا بلکہ لیبارٹری بھی تباہ ہو چکی تھی۔ اور سائنسدانوں کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ عمران کو کیا منہ دکھائے گا۔ اس بار عمران نے اُسے انچارج بنایا تھا اور اس کے انچارج ہونے

کا نتیجہ یہ نکلا تھا۔

وہ ہونٹ کاٹتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ہے اب اس کے سوا وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ اس نے صفدر کو ہیلی کاپٹر کا پیچھا کرنے کا کہہ تو دیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے صفدر اور اس کے ساتھی جب تک اس کے پیچھے جانے کے لئے جیپیں اور کاریں سنبھالتے۔ ہیلی کاپٹر نجانے کہاں تک پہنچ چکا ہو گا۔

بلیک زیرو کے پاس وسیع حلقہ عمل کا ٹرانسمیٹر بھی موجود نہ تھا جس کے ذریعے وہ یہاں سے ایئر فورس کو مطلع کر سکتا۔ تاکہ ہیلی کاپٹر کو گھیرا جا سکتا۔ اس کے پاس بی الیون ٹرانسمیٹر تھا اور یہ محدود حلقہ عمل کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اور ایسی صورت میں ظاہر ہے شرمندگی اور ناکامی ہی اس کا مقدر بن چکی تھی۔

"میجر! — اگر آپ اس آدمی کو ختم کر دیتے تو زیادہ بہتر تھا۔ یہ کسی بھی وقت ہوش میں آکر مسئلہ پیدا کر سکتا ہے" — کیپٹن طارق نے دروازے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

میجر پرمود اس وقت کرنل شہاب کے رُوپ میں تھا اور اس کی پلاننگ بے حد کامیاب رہی تھی۔ اور وہ باہر نگرانی کرنے والی سیکرٹ سروس کو وقتی طور پر بیہوش کر کے لیبارٹری کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ توفیق باہر گیٹ پر رہا تھا اور اس کے ساتھی لیڈی طاہرہ کے ساتھ لیبارٹری کی جیپ پر بڑے گیٹ سے اندر داخل ہوئے اور توفیق انہیں سیدھا کرش ہال تک لے آیا۔ کرش ہال لیبارٹری کا وہ حصہ تھا جہاں سے اندر کمپیوٹر کنٹرول شروع ہوتا تھا۔ لیکن باہر موجود سیمنٹ فیکٹری سے یہ یکسر علیحدہ تھا۔ اور اس کا راستہ بھی خفیہ تھا جو کیپٹن طارق نے میجر جمال اور سیکنڈ چیف سے اگلوایا تھا۔ اسی طرح

ٹھیک اسی وقت میجر پرمود بھی خفیہ راستے سے کرش ہال تک پہنچ چکا تھا۔ اُسے مشرقی حصے کی طرف سے خفیہ دروازے سے کیپٹن طارق اندر لے آیا تھا۔ اس کے بعد میجر جمال نے کرنل شہاب کو ایک ضروری بات کے لئے کرش ہال میں بلوایا۔

کرنل شہاب جیسے ہی کمپیوٹر کنٹرول روم سے نکل کر لیبارٹری میں گئے انہیں میجر جمال کا پیغام مل گیا۔ میجر جمال چونکہ ان کا چھوٹا بھائی تھا اس لئے وہ بے دھڑک کرش ہال میں آگئے اور یہاں آتے ہی میجر پرمود نے ان پر حملہ کر کے انہیں بے ہوش کر دیا اور اس کے بعد ان کا لباس اور میک اپ تبدیل کرنے میں اُسے زیادہ دیر نہ لگی۔ پھر وہاں سے میجر پرمود اور کیپٹن طارق کمپیوٹر کنٹرول رُوم میں پہنچے جہاں بلیک زیرو موجود تھا۔

میجر پرمود نے خصوصی ریز پسٹل سے بلیک زیرو کو بیہوش کیا اور اس کے بعد دوسرے ریوالور سے فائرنگ کر کے اس نے کمپیوٹر کنٹرول مشین کو مکمل طور پر توڑ پھوڑ دیا تاکہ لیبارٹری کے اندر جانے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو سکے۔

"تم نہیں سمجھتے کیپٹن! — بعض اوقات قتل نقصان دہ ہوتا ہے۔ ایک مشن میں جب میں نے ایک جاسوس کو قتل کیا تو اس کے مرتے ہی میں بُری طرح پھنس گیا — بڑی مشکل سے میں نے جان بچائی۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس جاسوس کے جسم میں ایک ایسا آلہ فٹ تھا جو کہ اس جاسوس کے مرتے ہی خود بخود حرکت میں آجاتا تھا۔ اور ہیڈ کوارٹر کو مکمل نشاندہی کر دیتا تھا۔ تب سے میں جاسوس کو قتل کرنے کی بجائے انہیں

بیہوش کر دینا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں ـــــ ہاں! مجبوری کی بات الگ ہے اور اس ریز کے اثر یہ آدمی دو گھنٹوں سے پہلے کسی صورت بھی ہوش میں نہ آ سکے گا ـــــ اور دو گھنٹے ہمارے لئے بہت زیادہ ہیں۔ اب اندر چلو ـــــ اندرونی نقشہ تو تمہارے پاس ہو گا" ـــــ میجر پرمود نے راہداری میں چلتے ہوئے کیپٹن طارق کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ توفیق لیڈی طاہرہ اور تین مسلح افراد ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ ان سب کے پاس مخصوص قسم کے ریوالور تھے۔

"ہاں میجر! ـــــ یہ دیکھو ـــــ یہ نقشہ میجر جمال کے کاغذات میں سے ملا تھا" ـــــ کیپٹن طارق نے جیب سے ایک نقشہ نکالتے ہوئے کہا۔ اور پرمود اُسے غور سے دیکھنے لگا۔

"یہ وہ کمرہ ہے ـــــ جہاں پروفیسر بارکی ہو گا ـــــ اور یہ ہیلی پیڈ ہے جہاں ہیلی کاپٹر موجود ہو گا" ـــــ کیپٹن طارق نے نقشے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ ہم دونوں ان دو کمروں سے ہو کر سیدھے پروفیسر بارکی کے پاس پہنچیں گے ـــــ اور توفیق اور لیڈی طاہرہ ان کمروں اور راہداریوں سے گزر کر یہاں ہمارے ساتھ آملیں گے۔ سائنسدانوں کے سلسلے میں کسی رعایت کی ضرورت نہیں ـــــ جتنے سائنسدان ہم ختم کر سکیں گے اتنا ہی ملگارنیہ کو فائدہ ہو گا۔ اس لئے راستے میں جو بھی سائنسدان آئے اس کا خاتمہ کر دینا ـــــ پوری لیبارٹری میں کوئی بھی سائنسدان یا اس کا عملہ زندہ نہ رہے۔ اُسے مار دینا یا بیہوش کر دینا۔ تاکہ فوری طور پر وہ کوئی ہنگامی رکاوٹ پیدا نہ کر سکے اور نہ کسی اور جگہ

اطلاع کر سکے" ـــــ میجر پرمود نے کرخت لہجے میں سب کو سمجھاتے ہوئے کہا اور اس کے بعد وہ سب تیزی سے راہداری کے اختتام پر موجود دروازے کو کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ اس کے بعد تو لیبارٹری میں جیسے بھونچال آ گیا۔

میجر پرمود اور کیپٹن طارق بجلی کی سی تیزی سے ایک کمرے میں داخل ہوئے جہاں چار سائنسدان مشینوں کے سامنے بیٹھے کام میں مصروف تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ صورت حال کو سمجھتے، گولیوں نے انہیں چھلنی کر دیا۔ اور وہ دونوں بھاگتے ہوئے دوسرے کمرے میں پہنچے۔ یہاں ایک معاون نے اچانک کیپٹن طارق پر حملہ کر دیا۔ لیکن کیپٹن طارق نے بجلی کی سی تیزی سے اُسے ایک طرف اچھالا اور پرمود کے ریوالور نے اُسے فرش سے نہ اٹھنے دیا۔ دو افراد کو پہلے ہی میجر پرمود ختم کر چکا تھا۔ چونکہ یہاں کا ہر کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے دوسرے کمروں تک دھماکوں اور چیخوں کی آوازیں نہ پہنچ سکیں۔ اس کے بعد وہ بڑا اور خاص کمرہ آتا تھا جس میں اس فارمولے کو تیار کیا جا رہا تھا۔ جس کی وجہ سے میجر پرمود نے اس لیبارٹری پہ حملہ کیا تھا۔

کمرے کا دروازہ بند تھا۔ لیکن چونکہ کمپیوٹر کنٹرول روم ختم ہو چکا تھا اس لئے جیسے ہی میجر پرمود نے دروازے کو دبایا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا میجر پرمود کیپٹن طارق کو وہیں رکنے کا اشارہ کر کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کمرے میں شوگران کے چار اور پاکیشیا کے تین سائنسدان کام میں بری طرح منہمک تھے۔ ایک بڑی سی مشین کے پاس پروفیسر بارکی

بیٹھا ہوا انہیں ہدایات دے رہا تھا۔

جیسے ہی میجر پرمود اندر داخل ہوا۔ سب سائنسدانوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"کرنل ! — دروازے کے کھلنے پر مخصوص بلب نہیں جلا — کیا بات ہے" — ؟ شوگران کے ایک بوڑھے سائنسدان نے چونک کر میجر پرمود سے پوچھا۔

"ارے ہاں واقعی کرنل" — پروفیسر بارکی نے بھی چونک کر کہا۔

"سیکرٹ سروس کے حکم پر ایسا کیا گیا ہے — آپ لوگ گھبرائیے نہیں بس کام کرتے رہیں" — میجر پرمود نے کرنل شہاب کے لہجے میں کہا اور قدم بڑھاتا سیدھا پروفیسر بارکی کے پاس پہنچ گیا پھر اس سے پہلے کہ کوئی سنبھلتا میجر پرمود کا ہاتھ فضا میں اٹھا اور پروفیسر بارکی کے سر پر ریوالور کا دستہ پوری قوت سے پڑا۔ پروفیسر بارکی چیخ مار کر پہلو کے بل کرسی سے نیچے گرا۔

"یہ — یہ کیا" — سارے سائنسدان ایک جھٹکے سے کھڑے ہوئے ہی تھے کہ میجر پرمود کے ہاتھ میں موجود ریوالور نے گولیاں اگلنا شروع کر دیں اور دیکھتے ہی دیکھتے چھ افراد ڈھیر ہو گئے۔

"آجاؤ کیپٹن" — میجر پرمود نے چیخ کر کہا اور اسی لمحے دروازہ کھول کر نہ صرف کیپٹن طارق اندر آیا۔ بلکہ لیڈی طاہرہ، توفیق اور باقی ساتھی بھی اندر آ گئے۔

"ساری لیبارٹری صاف ہو چکی ہے میجر ! — میں نے ہیلی پیڈ کی سائیڈیں بھی صاف کر دی ہیں — وہاں چار مسلح افراد اور ایک

پائلٹ تھا — میں نے ان کا خاتمہ کر دیا ہے اور میں نے چھت کے کھلنے کا سسٹم بھی چیک کر لیا ہے" — توفیق نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے — چلو کیپٹن ! — پروفیسر بارکی کو اٹھاؤ — میں اس دوران یہاں کی تلاشی لے لوں۔ شاید کوئی کام کی چیز مل جائے" — میجر پرمود نے کہا اور پھر اس نے جلدی جلدی میزوں کی درازیں کھول کھول کر چیک کرنا شروع کر دیں اس دوران کیپٹن طارق نے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے پروفیسر بارکی کو اٹھا کر کندھے پر لادا اور پھر وہ توفیق کی رہنمائی میں ہیلی پیڈ کی طرف بڑھے۔

اسی لمحے میجر پرمود کو دور ایک کھٹکے کی آواز سنائی دی اور میجر پرمود چونک پڑا۔

"چلو جلدی کرو — فوراً یہاں سے نکلو — کسی بھی لمحے کوئی بھی گڑبڑ ہو سکتی ہے" — میجر پرمود نے کہا اور وہ سب تیزی سے ایک راہداری میں سے ہو کر ہیلی پیڈ کی طرف بڑھنے لگے۔ توفیق چھت کھولنے کے لئے پہلے ہی آگے جا چکا تھا۔

پھر جیسے ہی وہ ہیلی پیڈ کے حصے میں پہنچنے کے لئے راہداری کے آخری دروازے پر پہنچے، اچانک ان کے عقب میں دھماکے ہوئے اور آخر میں چلنے والے دو افراد چیختے ہوئے زمین پر گر پڑے۔ میجر پرمود نے پلٹ کر فائر کھول دیا۔ اور پھر باقی ماندہ افراد اچھل کر دروازہ کراس کر گئے۔ پرمود مسلسل فائر کر رہا تھا۔

"بھاگو — ہیلی کاپٹر میں پہنچو — جلدی" — میجر پرمود نے چیخ

کر کہا اور وہ سب بے تحاشا دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچے۔
میجر پرمود بھی دروازے میں فائرنگ کر کے دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچا اور اچھل کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

کیپٹن طارق سائیڈ کی سیٹ پر بیٹھا باہر کو جھکا ہوا تھا۔ اسی لمحے اُسے راہداری کے دروازے پر ایک سایہ سا نظر آیا تو اس نے فائر کھول دیا۔ اس کے ہاتھ میں ہلکی مشین گن تھی۔ وہ مسلسل اس دروازے پر اور اس کے اردگرد فائر کئے جا رہا تھا۔

اُسی لمحے گڑگڑاہٹ کی تیز آواز سے چھت درمیان سے کھلی اور توفیق دوسری سائیڈ سے دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف آیا۔ کیپٹن طارق جانتا تھا کہ اگر اس نے ایک لمحے کے لئے بھی فائر بند کیا تو توفیق ہٹ ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے فائر مسلسل جاری رکھا۔

توفیق صحیح سلامت ہیلی کاپٹر تک پہنچ گیا۔ اسی لمحے میجر پرمود نے ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکے سے بلند کیا اور توفیق بمشکل اوپر چڑھ سکا۔

ہیلی کاپٹر خاصی تیز رفتاری سے اوپر کو اٹھتا ہوا کھلی چھت سے باہر نکل آیا۔ اور اس کے ساتھ ہی نیچے چھت بند ہو گئی۔ ہیلی کاپٹر پر نیچے سے فائر کی آواز سنائی دی۔ لیکن یہ ریوالور کی آواز تھی اور میجر پرمود جانتا تھا کہ تیز رفتار ہیلی کاپٹر پر ریوالور کی گولیاں کوئی اثر نہ کر سکتی تھیں چنانچہ جیسے ہی ہیلی کاپٹر کے نیچے چھت بند ہوئی پرمود نے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ کامیاب ہو چکا تھا۔

"یہ کون ہو سکتا ہے ۔۔۔ شاید تم کسی کو نظر انداز کر گئے ہو ۔۔۔" میجر پرمود نے توفیق کی طرف مڑتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں باس ۔۔۔ ہم نے تو پوری تسلی کر لی تھی" ۔۔۔ توفیق نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ یہ وہی سیکرٹ سروس کا آدمی ہو جسے آپ نے بیہوش کیا تھا" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ۔۔۔ وہ ریز فائر کی وجہ سے دو گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا" ۔۔۔ پرمود نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

لیکن اسی لمحے دور سے ایک زوردار دھماکے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اور ڈیش بورڈ پر ایک سرخ بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"اوہ ۔۔۔ پٹرول ٹینک ہٹ ہو گیا ہے" ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا اور جلدی سے ہیلی کاپٹر کو سنبھالنے لگا۔

لیکن دوسرے لمحے ایک اور دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کو پہلے سے بھی زیادہ زوردار جھٹکا لگا اور اس کا توازن بری طرح بگڑ گیا وہ سب ایک دوسرے سے بری طرح ٹکرا کر ہیلی کاپٹر کے فرش پر گر گئے۔

ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے نیچے گرنے لگا۔ پرمود کو ایک لمحے کے لئے ایسے لگا کہ جیسے ہیلی کاپٹر زمین سے ٹکرا کر تباہ ہو جائے گا۔

میجر پرمود نے ایک لیور کو زور سے کھینچا تو ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھا۔ اس کی رفتار یکلخت بے حد تیز ہو گئی تھی۔ میجر پرمود کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ ہیلی کاپٹر کو اس حالت میں بھی کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ پٹرول ٹینک میں سوراخ ہو چکا تھا اور تیل لیک کر رہا ہو گا۔ لیکن یہی غنیمت تھا کہ

ہیلی کاپٹر کو آگ نہ لگی تھی۔ لیکن کی اُسے پرواہ نہ تھی کیونکہ جب تک
پورا تیل لیک نہ ہو اس وقت تک وہ ہیلی کاپٹر کو بلگاریہ کی سرحد
تک لے جا سکتا تھا۔ ایسے ہیلی کاپٹرز کا اُسے علم تھا کہ ان کی ٹینکیاں
ہر وقت فل رکھی جاتی تھیں
کافی اونچا اٹھا کر اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے آگے بڑھایا اس
کے دوسرے ساتھی اب سنبھل گئے تھے کہ اسی لمحے دُور سے ایک اور
دھماکہ ہوا اور اس بار ہیلی کاپٹر کا توازن یکلخت بگڑ گیا۔

"نیچے چھلانگیں لگاؤ ——— پروفیسر کو بھی دھکیل دو ——— جلدی کرو"۔
میجر پرمود نے چیخ کر کہا۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری
سے الٹا ہو کر نیچے کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی میجر پرمود
نے چھلانگ لگا دی۔

اسی لمحے باقی ساتھی بھی نیچے چھلانگیں لگا گئے۔ اور جیسے ہی پرمود
کے قدم زمین سے لگے اس نے قلابازی کھائی اور پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔
پیرا ٹروپنگ کے مخصوص انداز کی وجہ سے اُسے چوٹ نہ لگی تھی۔ ویسے
بھی جس وقت انہوں نے چھلانگیں لگائی تھیں۔ ہیلی کاپٹر کی بلندی زیادہ
نہ تھی۔ اور پھر جس جگہ وہ گرے تھے وہاں اونچی فصل اور نرم زمین
تھی۔ ہیلی کاپٹر کچھ دُور آگے جا کر کھیتوں کے درمیان جا گرا اور پھر ایک
خوفناک اور دل ہلا دینے والا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی آگ کے
شعلے آسمان تک بلند ہونے لگے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی سویا
ہوا آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔

"میجر ——— میجر" ——— اچانک اُسے قریب سے چیختی ہوئی آواز

سنائی دی۔ یہ کیپٹن طارق کی آواز تھی۔

"میں ادھر ہوں ——— جلدی کرو ——— جو زندہ ہو یہاں آجائے۔
جلدی فوراً" ——— میجر پرمود نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے دوڑتے
ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور کیپٹن طارق سب سے پہلے
اس کے قریب پہنچا۔ اس نے کاندھے پر پروفیسر بارکی کو اٹھایا ہوا تھا۔
پھر لیڈی طاہرہ اور توفیق بھی پہنچ گئے۔ البتہ ایک آدمی غائب تھا۔

"وہ مر گیا ہے ——— وہ میرے ساتھ ہی گرا تھا سر کے بل ——— اس
کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے ——— میں نے اسے چیک کیا تھا"۔
لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"چھوڑو اسے ——— یہ بتاؤ کہ پروفیسر بارکی زندہ ہے یا مر گیا" ——— ؟
میجر پرمود نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"زندہ ہے میجر! ——— میں نے اس کی وجہ سے خود چوٹیں کھائی
ہیں ——— لیکن اسے بچا لیا ہے۔ مگر اس قدر جھٹکے کے باوجود اسے
ہوش نہیں آیا" ——— کیپٹن طارق نے کہا۔

"ابھی ہوش آئے گا بھی نہیں ——— میں نے جس جگہ دستہ مارا تھا اس
ر کی چوٹ دو تین دن سے پہلے ہوش میں نہیں آنے دیتی ——— جلد
ب نکل چلو ——— ورنہ سارا علاقہ گھیر لیا جائے گا ——— ادھر شمال کی طرف
د ——— ادھر ایک بڑی ندی ہے ——— جلدی چلو" ——— میجر پرمود
نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ سب کھیتوں کے درمیان دوڑتے ہوئے
ال کی طرف بڑھنے لگے۔

میجر پرمود نے ہیلی کاپٹر بلند ہوتے ہی ایک نظر میں ارد گرد کا علاقہ

دیکھ لیا تھا اور اندھیرے میں چمکتے ہوئے پانی کی پٹی اس کے ذہن میں
محفوظ تھی۔ ادھر چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں اور جگہ ویران تھی اس لئے
پرمود نے ادھر کا ہی رُخ کیا تھا۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں میجر! ــــ جنہوں نے ہیلی کاپٹر پر حملہ کیا
ہے ــــ سیکرٹ سروس والے تو سامنے کے رُخ پر تھے" ــــ؟ کیپٹن
طارق نے دوڑتے ہوئے پوچھا پروفیسر بارکی کو اب کیپٹن توفیق نے
اٹھا لیا تھا۔

ہو سکتا ہے ان کا کوئی گروپ لیبارٹری کی پچھلی طرف چھپا ہوا ہو
دھماکے دُور مار رائفل کے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں پہلے سے
خدشہ تھا کہ ہیلی کاپٹر باہر آسکتا ہے ــــ فی الحال دوڑتے چلو۔
ابھی ہم خطرے سے باہر نہیں آئے" ــــ میجر پرمود نے دوڑتے
ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب ندی پر پہنچ گئے۔ ندی خاصی چوڑی
تھی۔ پھر دُور انہیں کنارے پر روشنی سی نظر آئی۔ روشنی کا انداز ایسا
تھا جیسے ریلوے کراسنگ پر لیمپ جل رہا ہو۔

"ادھر چلو روشنی کی طرف ــ جلدی" ــــ میجر پرمود نے کہا اور
وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے اس طرف دوڑتے چلے گئے۔

"کون ہے ــــ کون دوڑ رہا ہے" ــــ؟ اچانک روشنی کے
قریب ہی ایک اور روشنی نظر آئی اور ساتھ ہی ایک سایہ سا بھی نظر
میں پڑا۔

"دوست ہیں" ــــ میجر پرمود نے چیخ کر کہا۔ اب ریلوے کراسنگ

صاف نظر آنے لگا تھا۔

سائے کے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ پرمود سمجھ گیا کہ یہ کراسنگ پھاٹک بند
کرنے والا چوکیدار ہے۔

چند ہی لمحوں میں وہ چوکیدار کے قریب پہنچ گئے۔ چوکیدار ایک
ادھیڑ عمر آدمی تھا جس نے پورے جسم پر کمبل لپیٹ رکھا تھا کراسنگ
کے دروازے بند تھے۔ اور دروازے بند دیکھ کر میجر پرمود سمجھ گیا کہ
گاڑی کسی طرف سے آنے والی ہے۔

"کون ہو تم ــــ اور یہ کون ہے جسے تم نے اٹھایا ہوا ہے"ــ؟
ادھیڑ عمر چوکیدار نے حیران ہو کر پوچھا لیکن دوسرے لمحے وہ چیخ
مار کر اچھلا اور زمین پر گر گیا۔ پرمود کے ہاتھ میں تھامے ہوئے چھوٹے
سے ریوالور سے نکلنے والی گولی سیدھی چوکیدار کے دل میں گھس گئی
تھی۔ لالٹین اس کے ہاتھ سے گر کر لڑھکتی ہوئی ایک طرف جا رکی۔

"اسے بجھا دو" ــــ میجر پرمود نے کہا اور لیڈی طاہرہ نے
جلدی سے آگے بڑھ کر لالٹین بجھا دی۔

اسی لمحے دُور سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں۔

"گاڑی آرہی ہے ــــ میں اسے روکتا ہوں۔ تم جلدی سے کسی
ڈبے میں چڑھ جانا ــــ یہ گاڑی دارالحکومت سے باہر جا رہی ہے۔
گڑگڑاہٹ کی آواز سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اس کا رُخ دارالحکومت
کی طرف سے باہر کی طرف ہے" ــــ میجر پرمود نے کہا اور پھر تیزی
سے کراسنگ کے دروازوں کی طرف دوڑا۔ لیکن دروازے کے
قریب سے گذر کر وہ تیزی سے ایک جگہ رُک گیا۔ یہاں بیرونی سگنل

کالیور موجود تھا۔ اس سے کانٹا بھی بدلا جاتا تھا۔

گڑگڑاہٹ اب قدرے نزدیک آچکی تھی۔ میجر پرمود نے لیور کو پکڑ کر ایک زور دار جھٹکے سے کھینچا اور اس کے ساتھ ہی دُور سگنل کی نظر آنے والی سبز بتی سُرخ ہوگئی۔

"سائیڈ میں ہوجاؤ ـــــ گاڑی اب اس کراسنگ سے کچھ دُور رُک جائے گی ـــــ ہم نے احتیاط سے چڑھنا ہے۔ کسی کو نظر نہ آئے" ـ میجر پرمود نے کہا اور وہ سب سائیڈ میں درختوں کے ذخیرے میں رُک گئے۔

گڑگڑاہٹ اب نزدیک آگئی تھی اور پھر انہیں دُور سے انجن اور گاڑی نظر آگئی۔ بریکوں کی چرچراہٹ کی آواز فضا میں گونجی اور پھر گاڑی کی رفتار آہستہ ہونے لگ گئی۔

اسی لمحے میجر پرمود کو اس چوکیدار کی لاش کا خیال آیا۔ جو ابھی تک لائن کے پاس ہی پڑی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے دوڑا اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر ادھیڑ عمر چوکیدار کی لاش کا بازو پکڑا اور اُسے گھسیٹتا ہوا درختوں کی طرف لے آیا۔ اس کے بعد اس نے اُسے زور سے اچھال کر درختوں کے اندر پھینک دیا۔

اسی لمحے گاڑی اس کراسنگ کے قریب آکر رُک گئی یہ مال گاڑی تھی اس نے زور سے ہارن دیا۔ ایک بار ـــــ دو بار ـــــ شاید یہ ہارن چوکیدار کے لئے تھا۔ اور پھر چند سائے انہیں گاڑی سے نیچے اترتے نظر آئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں بڑی سی لالٹین تھی۔ یہ یقیناً گارڈ تھا۔ وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کراسنگ

کے قریب آگئے۔

"کراسنگ ڈور بھی بند ہے ـــــ اس کے باوجود سگنل آف ہے" ـــــ ایک بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کوئی افیمی چوکیدار ہوگا ـــــ ریلوے کو بھی ایسے ہی لوگ ملتے ہیں ـــــ سگنل آن کرنا بھول گیا ہوگا" ـــــ دوسری آواز سنائی دی۔ اور پھر وہ سب اس ہٹ کی طرف بڑھ گئے۔ وہ تعداد میں چار تھے وہ شاید اس چوکیدار کو ڈھونڈنے جا رہے تھے۔

پھر جیسے ہی وہ چاروں ہٹ میں داخل ہوئے۔ میجر پرمود نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب دوڑتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔ سامنے ہی ایک ٹرالر تھا جس میں ہیوی مشینری لادی ہوئی تھی۔

"اس ٹرالر پر چڑھ جاؤ ـــــ جلدی" ـــــ میجر پرمود نے اچھل کر اوپر چڑھتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کیپٹن توفیق نے کاندھے پر لدے ہوئے پروفیسر بارکلو اوپر کی طرف اچھالا۔ میجر پرمود نے اُسے جھپٹا اور پھر گھسیٹ کر مشین کی اوٹ میں لٹا دیا۔ ایک جھٹکے میں توفیق، لیڈی طاہرہ اور آخر میں کیپٹن طارق بھی اوپر چڑھ آیا۔ اور وہ سب مشینری کی اوٹ اور سائیڈوں میں رینگ گئے۔

اسی لمحے انہیں انسانی آوازیں دوبارہ ٹرالر کے قریب سے آتی سنائی دیں اور پھر دو آدمی باتیں کرتے ہوئے پاس سے گزر گئے۔

"یہ بہت بڑی کوتاہی ہے ـــــ سگنل آن کئے بغیر وہ چوکیدار بھی چلا گیا ہے ـــــ میں اس کی رپورٹ کروں گا" ـــــ ایک آدمی

جس کے ہاتھ میں بڑی سی لالٹین تھی دوسرے آدمی سے کہہ رہا تھا لالٹین والا یقیناً گارڈ تھا اور دوسرا اس کا معاون ہو گا۔ باقی دو آدمی ان کے ساتھ نہ تھے۔ وہ انجن کے آدمی ہوں گے۔

میجر پرمود اور اس کے ساتھی دم سادھے پڑے ہوئے تھے تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک جھٹکے سے حرکت میں آئی اور پھر اس کی رفتار تیز ہو گئی۔

اسی لمحے قریب پڑے ہوئے پروفیسر بارکی کی کراہ سنائی دی وہ شاید ہوش میں آ رہا تھا۔ پرمود اس پر کسی عقاب کی طرح جھپٹا اور اس نے اس کی کنپٹی پر پوری قوت سے مکہ مارا۔ پروفیسر بارکی کے جسم میں پیدا ہونے والی حرکت غائب ہو گئی اور وہ ساکت ہو گیا۔ گاڑی کی رفتار اب کافی تیز ہو گئی تھی۔

"میں اس کا میک اپ کر دوں ۔۔۔ ورنہ اسے کسی بھی وقت پہچانا لیا جا سکتا ہے" ۔۔۔ میجر پرمود نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کے پاس میک اپ باکس ہے ۔۔۔؟" کیپٹن طارق نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میری مخصوص جیکٹ میں ہر چیز ہر وقت موجود رہتی ہے" ۔۔۔ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا چپٹا باکس نظر آنے لگا۔

"لیکن میجر ۔۔۔ اس اندھیرے میں میک اپ کیسے ہو گا" ۔۔۔ لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"میں نے اس پر مکمل میک اپ تو نہیں کرنا ۔۔۔ صرف ریڈی میڈ

میک اپ کرنا ہے تاکہ کچھ بدل جائے" ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا اور پھر اس کے ہاتھ ٹرالر کے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے پروفیسر بارکی کے چہرے اور سر پر حرکت کرنے لگے۔

جب میجر پرمود نے ہاتھ روکا تو اسی لمحے گاڑی نے ہارن دیا اور اس کے ساتھ ہی گاڑی کی رفتار آہستہ ہونے لگ گئی۔ میجر پرمود نے سائیڈ سے آگے دیکھا۔ دور اسے اندھیرے میں چند بتیاں نظر آ رہی تھیں۔ سگنل کی لائٹ سرخ تھی۔ اور پھر گاڑی آہستہ ہوتے ہوتے اس سگنل کے قریب رک گئی۔

"ادھر سے اتر جاؤ ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ گاڑی کسی بھی لمحے حرکت میں آ سکتی ہے" ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر پروفیسر بارکی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور نیچے چھلانگ لگا دی۔

سامنے ہی درختوں کا ذخیرہ تھا۔ میجر پرمود تیزی سے دوڑتا ہوا اس ذخیرے میں گھستا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد ہی ایک ایک کر کے اس کے باقی ساتھی بھی اس ذخیرے میں پہنچ گئے۔

اسی لمحے گاڑی کا ہارن سنائی دی۔ اور پھر گاڑی حرکت میں آ گئی۔ وہ سب درختوں کی اوٹ میں کھڑے گاڑی کو جاتے ہوئے دیکھتے رہے۔

"میرا خیال ہے کہ ہم دارالحکومت کے نواحی قصبے میں ہیں" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا۔

"ہاں! — اب ہمیں کوئی سواری ڈھونڈنی ہوگی" — میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ادھر اسٹیشن کی طرف چلیں" — توفیق نے کہا۔

"نہیں! — ادھر گڑبڑ ہو سکتی ہے — انہی درختوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ چلو — یہ زرعی علاقہ ہے — یہاں کوئی نہ کوئی زرعی فارم نظر آجائے گا — اور وہاں کوئی ٹرک یا ویگن کھڑی بھی مل جائے گی" — میجر پرمود نے پروفیسر بارکی کو توفیق کے کاندھے پر منتقل کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے درختوں کے درمیان سے گذرتے ہوئے ریلوے لائن سے دور ہٹتے چلے گئے۔

عمران آندھی اور طوفان کی طرح کار دوڑاتا ہوا اس جگہ پر پہنچا جہاں ہیلی کاپٹر کے دھماکے سے پھٹنے کے بعد آگ کے شعلے ابھی تک بلند ہو رہے تھے۔ آگ کے ان شعلوں نے بھی اس کی رہنمائی کی تھی اس لئے وہ اپنی توقع سے پہلے ہی وہاں تک پہنچ گیا تھا۔ ورنہ شاید اسے کافی دیر تک کھیتوں میں چکرانا پڑتا۔

لیکن وہاں پہنچ کر اسے ہیلی کاپٹر کے ملبے کے علاوہ صرف ایک لاش پڑی ہوئی نظر آئی۔ اس آدمی کی گردن کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی اور اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ بلندی سے اچانک اور افراتفری کے عالم میں گرنے کی وجہ سے گردن تڑوا بیٹھا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں اور کوئی شخص نہ تھا۔ البتہ اردگرد ٹوٹی ہوئی فصل سے ظاہر ہو رہا تھا کہ تین چار افراد ادھر اُدھر گرے ہیں اور پھر اکٹھے ہوئے ہیں۔

عمران شعلوں کی روشنی میں اردگرد کا علاقہ دیکھ رہا تھا کہ ان

لوگوں کے فرار ہونے کے راستے کا تعین کر سکے کہ اچانک دُور سے ایک جیپ کے آنے کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

"لیبارٹری کی جیپ ہے" ——— ٹائیگر نے کہا جو ایک اونچی منڈیر سے جھانک رہا تھا۔

"یہ سیکرٹ سروس کے ارکان ہوں گے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی تیزی سے منڈیر پر پہنچ گیا۔ اسی لمحے اُسے جیپ سے اچانک مشین گن کی نال جھانکتی ہوئی نظر آئی۔ چونکہ ہیلی کاپٹر سے آگ کے شعلے ابھی تک خاصے بلند تھے اس لئے رات ہونے کے باوجود ارد گرد کا علاقہ روشن تھا۔

"ہاتھ اٹھا دو ٹائیگر! ——— ورنہ یہ ہمیں غیر ملکی مجرم سمجھ کر گولی چلا دیں گے" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہوا اور اس نے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر دیئے۔ ٹائیگر نے بھی اس کی پیروی کی۔

جیپ سے جھانکنے والی مشین گن سے فائرنگ ہوئی لیکن گولیاں منڈیر کے نیچے پیوست ہو گئیں۔ یہ شاید دھمکی کے لئے کیا گیا تھا۔

"کیا وقت آ گیا ہے کہ اصل مجرم تو فرار ہو گئے ہیں ——— اور ہم ہینڈز اَپ ہوئے کھڑے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے جیپ تیزی سے ان کے قریب آ کر رکی اور پھر اس میں سے صفدر۔ تنویر۔ نعمانی اور چوہان بجلی کی سی تیزی سے نکلے اور انہوں نے بڑی مہارت سے منڈیر کو گھیر لیا۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں موجود تھیں۔

"خوش آمدید ——— خوش آمدید! ——— پہلے تو پولیس والوں کے متعلق مشہور تھا کہ وہ اس وقت تک موقع واردات پر نہیں آتے جب تک واردات کرنے والے اپنے محفوظ ٹھکانوں تک نہ پہنچ جائیں لیکن اب سیکرٹ سروس بھی اسی راہ پر چل نکلی ہے ——— اب یقیناً پولیس والوں کی طرح ان کی توندیں بھی باہر نکل آئیں گی" ——— عمران نے اونچی آواز سے کہا۔

"عمران صاحب آپ! ——— اور اس میک اَپ میں ———" صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جب سیکرٹ سروس پولیس بن جائے ——— تو پھر مجبوراً مجھے کسی غیر ملک میں ہی پناہ لینی ہو گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ نیچے گرا کر منڈیر سے اُتر آیا۔ ظاہر ہے ٹائیگر نے بھی اس کی پیروی کی۔

"یہ کیا عمران صاحب! ——— ایکسٹو نے ہمیں اچانک کال کیا کہ مجرم پروفیسر ہارکی کو لے کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے نکل گئے ہیں ——— ہم جیپ لے کر لیبارٹری سے نکلے ہی تھے کہ ہیلی کاپٹر کے تباہ ہونے کا دھماکہ سنا اور پھر آسمان تک بلند شعلے نظر آنے لگے ——— لیکن یہاں پہنچنے پر آپ نظر آئے" ——— صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا

"تمہارے باس کو مراقبے میں اچانک کشف ہو جاتا ہے ——— بس ایسا ہی کشف ہوا ہو گا ——— بہرحال ڈھونڈو مجرموں کو ——— اگر اور کوئی نہ مل سکے تو یہ ایک لاش تو پڑی ہی ہے" ——— عمران نے اِدھر اُدھر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھا۔

اس نے ٹائیگر کو بھی اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

"سوری عمران! ــــ تم لوگ نہیں جا سکتے ــــ جب تک باس کو اطلاع نہ کر دی جائے" ــــ اچانک تنویر نے مشین گن سیدھی کرتے ہوئے کہا۔

"تو کرتے رہو اطلاع ــــ میں نے کب منع کیا ہے" ــــ عمران نے کار کا دروازے کھولتے ہوئے کہا۔

"خبردار! ــ میں کہتا ہوں رک جاؤ" ــــ تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کے سینے سے مشین گن کی نال لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"تنویر! ــ یہ کیا کر رہے ہو" ــــ صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا

"صفدر! ــ یہ ڈاج بھی ہو سکتا ہے ــــ ہیلی کاپٹر کی تباہی کے بعد یہ لوگ موقع پر موجود ہیں اور نئے میک اپ میں ــ یہ لازماً کوئی گڑبڑ ہے ــــ میں اسے ایسے نہ جانے دوں گا" ــــ تنویر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ارے میں نے پولیس کا نام تو مذاق میں لیا تھا ــــ لیکن تم تو سچ مچ پولیس والے بن رہے ہو ــــ تمہارا کیا خیال ہے کہ مجرم تمہارے باس کو اطلاع دینے تک ہاتھ باندھے کھڑے رہیں گے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا مگر آخری الفاظ پر اس کا لہجہ تلخ ہو گیا۔

"کچھ بھی ہو ــــ میں جب تک باس کو اطلاع نہ کر دوں ــــ تم نہیں جا سکتے ــــ صفدر! ــ تم باس سے بات کرو" ــــ تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے کراہ نکلی اور وہ لڑکھڑا

ہوا دو قدم پیچھے ہٹ کر پشت کے بل نیچے گرا۔ عمران نے اچانک کار کا آدھا کھلا ہوا دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا تھا اور تنویر جو دروازے کے ساتھ کھڑا تھا دروازے کی زوردار ضرب پیٹ پر لگا کر پیچھے جا گرا۔ مشین گن بھی اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی۔

"اسے سنبھالو صفدر! ــــ ورنہ ــــ" عمران نے تلخ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر جو دوسری طرف خاموش کھڑا تھا تیزی سے دوسری طرف بیٹھ گیا اور عمران نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔

تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جھپٹ کر اپنی مشین گن اٹھانی چاہی۔ مگر صفدر نے آگے بڑھ کر مشین گن پر پیر رکھ دیا۔

"ہوش میں آؤ تنویر! ــــ اگر ہم آپس میں لڑتے رہے تو مجرم پروفیسر بارکی کو لے جائیں گے" ــــ صفدر نے بے حد سخت لہجے میں کہا۔

عمران انتہائی تیز رفتاری سے کار فصل کے اندر دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ کیونکہ اندھیرے کے باوجود اسے عمران کی سنجیدگی محسوس ہو رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کار ندی کے کنارے پہنچ گئی۔ عمران نے دیکھا کہ دور کراسنگ کے قریب سے ایک مال گاڑی گزر رہی تھی۔ عمران نے ندی کے کنارے کار روکی اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

ندی خاصی چوڑی تھی اور اسے بغیر پل یا کشتی کے پار نہیں کیا جا سکتا تھا۔

عمران نے کار کراسنگ کی طرف موڑ دی۔ کیونکہ ادھر لائٹیں نظر آ رہی تھیں۔ گاڑی اب سٹیشن کراس کر چکی تھی۔

عمران نے کار کراسنگ کے قریب جا کر روک دی۔ وہ چند لمحے ادھر اُدھر دیکھتا رہا۔ پھر کار کا دروازہ کھول دیا۔

"گاڑی کے گذر جانے کے باوجود پھاٹک نہیں کھولا گیا" ___ عمران نے سیٹ کے نیچے سے ہاتھ بڑھا کر ایک لمبی سی ٹارچ نکال کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ___ یہ واقعی عجیب بات ہے" ___ ٹائیگر نے بھی سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ بھی کار سے باہر آ گیا تھا۔

"ارے یہ خون" ___ عمران نے چونک کر کہا۔ اس کے ہاتھ میں موجود ٹارچ کی روشنی ایک جگہ مرکوز تھی جہاں کسی کے گرنے کے نشانات کے ساتھ ساتھ خون بھی موجود تھا۔ گو خون کچی زمین میں جذب ہو چکا تھا مگر ٹارچ کی روشنی میں اس کے دھبے صاف نظر آ رہے تھے۔ خون کے دھبے درختوں کے ذخیرے کی طرف جا رہے تھے۔ اور ساتھ ہی ایسے آثار بھی تھے جیسے کسی چیز کو گھسیٹا گیا ہو۔

عمران ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتا رہا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس نے درختوں کے ذخیرے میں پڑی ہوئی چوکیدار کی لاش تلاش کر لی۔

"میجر پرمود اور اس کے ساتھی یقیناً اس گاڑی میں سوار ہوئے ہیں انہوں نے چوکیدار کو قتل کر کے کسی نہ کسی طریقے سے گاڑی رکوائی ہو گی" ___ عمران نے تیزی سے واپس پلٹتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں سے لائن پار کر کے دوسری طرف گئے

ہوں ___ یہاں کراسنگ پر پُل بھی ہے" ___ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اگر ایسا ہوتا ___ تو پھر وہ یقیناً کراسنگ کھول لیتے۔ اور گاڑی ہمارے سامنے گذری ہے ___ آؤ جلدی کرو ___ ہمیں اس گاڑی کا پیچھا کرنا ہے" ___ عمران نے واپس کار کی طرف دوڑتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد ان کی کار تیز رفتاری سے کچے راستے پر ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

اسی لمحے عمران کی جیب میں ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں تو اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"جوزف کالنگ باس۔ اوور" ___ دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ___ تم لوگ کہاں ہو۔ اوور" ___ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہم آپ کی طرف سے کال کے منتظر ہیں ___ لیبارٹری پر تو ہنگامی حالات نافذ ہو چکے ہیں ___ بے شمار جیپیں اور کاریں آ رہی ہیں۔ اوور"۔ جوزف نے کہا۔

"تم دونوں واپس رانا ہاؤس چلے جاؤ ___ میں بعد میں تمہیں کال کروں گا ___ کسی کے سامنے آنے کی ضرورت نہیں۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ لیکن ابھی وہ ٹرانسمیٹر واپس جیب میں رکھ ہی رہا تھا کہ ٹرانسمیٹر کی سیٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ عمران نے دوسری بار اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ایکسٹو کالنگ عمران۔ اوور" ___ ایکسٹو کی مخصوص آواز آئی۔

"یس سر! —— عمران اٹنڈنگ۔ اوور" —— عمران نے بڑے
سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ کیونکہ ٹائیگر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔
"تم کیا کر رہے ہو —— تم مجرموں کے پیچھے ندی کی طرف گئے
تھے۔ اوور" —— ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔
"یس سر! —— میں ان کا پیچھا کر رہا ہوں —— میرا خیال ہے کہ مجرم
ایک مال گاڑی پر سوار ہو کر فرار ہوئے ہیں —— مال گاڑی اس وقت
قصبہ شہباز سے چار پانچ میل آگے ہو گی۔ اوور" —— عمران نے
جواب دیا۔
"مجھے رپورٹ دیتے رہنا —— مجرموں نے لیبارٹری میں بے حد
تباہی مچائی ہے —— بائیس سائنسدان ہلاک اور تین شدید زخمی ہیں۔
اوور" —— ایکسٹو نے کہا۔
"اوہ ٹھیک ہے —— اس کا مطلب ہے کہ اب مجرموں کو رعایت
نہ دی جائے۔ اوور" —— عمران نے یکلخت زیادہ سنجیدہ ہوتے ہوئے
کہا۔ اس کے ہونٹ بھنچ گئے تھے۔
"اعلیٰ حکام سخت پریشان ہیں —— شوگران کے انتہائی اہم سائنسدان
ہلاک ہو گئے ہیں۔ اوور" —— ایکسٹو نے کہا۔
"اب تو جناب ہو گئے ہیں —— انہیں میں زندہ تو کرنے سے رہا۔
البتہ مجرموں نے اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے ہیں۔ اوور" ——
عمران نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور ٹائیگر ایکسٹو کے سامنے عمران
کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دیا۔
"اوور اینڈ آل" —— دوسری طرف سے ایکسٹو نے بغیر کچھ کہے

رابطہ ختم کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے واپس جیب
میں ڈال لیا۔
"جناب کی سیکرٹ سروس تو پولیس والوں کی طرح اپنے ہی آدمیوں
کو پکڑتی پھر رہی ہے —— اور رعب مجھ پر ڈالا جا رہا ہے" ——
عمران نے ٹائیگر کو سنانے کے لئے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر خاموش
رہا۔ ظاہر ہے ایسے موقع پر وہ کیا کہتا۔
"وہ گاڑی بیرونی سگنل پر رکی ہوئی ہے" —— چند لمحوں بعد ٹائیگر
نے چونک کر کہا۔
"ہاں —— میں دیکھ رہا ہوں" —— عمران نے کہا اور کار کی رفتار اور
زیادہ بڑھا دی۔ لیکن جب تک وہ گاڑی کے قریب پہنچتے سگنل گرین
ہو چکا تھا اور گاڑی دوبارہ حرکت میں آ چکی تھی۔ عمران کار دوڑائے
چلا گیا۔ آگے ایک جنکشن اسٹیشن تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ گاڑی وہاں
کافی دیر تک رکے گی۔ اور پھر وہی ہوا۔ مال گاڑی ایک سائیڈ پر رک
چکی تھی۔ عمران کار دوڑاتا ہوا گاڑی کے قریب پہنچا اور اس نے کار
ایک سائیڈ پر روک دی۔
"آؤ ٹائیگر —— تم دوسری طرف چلے جاؤ —— تمام کھلے ہوئے ڈبے
چیک کرنے ہوں گے" —— عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا اور
ٹائیگر بھی سر ہلاتا ہوا نیچے اترا۔ اور پھر وہ دونوں ہی گاڑی کے دونوں
اطراف میں آخری ڈبے سے انجن تک چلتے گئے۔ چونکہ اسٹیشن ہونے
کی وجہ سے یہاں بجلی کے کھمبے مناسب فاصلوں پر موجود تھے جن پر
بڑے بلب جل رہے تھے اس لئے ہر چیز روشن اور صاف نظر آ رہی تھی۔

چلتے چلتے عمران ایک مشینری کے ٹرالر کے پاس رک گیا۔ چند لمحے
وہ غور سے اُسے دیکھتا رہا۔ پھر اچھل کر ٹرالر پر چڑھ گیا۔ پھر اس نے
ایک مشین کے پائے کے ساتھ لٹکا ہوا ایک چھوٹا سا ٹشو پیپر دیکھ لیا جسے
مروڑ کر پھینکا گیا تھا۔

عمران ادھر اُدھر دیکھتا رہا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر واپس نیچے
اتر آیا۔ خیریت گذری کہ گاڑی ایک سائیڈ پر تھی۔ اور ادھر ریلوے کا
کوئی آدمی اس وقت موجود نہ تھا۔ ورنہ وہ عمران کو اتنی آسانی سے
مشینری کے ٹرالر پر نہ چڑھنے دیتا۔

عمران تیزی سے واپس اپنی کار کی طرف لپکا۔ اس نے کار موڑی
اور واپس جانے لگا۔ اسی لمحے ٹائیگر بھی گاڑی کے اختتام پر گھوم کر
واپس پہنچ گیا تھا۔

"آؤ ٹائیگر! ___ جلدی کرو ___ وہ لوگ گاڑی پر چڑھے ضرور ہیں۔
لیکن راستے میں ہی اُتر گئے ہیں جہاں گاڑی بیرونی سگنل پر رکی تھی۔ یہ
لوگ وہیں اُترے ہوں گے" ___ عمران نے ٹائیگر کے بیٹھتے ہوئے
اُسے تفصیل بتادی۔

"پھر" ___ ٹائیگر بھنویں اُچکاتے ہوئے بولا۔

"وہ یقیناً درختوں کے جھنڈ سے گذر کر پچھلی ہائی وے پر گئے ہوں
گے ___ اور وہاں سے انہوں نے کسی سواری کا بندوبست کیا ہوگا۔
یہ ہائی وے خاصا لمبا چکر کاٹ کر شہر میں داخل ہوتی ہے۔ اور میں
ایک شارٹ کٹ جانتا ہوں ___ اس لئے مجھے یقین ہے کہ میں ان
سے پہلے پہنچ جاؤں گا" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کہاں ___ شہر میں ان کا ٹھکانہ کہاں ہوگا" ___ ٹائیگر نے کہا۔
"تم دیکھو تو سہی ___ شرط صرف ان کے ٹھکانہ کرنے کی ہے ___
ھونڈ میں لوں گا" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ شائد صحیح کلیو مل
انے کی وجہ سے اس کی شگفتگی دوبارہ عود کر آئی تھی۔

کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑی چلی جارہی تھی۔ عمران اسٹیشن کی
ائیڈ سے ہو کر اس کے پہلے چوک پر آیا اور پھر وہاں سے دائیں طرف
الحکومت کی طرف جانے کی بجائے وہ بائیں طرف کو مڑا اور کافی آگے
ر ایک بائی روڈ پر اس نے اپنی کار موڑ لی۔ یہ چھوٹی سڑک تھی جس کے
وں کناروں پر سبزیوں کے کھیت تھے۔ تقریباً دس منٹ تک مسلسل کار
نے کے بعد دارالحکومت کی بتیاں نظر آنے لگ گئیں جو آہستہ آہستہ
یب آتی جارہی تھیں۔ سڑک کچھ آگے جاکر بائیں طرف مڑی اور پھر
ی وے کے ساتھ مل گئی۔ عمران نے ہائی وے پر پہنچتے ہی کار کی رفتار
تہ کر دی۔ اور پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک
ل پمپ اور اس کے ساتھ ایک روڈ سائیڈ کیفے تھا جس کے سامنے
کاریں موجود تھیں۔ عمران نے کار کیفے کی ایک سائیڈ پر روکی۔

"تم یہیں بیٹھو" ___ عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا
سے اتر کر وہ چند لمحے ادھر اُدھر دیکھتا رہا جیسے ماحول کا جائزہ لے
ہ۔ پھر تیز تیز قدم اٹھاتا پٹرول پمپ کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے معلوم تھا
ئی وے پر اس پٹرول پمپ کے بعد تقریباً سو کلو میٹر تک کوئی پٹرول
نہیں آتا۔ اس لئے ہائی وے سے آنے والی تقریباً ہر گاڑی لازماً
پٹرول ڈلواتی ہے۔ پمپ بوائے فارغ کھڑا تھا۔

"یس سر" ۔۔۔ پمپ بوائے نے عمران کو قریب آتے دیکھ کر مودبانہ
لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ عمران اس وقت ایک غیر ملکی کے میک اپ میں تھا
"ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے ایک بیمار دوست کو دارالحکومت لایا
گیا ہے ۔۔۔ مجھے ذرا دیر ہو گئی ہے۔ میرا دوست بے حد بیمار تھا اس کی
بیوی بھی ساتھ تھی ۔۔۔ نجانے وہ یہاں تک زندہ بھی رہا ہے یا نہیں" ۔۔۔
عمران نے جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر انگلی میں مروڑتے ہوئے کہا۔
"آپ کے دوست کے بال برف کی طرح سفید اور مونچھیں کالی تھیں
اور وہ شدید بیمار تھے ۔۔۔ وہی" ۔۔۔ پمپ بوائے نے کہا۔
"ہاں ہاں ۔ بالکل وہی ۔۔۔ جلدی بتاؤ وہ زندہ تھے" ۔۔۔ عمران
نے بے چین لہجے میں کہا۔
"جی ہاں ۔۔۔ میرے خیال میں تو زندہ تھے ۔۔۔ ابھی چند لمحے پہلے
وہ پٹرول ڈلوا کر یہاں سے گئے ہیں ۔۔۔ سبز رنگ کی مرسڈیز تھی نئے
ماڈل کی ۔۔۔ آپ کے دوست پچھلی سیٹ پر آنکھیں بند کئے بیٹھے تھے۔
ان کی بیوی اور ایک اور آدمی نے انہیں دونوں طرف سے سنبھالا ہوا تھا
لیکن سر! ۔۔۔ ان کی بیوی تو ان سے کافی کم عمر تھی اور وہ تھے بھی مقامی
لوگ سر" ۔۔۔ پمپ بوائے کچھ ضرورت سے زیادہ ہی باتونی ثابت ہو رہا تھا
"سبز مرسڈیز ۔۔۔ لیکن وہ تو ٹوئیوٹا اکارڈ میں سفر کر رہے تھے۔ پھر یہ
مرسڈیز کہاں سے آ گئی ۔۔۔ نمبر کیا تھا اس کا" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
"نمبر ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ ڈی ۔ جے سکس تھری سکس تھری نمبر تھا جناب
مجھے اس لئے یاد رہ گیا کہ نمبر پلیٹ بالکل نئے ڈیزائن کی تھی۔ مخروطی قسم
کی ۔۔۔ اس لئے میری نظر اس پر پڑ گئی تھی" ۔۔۔ پمپ بوائے نے جواب دیا۔

"او کے ۔۔۔ شکریہ" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر
تیزی سے واپس اپنی کار کی طرف بڑھا۔ اس نے کار سٹارٹ کر کے واپس
موڑی اور پھر ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی سیٹ کر کے اس کا بٹن آن کر دیا۔
"ہیلو ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ عمران کالنگ ۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے بار بار یہی
فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔
"ایکسٹو ۔ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص
آواز سنائی دی۔
"مجرم شہباز قصبے کی طرف سے آنے والی ہائی وے کے ذریعے دارالحکومت
میں داخل ہوتے ہیں ۔۔۔ سبز رنگ کی نئے ماڈل کی مرسڈیز نمبر ڈی جے
سکس تھری سکس تھری ۔۔۔ انہیں دارالحکومت میں داخل ہوئے زیادہ
سے زیادہ پانچ منٹ ہونے ہو گئے۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں چیک کراتا ہوں ۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری
طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر
آف کر دیا۔
"کمال ہے ۔۔۔ اتنی تفصیل سے پتہ لگ گیا" ۔۔۔ ٹائیگر نے حیران
ہوتے ہوئے کہا۔
"یار کبھی کبھی رعب بھی جما لیا کرتے ہیں ۔۔۔ اب ڈھونڈتے پھریں گے
خود ہی" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر حیرت سے
عمران کو دیکھنے لگا۔ جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران ایکسٹو سے بھی
غلط بیانی کر سکتا ہے۔ لیکن عمران کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔ وہ
ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

"اب اس پروفیسر کو کیسے بلگاریہ پہنچایا جائے گا میجر" — کیپٹن طارق نے قدرے پریشان لہجے میں کہا۔ وہ ابھی سبز رنگ کی مرسڈیز میں اس کوٹھی میں پہنچے تھے۔

یہ کوٹھی گرینڈ کالونی میں تھی اور شاید یہ آخری کوٹھی تھی جس کا بندوبست پہلے سے کیا گیا تھا۔ کوٹھی میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ یہاں سیاہ رنگ کی ایک جیگوار کار بھی موجود تھی۔ جو اپنی بناوٹ سے ہی بلٹ پروف لگ رہی تھی۔

یہاں پہنچتے ہی میجر پرمود نے توفیق کو مرسڈیز گرینڈ کالونی سے باہر چھوڑ آنے کے لئے کہا تھا۔ پروفیسر ہارکی کے ہاتھ اور پیر باندھ کر ایک الگ کمرے میں رکھا گیا تھا اور لیڈی طاہرہ کو اس کی مسلسل نگرانی کے لئے وہیں بٹھا دیا گیا تھا۔ اس کے بعد میجر پرمود نے ٹرانسمیٹر پر سفارت خانے سے بات کی تھی لیکن سفارت خانے سے اُسے بتایا گیا کہ سفارت خانے

کی خفیہ نگرانی کی جا رہی ہے۔ اس لئے وہ اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتے۔ ابھی ابھی ٹرانسمیٹر پر بات ختم ہوئی تو قریب بیٹھے ہوئے کیپٹن طارق نے سوال کیا۔

"اب اسے خود ہی لے جانا پڑے گا" — "اسی وجہ سے اس کوٹھی میں جیگوار کار کا بندوبست کیا گیا تھا" — میجر پرمود نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مطلب یہ ہے کہ سڑک کے راستے سے جانا ہوگا" — کیپٹن طارق نے کہا۔

"ہاں! — لیکن مجھے یقین ہے کہ ہر راستے کی مکمل نگرانی اور چیکنگ ہو رہی ہوگی اور ہم زیادہ دیر تک یہاں رک نہیں سکتے" — میجر پرمود نے کہا۔

"تو پھر آپ نے کوئی پلان بنایا ہے" — کیپٹن طارق نے پوچھا۔

"پلان بنانے میں بہت وقت ضائع ہوتا ہے — جو ہوگا دیکھا جائے گا — بس توفیق مرسڈیز چھوڑ آئے تو ہم یہاں سے چل دیں گے" — میجر پرمود نے کہا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد توفیق واپس آ گیا۔

"چھوڑ آئے مرسڈیز — ویسے گاڑی بے حد پیاری تھی" — کیپٹن طارق نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ لڑکی پیاری نہ تھی جس سے ہم نے مرسڈیز چھینی تھی" — توفیق نے مسکرا کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — مجھے اس پر بڑا ترس آیا تھا — بیچاری ہوش میں آنے

کے بعد نجانے کیسے دارالحکومت پہنچے گی" ___ کیپٹن طارق نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایسی لڑکیوں کو ہر شخص لفٹ دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ تم اس کی فکر نہ کرو ___ سفارت خانے سے بات ہوئی" ___ توفیق نے کہا۔

"ہاں! ___ انہوں نے کہا ہے کہ سفارت خانے کی نگرانی ہو رہی ہے اس لئے وہ سامنے نہیں آ سکتے ___ اب میجر کہہ رہے ہیں کہ ترک کے راستے یہاں سے نکلیں گے" ___ کیپٹن طارق نے کہا۔

اسی لمحے میجر پرمود کمرے میں داخل ہوا۔

"چھوڑ آئے گاڑی" ___ ؟ میجر پرمود نے پوچھا۔

"یس میجر! ___ کافی دور چھوڑ آیا ہوں" ___ توفیق نے جواب دیا۔

"کوئی تعاقب یا نگرانی" ___ ؟ میجر پرمود نے پوچھا۔

"نو سر! ___ میں نے حتی الوسع احتیاط کی ہے" ___ توفیق نے جواب دیا۔

"او کے ___ اب تم سب نئے لباس اور میک اپ کر لو۔ الماری سے کاغذات نکال لو۔ انہیں پہلے سے تیار کرایا گیا ہے ___ اس کے مطابق میک اپ بھی کر لینا" ___ پرمود نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر! ___ لیڈی طاہرہ کے کاغذات تو نہیں ہیں ___ توفیق نے کہا۔

"ہاں! ___ وہ یہیں رہے گی ___ بعد میں آ جائے گی" ___ میجر پرمود نے کہا۔ وہ بھی اس وقت نئے میک اپ میں تھا۔

"آؤ کیپٹن! ___ میک اپ کر لیں" ___ توفیق نے اٹھتے ہوئے کہا

اور کیپٹن طارق سر ہلاتا ہوا اٹھ کر اس کے پیچھے چل پڑا۔

"میجر! ___ آپ مجھے ساتھ نہیں لے جا رہے" ___ ؟ لیڈی طاہرہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے کاغذات تیار نہیں ہیں ___ ایسا نہ ہو کہ ہم چیکنگ میں پھنس جائیں ___ تم بعد میں آ جانا" ___ میجر پرمود نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس نئے کاغذات موجود ہیں ___ میں نے ایمرجنسی کے لئے پہلے سے تیار رکھے تھے" ___ لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"اوہ اچھا ___ پھر ٹھیک ہے ___ جاؤ پھر تیاری کرو" ___ میجر پرمود نے مطمئن لہجے میں کہا اور لیڈی طاہرہ کے جانے کے بعد وہ اٹھا۔ اور ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک تہہ کیا ہوا بڑا سا کاغذ نکال کر درمیانی میز پر پھیلا دیا اور کرسی پر بیٹھ کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

یہ دارالحکومت اور ارد گرد کے علاقے کا تفصیلی نقشہ تھا۔ میجر پرمود کافی دیر تک غور سے نقشے کو دیکھتا رہا۔

اسی لمحے توفیق اور کیپٹن طارق اندر داخل ہوئے۔ وہ اب نئے میک اپ اور نئے لباس میں تھے۔

"میرے خیال میں تاپلا کی پہاڑیوں والا راستہ ٹھیک رہے گا میجر وہ طویل تو ضرور ہے لیکن محفوظ ہے" ___ توفیق نے میجر پرمود کو نقشے پر جھکے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"ہاں! ___ میں بھی اسی راستے کے بارے میں سوچ رہا ہوں ___ طوالت کی تو خیر کوئی بات نہیں ___ کیونکہ جیگوار کے لئے فاصلے کوئی

حیثیت نہیں رکھتے ۔ لیکن یہاں منشیات کی چیکنگ کرنے والی چوکیاں
ضرور ہوں گی ۔۔۔ میں ان کے بارے میں سوچ رہا ہوں" ۔۔۔ میجر
پرمود نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ ایسے راستوں پر چیکنگ تو بہرحال ہوتی ہی ہے
پروفیسر بارکی کو چھپانا ہمارے لئے مسئلہ بن جائے گا ۔۔۔ ہو سکتا
ہے کہ ان تمام چیک پوسٹوں پر پروفیسر بارکی کے بارے میں خصوصی
چیکنگ کی اطلاع دی جا چکی ہو ۔۔۔ بہرحال خطرہ تو ہر طرف سے تو
ہے" ۔۔۔ کیپٹن طارق نے کہا۔

"اب اس کے سوا اور کوئی حل بھی تو نہیں ہے ۔۔۔ جتنی زیادہ
دیر ہوگی ۔۔۔ اتنا ہی ۔۔۔ ہمارے گرد جال زیادہ سخت اور تنگ
ہوتا جائے گا ۔۔۔ اس لئے جو بھی ہوگا ۔۔۔ دیکھا جائے گا ۔۔۔
توفیق! ۔۔۔ تم باہر جا کر وہاں سے کوئی نئی اور طاقت ور انجن کی کار
چرا کر لے آؤ ۔۔۔ ہم اس کی نمبر پلیٹ بدل دیں گے ۔۔۔ ایک کی
بجائے دو کاریں زیادہ بہتر رہیں گی ۔۔۔ میں اس دوران پروفیسر
بارکی کا میک اپ کر لوں" ۔۔۔ میجر پرمود نے کندھے اچکاتے ہوئے
فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"اگر وہ سبز مرسڈیز کھڑی ہو تو وہی لے آؤں" ۔۔۔ توفیق نے
اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! ۔۔۔ اس کے قریب بھی مت جانا ۔۔۔ اس کی اطلاع
اب تک پولیس کو دی جا چکی ہو گی ۔۔۔ کوئی ایسی کار لے آنا۔ جو جنگ
کار کے ساتھ ساتھ دوڑ بھی سکے ۔۔۔ اور کیپٹن طارق! ۔۔۔ تم پچھلے

کمرے میں موجود بڑی الماری سے آدھا اسلحہ نکال کر جیگوار کار میں ڈال
دو ۔۔۔ باقی آدھا دوسری کار میں رکھ لیں گے ۔۔۔ ایسے موقعوں پر
جتنا اسلحہ ہو ۔۔۔ اتنا ہی فائدہ رہتا ہے" ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا اور پھر
تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں پروفیسر بارکی
پڑا ہوا تھا۔ وہ پروفیسر بارکی کا میک اپ کرنا چاہتا تھا۔

توفیق بھی اٹھا اور پھر کوئی نئی اور طاقت ور انجن والی کار چرانے
کے لئے تیزی سے بیرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا جب کہ کیپٹن طارق
پچھلے کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں اسلحہ موجود تھا۔

لیڈی طاہرہ پہلے ہی نئے میک اپ اور لباس تبدیل کرنے کے
لئے ڈریسنگ روم میں جا چکی تھی۔

"کچھ پتہ چلا سنز مرسڈیز کا" ۔۔۔ عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔ وہ ٹائیگر کو ٹیکسی پر اپنے ہوٹل جانے کا کہہ کر خود دانش منزل آ گیا تھا۔

"سنز مرسڈیز فاطمہ ریونیو کے قریب ایک بند گلی میں کھڑی ملی ہے۔ لیکن ایسا کوئی کلیو نہیں ملا کہ اسے وہاں کون چھوڑ گیا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"پھر تم نے کیا کیا" ۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"کرنا کیا ہے ۔۔۔ فی الحال میں نے سفارت خانے کی نگرانی شروع کرا دی ہے ۔۔۔ تین ممبرز کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ وہ مختلف کالونیوں کے چکر لگاتے رہیں ۔۔۔ شاید کوئی کلیو مل جائے ۔۔۔ کچھ ممبرز ایئرپورٹ ریلوے اسٹیشن اور باہر جانے والی شاہراہوں پر موجود ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا ۔۔۔ ہیلی کاپٹر پر نیچے سے فائرنگ تم کر رہے تھے" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا اور بلیک زیرو نے جواب میں شروع سے آخر تک تمام تفصیل بتا دی۔

"اگر تمہارے جسم میں اینٹی ریز میگنٹ نہ لگایا گیا ہوتا تو تمہیں کم از کم دو گھنٹوں بعد ہوش آنا تھا ۔۔۔ ویسے میجر پرمود کی مہربانی سمجھو کہ اس نے تمہیں گولی نہیں مار دی" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ بات میری سمجھ میں بھی نہیں آئی کہ پہلے بھی اس نے سیکرٹ سروس کے افراد کو صرف بیہوش کرنے پر ہی اکتفا کیا ۔۔۔ اور میرے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا ۔۔۔ جبکہ سائنسدانوں کو اس نے بڑے سفاکانہ انداز میں موت کے گھاٹ اتار دیا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس نے سوچا ہو گا کہ اگر سیکرٹ سروس ختم ہو گئی تو کہیں پاکیشیا یتیم نہ ہو جائے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے ندامت سے آنکھیں جھکا لیں۔ عمران کا طنز بڑا کاٹ دار تھا۔

"سر سلطان کی طرف سے کوئی اطلاع" ۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"کئی فون آ چکے ہیں ۔۔۔ تین فون تو میری عدم موجودگی میں ریکارڈ شدہ تھے ۔۔۔ جبکہ ایک ابھی آپ کے آنے سے چند لمحے پہلے آیا ہے۔ سر سلطان، پروفیسر بارکی کے اغوا اور سائنسدانوں کے قتل پر بے حد پریشان ہیں ۔۔۔ میں نے انہیں سارا قصہ بتایا تو انہوں نے کہا ہے کہ اب ہر قیمت پر نہ صرف پروفیسر بارکی کو برآمد کیا جائے ۔۔۔ بلکہ اس

میجر رپود کو بھی زندہ گرفتار کیا جائے۔ تاکہ اسے شوگران حکومت کے حوالے کر دیا جائے ـــــ صرف اسی طرح حکومت شوگران کو مطمئن کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ دوسری صورت میں پاکیشیا اور شوگران کے درمیان تعلقات ختم ہو سکتے ہیں ـــ اور ان کا کہنا ہے کہ اگر ایسا ہوا تو پاکیشیا کو اتنا بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا کہ جس کا پھر مداوا بھی نہ ہو سکے گا اور ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا کی سلامتی بھی خطرے میں پڑ جائے" ـــــ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں ـــ میجر رپود جیسے آدمی سے مجھے ایسی اُمید نہ تھی ـــ بہر حال اب پرمود نے خود ہی پہل کر دی ہے۔ اس لئے اب اس نے میری طرف سے ساری رعایتیں ختم کر دی ہیں ـــ اب وہ پاکیشیا کا قومی مجرم بن گیا ہے اور تم جانتے ہو کہ ایسے آدمیوں کے ساتھ میں کیا سلوک کرتا ہوں" ـــــ عمران کے لہجے میں ایسی غراہٹ عود کر آئی تھی کہ بلیک زیرو کے جسم میں بے اختیار سردی کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔

"ذرا دارالحکومت اور آس پاس کے علاقوں کا تفصیلی نقشہ لے آؤ۔ میں میجر رپود کی فطرت کو سمجھتا ہوں ـــــ وہ ہر قیمت پر یہاں سے فوری طور پر نکلنے کی کوشش کرے گا" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس ـــ ایئر مارشل آفس" ـــــ دوسری طرف سے ایک سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو ـــــ ایئر مارشل حسن سے بات کراؤ" ـــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر! ـــ ہولڈ آن سر" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والا بری طرح بوکھلا گیا۔ وہ شاید ایئر مارشل کا پی۔ اے تھا۔

"یس ایئر مارشل حسن سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سیور پر گونجی۔ لہجہ ایسا تھا جیسے اس کی ساری عمر دوسروں پر حکم چلاتے ہوئے گذری ہو۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے مخصوص مگر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر! ـــ فرمائیے سر" ـــــ تحکمانہ انداز میں بولنے والے ئیر مارشل کا لہجہ عمران کا لہجہ سنتے ہی مؤدبانہ ہو گیا۔ اور عمران اس کے ہے کی ایسی تبدیلی پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"بلگارنیہ کا ایک ذی ایجنٹ ڈیفنس لیبارٹری سے ایک سائنسدان اغوا کر کے فرار ہوا ہے ـــــ وہ اس سائنسدان کو ہر قیمت پر بلگارنیہ ے جانے کی کوشش کرے گا ـــــ سیکرٹ سروس اس کے پیچھے ہے۔ ملک کے تمام ایئر اسٹیشنوں کو فوری ہدایات جاری کر دو۔ اور خصوصاً ارنیہ کی سرحدی پٹی کے ساتھ ساتھ ایئر اسٹیشنوں کو، کہ وہ کسی مشکوک ز یا ہیلی کاپٹر کو دیکھتے ہی ہر قیمت پر نیچے اتار لیں ـــــ اُسے ٹ نہ کیا جائے اور نہ ہی بلگارنیہ کی سرحد میں داخل ہونے دیا جائے۔ ے ہر قیمت پر صحیح سلامت اترنا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں اہم ترین ئنسدان موجود ہے اور فوراً اس کی اطلاع سیکرٹری وزارت خارجہ ملطان کو دی جائے" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں تفصیلی ہدایات

دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کس قسم کے جہاز یا ہیلی کاپٹر میں ہو سکتے ہیں سر" ـــــ ایئر مارشل نے پوچھا۔

"کسی بھی قسم میں ہو سکتے ہیں ـــــ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایئر فورس کا ہی کوئی ہیلی کاپٹر یا جہاز لے اڑیں۔ اس لئے تم نے انتہائی سخت نگرانی کرنی ہے ـــــ معمولی سے شک کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے اور سنو! ـــــ اگر تمہارے عملے سے کوئی کوتاہی سرزد ہوئی تو اس کی سزا تمہاری ذات کو بھگتنا ہو گی ـــــ انتہائی سخت سزا۔ سمجھے" ـــــ عمران کا لہجہ لمحہ بہ لمحہ سرد سے سرد ترین ہوتا چلا گیا۔

"بس ـــــ سمجھ گیا جناب! ـــــ آپ بے فکر رہیں جناب۔ کوئی کوتاہی نہ ہو گی" ـــــ ایئر مارشل اب پوری طرح بوکھلا چکا تھا۔ اور بوکھلاہٹ اس کے لہجے سے ظاہر تھی۔

"او کے" ـــــ عمران نے کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"تو آپ کا خیال ہے کہ وہ کوئی جہاز یا ہیلی کاپٹر اغوا کر کے نکلے گا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا جو اس دوران نقشہ لا کر اسے میز پر پھیلا چکا تھا۔

"سب کچھ ممکن ہے ـــــ وہ میجر پرمود ہے ـــــ بلگارنیہ کی ناک۔ تم نے دیکھا نہیں کہ اس نے کس دیدہ دلیری سے اپنے ساتھیوں کو ملٹری انٹیلی جنس کی عمارت سے نکالا ـــــ اور پھر کس عقل مندی اور چالاکی سے وہ تم سب کو دھوکہ دے کر لیبارٹری سے پروفیسر بارکی کو اغوا کر کے لے گیا اور اب وہ دارالحکومت کی پچاس لاکھ آبادی میں غائب

ہو چکا ہے ـــــ اگر مجھے اس لیبارٹری میں ہیلی کاپٹر کی موجودگی کا علم ہوتا تو پھر شاید پرمود اتنی آسانی سے نہ نکل سکتا ـــــ بہرحال اب بھی اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس کا مقابلہ عمران سے ہے" ـــــ عمران نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا اور نقشے پر جھک گیا۔ وہ کافی دیر تک نقشے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے طویل سانس لیتے ہوئے سر اٹھایا۔

"اگر پرمود سڑک کے راستے فرار ہوا تو وہ لازماً اس راستے کا انتخاب کرے گا ـــــ مشکل اور دشوار گذار راستے کا" ـــــ عمران نے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"تاشا کی پہاڑیوں والے راستے سے ـــــ یہ تو انتہائی دشوار گذار طویل راستہ ہے عمران صاحب" ـــــ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ وہ ایسا ہی آدمی ہے ـــــ میں اسے جانتا ہوں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون کا رسیور دوبارہ اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"جولیا سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ جولیا کا لہجہ یکلخت بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

"کوئی رپورٹ" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"نو سر! ـــــ ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی" ـــــ جولیا نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ جیسے رپورٹ کا نہ ملنا بھی اس کی ذاتی کوتاہی

ہو۔ ایکسٹو کے سامنے اس کی ایسی ہی حالت ہوتی تھی۔

"تم، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو کال کر کے خود ان کے ساتھ ایئر بلیس مقرٹی پر پہنچ جاؤ ــــــ عمران وہاں پہنچے گا اور اس کے بعد تم سب عمران کی لیڈری میں کام کرو گے" ــــــ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس سر! ــ ملک سے باہر جانا ہوگا" ــــــ ؟ جولیا نے پوچھا۔

"یہ تمہارا درد سر نہیں ہے" ــــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا پروگرام ہے" ــــــ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"فی الحال تو شادی کر کے بچے پیدا کروں گا ــــــ پھر بچوں کو سکول میں داخلے کا پرابلم حل کروں گا ــــــ اور پھر تعلیم کے بعد نوکریوں کا چکر اور آخر میں ان کی شادیاں اور ــــــ" عمران کی زبان رواں دواں ہو گئی۔

"بس بس ــــ میں سارا پروگرام سمجھ گیا ہوں" ــــــ بلیک زیرو نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔ وہ عمران کا موڈ اچھی طرح سمجھتا تھا۔

عمران نے اس بار میز کی سائیڈ پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اپنی طرف کھینچا۔ اس کی فریکوئنسی سیٹ کر کے بٹن آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر پر بلب جل اٹھا۔

"ٹائیگر اٹنڈنگ، اوور" ــــــ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ــــ تم مسلح ہو کر سیدھے رانا ہاؤس پہنچ جاؤ۔ وہاں سے جوزف اور جوانا کو ساتھ لے کر تاشا کی پہاڑیوں والے راستے

کی پہلی پہاڑی میں کہیں چھپ کر رک جانا ــــــ مجھے یقین ہے کہ میجر پرمود پروفیسر بارکی کو لے کر وہیں سے گزرے گا ــــــ بی الیون ٹرانسمیٹر اپنے پاس رکھنا اور جیسے ہی وہ نظر آئیں ــــــ مجھے زیرو مقری پر کال کر دینا۔ اوور" ــــــ عمران نے اسے سنجیدہ لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب! ــــ رات کے اندھیرے میں انہیں کیسے پہچانوں گا ــــــ دوسری بات یہ کہ وہ لازماً میک اپ میں ہوں گے۔ اور تیسری بات یہ کہ وہ کار میں ہوں گے۔ اوور" ــــــ ٹائیگر نے کہا۔

"اور چوتھی بات یہ کہ تم وہاں بیٹھ کر مراقبہ کرنا ــــــ تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا ــــــ وہ لازماً اتنا طویل سفر کسی طاقتور انجن والی گاڑی پر کریں گے ــــ جگوار، رولز رائس، سیڈان، ڈاج وارنٹ، مرسڈیز یا شیوی پر ــــ تمہارا لباس نارکوٹک سپروائزر کا ہوگا ــــــ ایسی کسی گاڑی کو دیکھتے ہی تم اچانک منشیات کی چیکنگ کے لئے انہیں روکنا ہے۔ اور بالکل اسی طرح تلاشی لینی ہے جیسے نارکوٹک سپروائزر کرتے ہیں ظاہر ہے ان کے پاس منشیات نہ ہوگی ــــــ اس لئے ظاہر ہے کہ تم نے انہیں جانے دینا ہے ــــــ وہ لازماً سیاحوں کے روپ میں ہوں گے ــــــ میجر پرمود کو بہرحال تم پہچان لوگے وہ جس طرح کا میک اپ بھی کرے۔ اس کے دائیں ہاتھ کا گرز نما انگوٹھا اس کی مخصوص پہچان ہے سمجھے ــــــ ہو سکتا ہے پروفیسر بارکی کو انہوں نے اپنا بیمار ساتھی بنا رکھا ہو یا اسے یہ ظاہر کیا جائے کہ وہ سو رہا ہے ــــــ ایسی صورت میں تم نے انہیں کچھ نہیں کہنا۔ آگے جانے دینا ہے اور صرف مجھ کو اطلاع دے کر ان کا احتیاط سے اور فاصلے سے تعاقب کرنا ہے۔

اب مراقبہ پورا ہو گیا ۔۔۔ یا تمہیں بابا گورداسپوری کا تعویز بھی لے کر دوں۔ اوور‘‘ ۔۔۔ عمران نے کہا۔

’’ٹھیک ہے سر ۔۔۔ میں سمجھ گیا۔ اوور‘‘ ۔۔۔ ٹائیگر کی آواز آئی اور عمران نے ۔۔۔ ’’اوور اینڈ آل‘‘ ۔۔۔ کہہ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر دوبارہ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔

ابھی اس نے ناب کو گھمایا ہی تھا کہ یکلخت ٹرانسمیٹر کا سبز بلب جل اٹھا اور عمران نے چونک کر ہاتھ روک لیا۔

’’یس کرنل ڈی ! ۔۔۔ میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ سڑک کے راستے پروفیسر کو لایا جائے ۔۔۔ ہم ابھی آدھے گھنٹے بعد چل پڑیں گے۔ میں نے تمام تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ اوور‘‘ ۔۔۔ میجر پرمود کی آواز آپریشن روم میں گونجی اور عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

میجر پرمود وسیع حیطہ عمل کے ٹرانسمیٹر پر باس کرنل ڈی سے بات کر رہا تھا اور دانش منزل کے ٹرانسمیٹر نے اچانک کال پکڑ لی۔

’’لیکن سڑک کے راستے تو انہوں نے انتہائی سخت چیکنگ کر رکھی ہو گی ۔۔۔ تم اگر ایک دو روز رک سکو تو میں پاکیشیا میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے کوئی ہیلی کاپٹر اغوا کرا کے تم تک پہنچانے کا بندوبست کر دوں۔ اوور‘‘ ۔۔۔ دوسری طرف سے بھاری آواز سنائی دی۔

’’میں نے تاشا کی پہاڑیوں والے راستے کا انتخاب کیا ہے باس ! یہ راستہ دشوار گذار اور طویل ضرور ہے۔ لیکن محفوظ رہے گا۔ اس راستے کی طرف کم ہی کسی کی توجہ رہے گی ۔۔۔ زیادہ سے زیادہ یہاں منشیات چیک کرنے والی چوکیاں ہوں گی۔ ان سے میں نپٹ

لوں گا ۔۔۔ پھر میں نے اسی لئے پہلے ہی جیگوار کا بندوبست کر رکھا تھا۔ جیگوار یہ فاصلہ آسانی سے طے کر جائے گی ۔۔۔ توفیق ایک ہیوی ڈیوٹی ڈاج ٹوارٹ گاڑی اڑا لایا ہے ۔۔۔ اس طرح دو گاڑیوں میں ہم آسانی سے پروفیسر بارکی کو لے آئیں گے ۔۔۔ ہیلی کاپٹر آسانی سے نظروں میں آ جاتا ہے۔ البتہ آپ ایسا کریں کہ پہاڑیوں کے پیچھے اپنی سرحد پر دو ہیلی کاپٹروں کو تیار رکھیں۔ اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں ریڈ کاشن دے دوں گا۔ ہیلی کاپٹر ہمیں اٹھا لیں گے۔ اوور‘‘ ۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔

’’تاشا کی پہاڑیوں میں پاکیشیا کا ایک بڑا ایئر بیس موجود ہے اس لئے ہیلی کاپٹر زیادہ دور پاکیشیا کے اندر نہ آ سکیں گے ۔۔۔ البتہ نزدیک کی بات اور ہے ۔۔۔ بہرحال وہ تیار رہیں گے۔ اوور‘‘ ۔۔۔ کرنل ڈی نے جواب دیا۔

’’ٹھیک ہے جناب ! ۔۔۔ اول تو مجھے امید نہیں کہ ان کی ضرورت پڑے ۔۔۔ بہرحال جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا ۔۔۔ پروفیسر بارکی کو زیادہ دیر یہاں روکنا ٹھیک نہیں ہے۔ اوور‘‘ ۔۔۔ پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’او کے ! ۔۔۔ وش یو گڈ لک ۔۔۔ میں پہاڑیوں کے پار تمہارا انتظار کروں گا ۔۔۔ اس عمران سے بہرحال محتاط رہنا ۔۔۔ اس کی ٹانگیں آکٹوپس کی طرح پاکیشیا میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہیں اور میں تمہیں کسی صورت ضائع نہیں کرنا چاہتا ۔۔۔ اور سنو ! ۔۔۔ میں نے اعلیٰ حکام سے بات کر لی ہے ۔۔۔ اگر پروفیسر بارکی کسی صورت بھی یہاں تک نہ پہنچ سکے تو

پھر اُسے گولی مار دینا ــــ اگر وہ ہمارے کام کا نہیں رہا تو پھر کسی اور کے کام بھی نہ آئے۔ اوور" ــــ کرنل ڈی نے کہا۔

"او۔کے ــ اوور" ــ میجر رمود نے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ــــ کرنل ڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بلب بجھ گیا۔

"اچھا ہی ہے یہ ــ مجھے آکٹوپس بنا دیا اس نے ــــ اگر جولیا کو پتہ چل گیا تو کیا ہوگا" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنس دیا۔

"آپ کا آئیڈیا سو فیصد درست نکلا عمران صاحب! ــ میجر رمود نے تاشا کی پہاڑیوں والے راستے کا ہی انتخاب کیا ہے" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"اب کیا کروں ــ بی امّاں نے جوتیاں مار مار کر میری کھوپڑی کے بے شمار سیل چالو کر دیئے ہیں ــــ اس لئے میرا آئیڈیا درست نکلتا ہے اور لوگ مجھے آکٹوپس کہنا شروع کر دیتے ہیں ــ ہو نہ ہو ناخلف کہیں کے ــ امّاں بی کی جوتیاں کھا لیں تو یہ بھی آکٹوپس بن سکتے ہیں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اب تو اتفاق سے ساری پلاننگ سامنے آ گئی ہے ــــ میرے خیال میں ہمیں تاشا کی پہاڑیوں والے راستے کے آغاز میں ہی چیکنگ کر لینی چاہیئے ــ تاکہ یہ لوگ آگے بڑھ ہی نہ سکیں" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"آغاز میں کافی رش ہوتا ہے ــــ اس کے بعد جب سڑک رالام

کی طرف مڑ جاتی ہے تو پھر سارا ٹریفک ادھر گھوم جاتا ہے اور تاشا کی پہاڑیوں والی سڑک سنسان ہو جاتی ہے ــــ رالام موڑ سے ذرا آگے چیکنگ کرنی ہوگی" ــــ عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہاں سے بلگارنیہ کی سرحد کافی نزدیک ہے ــ ایسا نہ ہو کہ وہ نکل جائیں" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"خوامخواہ نکل جائیں گے ــ آکٹوپس سے بچ نکلنا آسان ہے کیا"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"جوزف دی گریٹ" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف! ــ ٹائیگر پہنچ گیا ہے ــــ؟" عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ ماسٹر! ــ یس ابھی پہنچا ہے ــ بڑی شاندار یونیفارم پہن رکھی ہے اس نے ــ مجھے کہہ رہا تھا کہ شراب کا پرمٹ دکھاؤ ــ اور ماسٹر! میں نے پرمٹ دکھا دیا ــــ اور اب جوانا اس کی مرہم پٹی کر رہا ہے"۔ جوزف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کالے دلّے! ــ کیسا پرمٹ دکھا دیا غریب کو" ــــ؟ عمران نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"صرف ایک لفٹ ہک کافی رہا ماسٹر" ــــ جوزف نے مسرت بھرے انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو تم نے میرے مہمان پہ ہاتھ اٹھا دیا ــــ ایک سو ڈنڈ ــ

فوراً شروع ہو جاؤ ۔۔۔ میں آرہا ہوں ۔۔۔ تیری شکل دیکھ کر گنتی کرونگا۔ اور اگر بے ایمانی کی تو رشمپا کی سُرخ چیل تمہارے سر پر انڈے دینا شروع کر دے گی" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ماسٹر! ۔۔۔ فار گاڈ سیک معاف کر دو ماسٹر" ۔۔۔ جوزف نے یکلخت گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈیڑھ سو" ۔۔۔ عمران کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا اور دوسری طرف سے ایک زوردار کراہ کے ساتھ ہی رسیور کریڈل پر گر گیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"بڑی سخت سزا دیتے ہیں آپ جوزف کو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اگر ایسا نہ کروں تو کسی روز وہ مجھے بھی پرمٹ دکھانے سے باز نہ آئے گا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں ۔۔۔ اُمید تو نہیں ہے کہ جوزف رشمپا کی سُرخ چیل کے خوف کے باعث گنتی میں بے ایمانی کرے ۔۔۔ لیکن پھر بھی تم ایسا کرو کہ صفدر۔ کیپٹن شکیل۔ تنویر اور جولیا کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے تاشا کی پہاڑیوں کے آخری سرے پر پہنچا دو ۔۔۔ وہ وہاں چھپے رہیں گے تاکہ اگر کسی بھی صورت میں میجر برمود وہاں تک پہنچ بھی جائے تو وہ اُسے کور کرلیں ۔۔۔ ایئر مارشل کو بطور ایکسٹو کہہ دینا کہ وہ سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹر کو مشکوک نہ سمجھے۔ اُسے نمبر اور جگہ بتا دینا ۔۔۔ میں جوزف۔ جوانا اور ٹائیگر کو ساتھ لے کر رالام موڑ پر میجر برمود سے مصافحہ کی سعادت حاصل کرنے پہنچ جاؤں گا۔ بی۔ الیون ٹرانسمیٹر پر رابطہ

رہے گا" ۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو ۔۔۔" بلیک زیرو نے رکتے رکتے کچھ کہنا چاہا۔

"تمہیں شاید پھر بے ہوش ہونے کا شوق پیدا ہو رہا ہے۔ بہرحال تم بھی شوق پورا کرلو ۔۔۔ تم تین نمبر پہاڑی پر پہنچ جانا ۔۔۔ وہاں سے تم آسانی سے نگرانی کر سکو گے ۔۔۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ بیہوش ہو جانے سے پہلے کوئی کام دکھا سکو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

جیگوار اور ڈاج ڈارٹ خاصی تیز رفتاری سے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتی ہوئی دارالحکومت کی سڑکوں پر سے گذر رہی تھیں۔ جیگوار کا سٹیئرنگ کیپٹن طارق کے ہاتھوں میں تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر میجر پرمود بیٹھا ہوا تھا۔ پچھلی سیٹ پر لیڈی طاہرہ اور پروفیسر بارکی بیٹھے ہوئے تھے۔

پروفیسر بارکی کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن چہرہ بالکل سپاٹ تھا اور وہ سیٹ سے پشت لگائے بالکل خاموش بیٹھا تھا اس کی آنکھوں سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ دور خلاؤں میں جھانک رہا ہو۔ میجر پرمود نے اُسے آرگیم ایکس فائیو کے تین انجکشن بیک وقت لگا دیئے تھے۔ ان انجکشنوں کا یہ ہی اثر تھا کہ وہ جسمانی طور پر ہوش میں ہونے کے باوجود ذہنی طور پر بیہوشی کے عالم میں تھا۔ ان سب نے غیر ملکی سیاحوں کا میک اپ کر رکھا تھا۔ کاغذات کی رو سے وہ جرمن کی ایک مشہور

یونیورسٹی کے پروفیسر تھے۔ اور چھٹیوں کے دوران تفریح کے لیئے آئے تھے اور اب پاکیشیا سے بلگارنیہ کی طرف جا رہے تھے۔ چونکہ پاکیشیا اور بلگارنیہ کے درمیان ویزے کی پابندی نہ تھی۔ اس لئے اجازت نامے اور ویزے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ صرف پاسپورٹ وغیرہ ہی کافی تھے۔
ڈاج ڈارٹ میں اکیلا توفیق تھا۔ اس کے پاس ایکریمیا کا پاسپورٹ تھا جس پر مقصد سفر، تفریح اور سیاحت لکھا ہوا تھا۔
میرا ذہن کہہ رہا ہے میجر! ــــ کہ ہم سخت حالات سے گزریں گے ــــ اچانک کیپٹن طارق نے ایک موڑ سے جیگوار کو گھماتے ہوئے کہا۔

" ہم ہمیشہ سخت حالات سے گزرتے رہتے ہیں ــــ ہمارا پیشہ ہی ایسا ہے ــــ میجر پرمود نے سرد لہجے میں جواب دیا۔
" اگر سیکرٹ سروس یا ملٹری انٹیلی جنس نے اس راستے پر بھی پکٹنگ رکھی ہوئی تو بڑی مشکل ہو جائے گی" ــــ کیپٹن طارق نے چند لمحے اموش رہنے کے بعد پوچھا۔
" کونسے راستے سے" ــــ ؟ میجر پرمود نے مسکرا کر پوچھا۔
" یہی تاشا کی پہاڑیوں والا راستہ ــــ عام طور پر سیاح اس راستے ے بلگارنیہ نہیں جاتے" ــــ کیپٹن طارق نے کہا۔
" بس تم چلتے رہو ــــ تم میجر پرمود کو احمق سمجھتے ہو شاید" ــــ میجر ود نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔
" اوہ سر! ــــ ایسی کوئی بات نہیں ــــ اگر آپ نے ایسا محسوس کیا ہے ں معافی چاہتا ہوں" ــــ کیپٹن طارق نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو کیپٹن! — پرمود نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں — مجھے معلوم ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے لازماً اس راستے پر چیکنگ کر رکھی ہوگی — یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی ذہین آدمی اس راستے کو نظر انداز کر دے — اگر عمران کی جگہ میں ہوتا تو سب سے پہلے میں اسی راستے کے متعلق ہی سوچتا" — میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ میجر! — میں بھی یہی سوچ رہا تھا — لیکن ہم پھر بھی —" کیپٹن طارق نے دانستہ فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"پرواہ مت کرو — اگر وہ علی عمران ہے تو میرا نام بھی پرمود ہے میں شطرنج کھیلنا جانتا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ شہ مات کیسے دی جاتی ہے" — پرمود نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کیپٹن طارق نے سر ہلا دیا۔

"لیکن میجر! — آپ نے کرنل ڈی کو تو ٹرانسمیٹر پر یہی بتایا تھا کہ آپ اسی راستے سے آ رہے ہیں" — پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی لیڈی طاہرہ نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا — وسیع حیطۂ عمل کی ٹرانسمیٹر کال کہیں بھی جگہ مانیٹر کی جا سکتی ہے" — میجر پرمود نے جواب دیا اور کیپٹن طارق اور لیڈی طاہرہ دونوں خاموش ہو گئے۔

اب وہ تاشاکی پہاڑیوں کی طرف جانے والے راستے پر پہنچ چکے تھے۔ اور اب ڈاج ڈارٹ کافی فاصلے پر پیچھے آ رہی تھی۔ سڑک پر خاصا ٹریفک تھا۔ اس لئے ان دونوں کاروں کے درمیان دس بارہ کے قریب کاریں چل رہی تھیں۔

"یہ سارا ٹریفک راما موڑ تک ہوگا — اس کے بعد تو شاذ و نادر ہی کاریں باقی رہ جائیں گی" — کیپٹن طارق نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔ وہ اب ایک نئے زاویے سے بات کر رہا تھا۔ لیکن میجر پرمود نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بالکل خاموش رہا۔

کیپٹن طارق نے چہرہ موڑ کر ایک نظر میجر پرمود کو دیکھا اور پھر وہ بھی خاموش ہو گیا۔

جیگوار کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی اور دوسری کاریں سپیڈ میں اس کا مقابلہ نہ کر رہی تھیں۔ اس لئے وہ انہیں پیچھے چھوڑتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد اچانک ایک موڑ مڑتے ہی میجر پرمود یکلخت سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے جلدی سے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو — نمبر نائن کالنگ۔ اوور" — میجر پرمود کا لہجہ بدلا ہوا تھا۔

"یس تھرٹی ون اٹنڈنگ۔ اوور" — دوسری طرف سے توفیق کی زسنائی دی۔ وہ اصل لہجے میں بول رہا تھا۔

"عزیزے سنو! — میں بی۔ ون سے گھوم کر جاؤں گا — تم وَن وَن پر سیدھے چلے جانا — اور پھر تھرٹی ون پر پہنچ کر فور ون کی طرف گھومتے ہوئے فائیو ون پر ہمارے پاس پہنچ جانا — اس دوران کوئی بھی مسئلہ ہو کال کر لینا۔ اوور" — میجر پرمود نے کہا۔

"ٹھیک ہے — میں سمجھ گیا۔ اوور" — توفیق کی اطمینان بھری آواز دی اور میجر پرمود نے "اوور اینڈ آل" — کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا

اور اُسے جیب میں ڈال لیا۔

کیپٹن! ـــ اگلے موڑ کے بعد دائیں طرف خشک پہاڑیوں کی طرف ایک چھوٹی سی سڑک جا رہی ہے ـــ تم کار اس پر موڑ لینا۔ اور احتیاط سے چلانا۔ سڑک بے حد خراب ہے" ـــ میجر پرمود نے کیپٹن طارق سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"یس میجر" ـــ کیپٹن طارق نے کہا اور پھر اگلے موڑ کے بعد واقعی ایک پتلی سی سڑک دائیں طرف جاتی دکھائی دی۔ کیپٹن طارق نے کار ادھر موڑ دی۔ اور ساتھ ہی رفتار آہستہ کر لی۔ کار اب ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔

"اپنے ہتھیار نکال کر ہاتھوں میں لے لو" ـــ میجر پرمود نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جھک کر قدموں میں پڑی ہوئی ایک چھوٹی نال کی مشین گن اٹھا کر رانوں پر رکھ لی۔ اب وہ کسی زخمی چیتے کی طرح پوری طرح چوکنا نظر آ رہا تھا۔

کار آہستہ آہستہ آگے بڑھی جا رہی تھی۔ یہ سڑک سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ سڑک کی حالت بتا رہی تھی کہ اسے عرصے سے استعمال نہیں کیا گیا۔ کیپٹن طارق بڑی احتیاط سے کار چلا رہا تھا۔ اب کار پہاڑیوں کے اندر گھومتی پھر رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ سڑک آگے بڑھنے کی بجائے مختلف پہاڑیوں میں ہی گھوم رہی ہو۔ میجر پرمود خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد میجر پرمود نے کیپٹن طارق سے کار روکنے کے لئے کہا۔ اس وقت کار خاصی بلندی پر موجود تھی۔ میجر پرمود

کی نظریں بائیں طرف نیچے جمی ہوئی تھیں۔ اور پھر اُسے دُور سے نیچے ایک کار کی بتیاں جھلملاتی ہوئی نظر آئیں اور پرمود کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ توفیق کی کار ہے اور چونکہ توفیق نے اب تک خطرے کا کوئی کاشن نہ دیا تھا اس لئے ظاہر ہے کہ اُسے چیک نہیں کیا جا سکا۔

تھوڑی دیر بعد ڈاج ڈارٹ مختلف راستوں سے گھومتی ہوئی ان کے پاس پہنچ کر رک گئی اور توفیق نیچے اتر کر میجر پرمود کی طرف بڑھا۔

"کیا رپورٹ ہے توفیق" ـــ میجر پرمود نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"معمول کی چیکنگ ہوئی ہے ـــ اس کے سوا اور کچھ نہیں" ـــ توفیق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او کے! ـــ اب نیچے اتر دو" ـــ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"توفیق! ـــ پیکٹ نکال لاؤ" ـــ میجر پرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق سر ہلاتا ہوا اپنی کار کی طرف مڑا۔ اس نے کار کی ڈگی کھولی اور پھر ایک بڑا سا پیکٹ نکال کر نیچے رکھ دیا۔

"اس پیکٹ میں ہیلیم گیس والا غبارہ ہے ـــ اسے تیار کرو ـــ میں اور پروفیسر بارکی اس کے ذریعے جائیں گے ـــ تم سب کاروں کے ذریعے اصل راستے سے آؤ گے" ـــ پرمود نے کہا۔

"اوہ ـــ اس میں غبارہ ہے ـــ میں تو ریڈی میڈ کپڑے سمجھتا رہا۔ چیکنگ کرنے والوں نے بھی اسے یہی سمجھ کر چھوڑ دیا تھا" ـــ توفیق

کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"میں نے اس کی پیکنگ ہی اس طرح کی تھی ـــــ تم اسے تیار کرو" ـــــ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے جیگوار کار سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں بلند ہوئیں اور میجر پرمود بُری طرح چونک کر جیگوار کار کی طرف مڑا۔ اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا اسٹیرنگ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر کار میں نصب ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــ کرنل ڈی کالنگ زیرو زیرو نائن۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے کرنل ڈی کی آواز سنائی دی اور پرمود نے ایک طویل سانس لیا۔

"یس ـــ زیرو زیرو نائن اٹنڈنگ۔ اوور" ـــــ میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے میجر! ـــــ میں تمہاری کال کا منتظر ہوں۔ اوور" ـ کرنل ڈی کا لہجہ خشک تھا۔

"سر! ـــ ہم تاشا کی پہاڑیوں میں سفر کر رہے ہیں ـــ میں نے ایک نیا پروگرام بنایا ہے۔ ہم پرانی سڑک پر گھوم کر بڑی سڑک چھوڑ کر اندر آ گئے ہیں ـــــ میرا پروگرام ہے کہ یہاں سے ہم کاروں کی بجائے ہیلیم گیس غبارے کے ذریعے سفر کر کے بلگارنیہ پہنچیں گے صرف میں اور پروفیسر بارکی ـــ باقی لوگ کاروں کے ذریعے بلگارنیہ پہنچیں گے۔ اس طرح اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو کم از کم پروفیسر بارکی صحیح سلامت پہنچ جائے گا۔ اوور" ـــــ پرمود نے جواب دیا۔

"لیکن غبارہ ہٹ بھی تو کیا جا سکتا ہے۔ اوور" ـــــ کرنل ڈی نے کہا۔

"اس میں روشنی نہیں ہوگی کرنل! ـــ اور میں اسے نیچی پرواز کرتا ہوا

لے آؤں گا۔ مجھے امید ہے کہ ہم صحیح سلامت پہنچ جائیں گے۔ اوور" ـــــ میجر پرمود نے جواب دیا۔ اور دوسری طرف سے "اوور اینڈ آل" کہنے کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ میجر پرمود نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا اور واپس توفیق کی طرف مڑا جو غبارہ تیار کرنے میں مصروف تھا۔ پیکٹ کی تہہ میں موجود ہیلیم گیس کے سلنڈر سے وہ غبارے میں گیس بھر رہا تھا اور غبارے کا حجم تیزی سے پھیلتا جا رہا تھا۔

"میجر! ـــ یہ کال بھی تو مانیٹر ہو سکتی ہے ـــ" لیڈی طاہرہ نے کہا۔

"نہیں! ـــ یہ چیک نہیں ہو سکتی ـــ یہاں سے بلگارنیہ کا فاصلہ کم ہے اور کال شارٹ ویو پر ہو رہی تھی۔ اسی لئے تو کار ٹرانسمیٹر نے اسے کیچ کر لیا" ـــــ میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ویسے میجر! ـــ آپ بے حد ذہین ہیں ـــ آج مجھے یقین ہو گیا ہے۔ آپ نے واقعی بے داغ پروگرام بنایا ہے" ـــــ کیپٹن طارق نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا اور میجر پرمود مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

رالام موڑ سے ذرا آگے ایک پہاڑی کی دیوار نما چٹان کے پیچھے
فور وہیلز اور طاقتور انجن والی جیپ چھپی کھڑی تھی۔ جیپ کے اندر
جوزف۔ جوانا اور ٹائیگر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ تینوں اصل شکل میں تھے۔
کیونکہ عمران کا پہلا پروگرام تو ختم ہو گیا تھا۔ عمران پہاڑی کے اوپر ایک
چٹان کے پیچھے لیٹا ہوا آنکھوں سے نائٹ ٹیلی سکوپ لگائے رالام موڑ
کی طرف نظریں جمائے ہوئے تھا۔
دارالحکومت کی طرف سے آنے والا ٹریفک تمام تر رالام موڑ سے
مڑا چلا جا رہا تھا۔ اور کوئی گاڑی آگے نہ آ رہی تھی۔ ویسے بھی عمران کو
جیگوار اور ڈاج ڈراب کی تلاش تھی۔ لیکن اس قسم کی کوئی گاڑی بھی ابھی
سڑک پر نظر نہ آئی تھی۔
وقت تیزی سے گذر رہا تھا اور عمران کے ذہن میں تشویش کے کیڑے
رینگنے لگے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ ٹرانسمیٹر کال وغیرہ دھوکہ نہ ہوں۔

اور میجر پرمود نے ادھر آنے کی بجائے کوئی اور سیدھا سادا سا راستہ
منتخب کر لیا ہو۔ لیکن جہاں تک اُسے میجر پرمود کی فطرت کا اندازہ تھا
اس لحاظ سے اُسے یہی راستہ اختیار کرنا چاہیئے تھا۔
اسی لمحے عمران کی جیب میں پڑے ہوئے الیون بی ٹرانسمیٹر کی ٹوں
ٹوں سنائی دی۔ عمران نے جلدی سے ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور پھر اس کا
بٹن آن کر دیا۔
"ہیلو — ایکسٹو کالنگ عمران۔ اوور" —— بلیک زیرو کی آواز
سنائی دی۔
"یس عمران اٹنڈنگ۔ اوور" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں
کہا۔ کیونکہ بی۔ الیون ٹرانسمیٹر صفدر اور جولیا کے پاس بھی تھا اس لئے کال
کیچ ہو جانے کا رسک بہرحال موجود تھا۔
"رالام موڑ سے پہلے پہاڑیوں کے درمیان دو کاروں کی بتیاں دیکھی
گئی ہیں — وہ مختلف راستوں پر چل رہی ہیں۔ اوور" —— ایکسٹو نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے عمران کے سنجیدہ جواب کی وجہ سے
وہ بھی اس خدشے کو سمجھ گیا ہو گا۔
"بتیوں سے ان کاروں کی ساخت کا پتہ چل سکتا ہے۔ اوور" ——
عمران اس بار واقعی سنجیدہ ہو گیا تھا۔
"ہاں — بتایا گیا ہے کہ ان میں سے ایک جیگوار اور دوسری ڈاج
ڈارٹ ہو سکتی ہے۔ اوور" —— بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران
نے ایک طویل سانس لیا۔ اس نے تو لیس بلیک زیرو کا دل رکھنے کے لئے
اُسے سب سے اونچی پہاڑی پر نگرانی کرنے کا کہہ دیا تھا لیکن اب یہ

دل رکھنا کام آ رہا تھا۔ ظاہر ہے میجر پرمود اس کی توقع سے کہیں زیادہ چالاک ثابت ہو رہا تھا۔ وہ براہ راست سڑک پر آنے کی بجائے رالام موڑ سے پہلے ہی پہاڑیوں کی طرف گھوم گئے تھے۔

"چیک کرائیں کہ ان کا مقصد کیا ہو سکتا ہے ــــ کیونکہ ان پہاڑی راستوں کی سڑکوں کے ذریعے وہ کسی طور پر بھی سرحد پار نہیں کر سکتے۔ اوور" ــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں چیکنگ کا حکم دے دیتا ہوں ــــ اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا۔ ظاہر ہے وہ یہ تو نہ کہہ سکتا تھا کہ وہ خود بیٹھا چیکنگ کر رہا ہے۔ اس لئے ایسا انداز استعمال کیا جا رہا تھا جیسے کوئی ماتحت چیک کر کے ایکسٹو کو رپورٹ دے رہا ہو۔ اسی طرح ایکسٹو کا وقار قائم رہ سکتا تھا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر چٹان سے اتر کر تیزی سے دوڑتا ہوا جیپ کی طرف بڑھا۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر جیپ کو بجائے سڑک پر لے آنے کے وہ اندرونی پہاڑیوں کی طرف دوڑانے لگا۔ اس نے دانت بھینچ رکھے تھے اور چہرہ انتہائی سنجیدہ تھا۔

"کیا ہوا عمران صاحب!" ــــ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا وہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"لڑکا یا لڑکی ــــ کچھ نہ کچھ تو ضرور ہو گا" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سہم کر خاموش ہو گیا۔ وہ عمران کا موڈ سمجھ گیا تھا کہ وہ اس وقت گفتگو کرنے کے موڈ میں نہیں ہے۔

جیپ کی ہیڈ لائٹیں بند تھیں لیکن عمران اس کے باوجود جیپ کو

اس مہارت سے ٹیڑھے میڑھے اور ٹوٹے پھوٹے راستے پر دوڑائے چلا جا رہا تھا جیسے وہ دن کی روشنی میں جیپ چلا رہا ہو۔ ٹائیگر کے چہرے پر عمران کو اس انداز میں جیپ چلاتے دیکھ کر شدید حیرت کے آثار جیسے منجمد ہو کر رہ گئے تھے۔ کم از کم وہ اتنی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے ایک اونچی پہاڑی کے دامن میں جیپ روکی اور پھر اچھل کر نیچے اترا۔ نائٹ ٹیلی سکوپ چونکہ اس کے گلے میں لٹک رہی تھی اس لئے نیچے اترتے ہی وہ تیزی سے چٹانیں پھلانگتا ہوا پہاڑی کے اوپر چڑھتا گیا۔

کافی اونچائی پر پہنچ کر وہ ایک چٹان پر لیٹ گیا اور اس نے نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگا لی اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکلا۔ اب دونوں کاریں اسے آسانی سے نظر آ رہی تھیں۔ ایک کار جو اپنی ہیڈ لائٹس کی وجہ سے جگنو سی نظر آ رہی تھی ایک پہاڑی کے ساتھ رکی کھڑی تھی۔ جبکہ دوسری جو یقیناً ڈاج ڈارٹ تھی تیزی سے پہاڑی راستوں پر دوڑتی پھر رہی تھی۔ عمران چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر وہ سمجھ گیا کہ دوسری کار لازماً پہلی کار کے پاس ہی پہنچے گی۔ اس نے فاصلے کا اندازہ کیا اور پھر اس نے ایک پتھر اٹھایا اور اسے نیچے گہرائی میں کھڑی ہوئی جیپ کے ہڈ پر پھینک دیا۔

پتھر جیپ کے ہڈ پر لگنے سے ہلکا سا دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے ٹائیگر تیزی سے جیپ سے باہر نکل آیا اور اوپر کی طرف دیکھنے لگا۔

"ٹائیگر! ــــ میری سیٹ کے نیچے ایک چھوٹا ٹرانسمیٹر باکس میں موجود ہے۔ اسے نکالو" ــــ عمران نے تیز آواز میں کہا۔

ٹائیگر نے نیچے سے ایسے ہاتھ ہلا دیا جیسے اُسے عمران کی بات سمجھ میں آگئی ہو۔

عمران نے جیب سے ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور پھر اس کی ناب گھما کر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ٹائیگر! ۔۔۔ عمران بول رہا ہوں۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے آہستہ سے کہا۔

"یس عمران صاحب! ۔۔۔ میں سُن رہا ہوں۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"تم تینوں جیپ سے نکلو ۔۔۔ مکمل اسلحہ اٹھا لو ۔۔۔ یہاں سے کچھ دُور ایک پہاڑی پر میجر پرمود اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود ہے۔ تم نے وہاں پہنچنا ہے ۔۔۔ میں تمہاری راہنمائی کروں گا ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ جب تک میں نہ کہوں تم نے کوئی ایکشن نہیں لینا۔ اوور۔" عمران نے کہا۔

"یس سر۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔ اور پھر چند لمحوں بعد تینوں سائے جیپ سے باہر نکل آئے۔ اور عمران نے ان کی راہنمائی شروع کر دی۔ وہ انہیں راستہ بتاتا جا رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں اس پہاڑی کے قریب پہنچ چکے تھے۔

"تم یہیں رُک جاؤ اور میرے اشارے کا انتظار کرو۔ اوور اینڈ آل" عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں ڈالا اور پھر کسی بندر کی طرح چھلانگیں لگاتا ہوا نیچے اترا۔ اور دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر جیپ میں بیٹھ چکا تھا اور جیپ دوبارہ پہاڑی راستوں پر

دوڑنے لگی۔ ہیڈ لائیٹس بدستور بند تھیں۔ حالانکہ اس بار عمران اُسے اس قدر زیادہ تیز رفتاری سے چلا رہا تھا جیسے وہ شہر کی بڑی سڑک پر اُسے دوڑا رہا ہو۔ جیپ بُری طرح اچھلتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ سٹیرنگ عمران کے ہاتھوں میں جیسے ناچ رہا تھا۔ کئی بار جیپ اس طرح ایک سائیڈ سے اٹھی جیسے اُلٹ کر ہزاروں فٹ کی گہرائی میں جا گرے گی۔ لیکن پھر سنبھل جاتی۔ عمران ہونٹ بھینچے مسلسل ایکسیلیٹر دبائے چلا جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک موڑ کاٹنے کے بعد اس نے جیپ کو ایک چٹان کی اوٹ میں روک دیا۔ یہاں سے آگے جانے میں جیپ کے انجن کی آواز میجر پرمود تک پہنچ جانے کا خدشہ تھا۔ اور عمران نے اس بات کا بھی خیال رکھا تھا کہ جیپ اس راستے پر دوڑائے جدھر سے ہوا کا رُخ مخالف ہو۔ میجر پرمود کی سائیڈ سے ہوا آ رہی ہو۔ جا نہ رہی ہو۔ کیونکہ اس قدر خاموشی میں دور سے بھی طاقتور جیپ کے انجن کی آواز پہنچ سکتی تھی اور عمران جانتا تھا کہ میجر پرمود ہلکی سی آواز سے بھی چونک سکتا تھا۔

جیپ روک کر اس نے جھک کر نیچے رکھی ہوئی مشین گن اٹھا کر کاندھے سے لٹکائی ہی تھی کہ جیپ میں رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں۔ عمران نے جلدی سے ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر بجائے اس کا بٹن آن کرنے کے اس نے ناب گھما کر فریکوئنسی بدل دی۔ اس جگہ وہ ٹرانسمیٹر کال کرنے کا خدشہ مول نہ لے سکتا تھا۔ اور اُسے معلوم تھا کہ یہ کال بلیک زیرو کی طرف سے ہی ہو گی۔ وہ اُسے سچویشن بتانا چاہتا ہو گا۔ جب کہ اب اُسے اس کی ضرورت نہ تھی۔ اور عمران جانتا تھا کہ فریکوئنسی

بدلے جانے کے بعد بلیک زیرو سمجھ گیا ہو گا کہ عمران کسی ایسی سچویشن میں ہے کہ وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے وہ لازماً خاموش ہو رہے گا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر واپس جیب میں ڈالا اور پھر چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا وہ آگے کی طرف بڑی احتیاط سے کھسکتا چلا گیا۔

• تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا اور اب وہ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے بالکل قریب تھا۔

اسی لمحے میجر پرمود کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ ٹرانسیٹر پر کرنل ڈی سے باتیں کر رہا تھا۔ جب کہ اس کا ایک ساتھی ہیلیم گیس کا غبارہ تیار کر رہا تھا۔ اور دو ساتھی جیگوار کار کے باہر کھڑے تھے۔ اندر کار کی سیٹ سے پشت لگائے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ یوں بیٹھا ہوا تھا جیسے کوئی مجسمہ ہو۔ اور عمران سمجھ گیا کہ وہ یقیناً پروفیسر بارکی ہو گا۔

میجر پرمود کی آواز عمران کو صاف سنائی دے رہی تھی۔ وہ کرنل ڈی کو اپنا نیا پروگرام بتا رہا تھا۔ اور عمران کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

غبارے والا آئیڈیا خوب تو تھا لیکن میجر پرمود کو معلوم نہ تھا کہ اونچی پہاڑی پر بلیک زیرو موجود ہے۔ ظاہر ہے غبارہ اس کی نظروں سے چھپا نہ رہ سکتا تھا۔ اور پھر اس کے بعد اس غبارے کو گرا لینا کوئی مشکل بات نہ تھی۔

تھوڑی دیر میں غبارہ تیار ہو چکا تھا۔ بڑے سے غبارے کے

نیچے ایک بڑی سی پلاسٹک کی ٹوکری بندھی ہوئی تھی۔

”کیپٹن طارق! — پروفیسر بارکی کو لا کر اس ٹوکری میں لٹا دو۔ اور ہمارے جانے کے بعد تم علیحدہ علیحدہ کاروں میں واپس سڑک پر جانا اور اطمینان سے سرحد پار کر جانا“ — میجر پرمود کا لہجہ بے حد فاتحانہ تھا۔ جیسے اسے اپنی سکیم کی کامیابی پر مکمل یقین ہو۔ اور پھر ایک آدمی جو یقیناً کیپٹن طارق تھا۔ نے جیگوار کار کا دروازہ کھولا اور پروفیسر بارکی کو بازو سے پکڑ کر باہر کھینچ لیا۔ پروفیسر بارکی کسی مشین کی طرح باہر نکلا اور کیپٹن طارق کے ساتھ غبارے کی طرف بڑھ آیا جسے توفیق نے کنٹرول کر رکھا تھا۔ ایک رسی چٹان کے ساتھ باندھ دی گئی تھی۔ کیپٹن طارق نے پروفیسر کو ٹوکری میں بٹھا دیا۔

”ٹھیک ہے — سب کام احتیاط سے ہونا چاہئے“ — میجر پرمود نے ٹوکری میں چڑھتے ہوئے کہا اور توفیق اس طرف بڑھنے لگا جدھر غبارے کی رسی چٹان سے بندھی ہوئی تھی کہ اسی لمحے عمران نے جیب سے ریوالور نکالا اور ساتھ ہی ہاتھ لہرا کر اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور گولی نے غبارے میں سوراخ کر دیا اور ہیلیم گیس سیٹی کی آواز نکالتی ہوئی غبارے سے نکلنے لگی۔

”تمہارا کھیل ختم ہو گیا میجر پرمود! — تم مکمل طور پر گھیرے میں ہو۔ سب اپنے ہاتھ اٹھا لیں“ — عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس کی آواز پہاڑیوں میں گونجتی چلی گئی۔

ریوالور کے دھماکے کی آواز اور غبارے سے نکلنے والی ہیلیم گیس کی سیٹی کی آواز کے ساتھ ہی عمران کی کرخت آواز بھی پہاڑیوں میں گونج اٹھی۔

یہ تینوں آوازیں سنتے ہی میجر پرمود کے تینوں ساتھی تو حیرت کے مارے بت بنے رہ گئے۔ لیکن میجر پرمود جو اس وقت ٹوکری کے اندر کھڑا تھا بجلی کی سی تیزی سے تڑپا اور دوسرے لمحے پروفیسر بارکی اس کے سینے سے لگا کھڑا تھا اور اس کے ساتھ ہی میجر پرمود کے ہاتھ میں بھی ریوالور آ گیا تھا۔

"خبردار عمران!۔۔۔ میں پروفیسر بارکی کو گولی مار دوں گا۔۔۔" میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ عمران کی آواز پہچان گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر پروفیسر بارکی کے ساتھ ہی ٹوکری سے باہر آ گیا۔ اسی لمحے غبارے کی گیس پوری طرح نکل گئی اور اس کا پھیلا ہوا بڑے محیط کا پلاسٹک

کسی پھٹتے ہوئے آتش فشاں کے لاوے کی طرح نیچے پھیلتا گیا اور میجر پرمود شاید اسی لمحے کا منتظر تھا۔ کیونکہ پلاسٹک کو پوری طرح زمین پر گرنے میں کچھ لمحات لگتے تھے۔ اور ان لمحات میں جس طرف سے عمران کی آواز سنائی دی اس کے اور میجر پرمود کے درمیان غبارے کا پلاسٹک آ گیا تھا۔

"یار!۔۔۔ مار بھی ڈالو۔۔۔ جان تو چھوٹے اس بارکنگ پروفیسر سے۔" عمران کی آواز سنائی دی۔ لیکن میجر پرمود نے پروفیسر بارکی کو اٹھائے یکدم ایک زوردار چھلانگ لگائی اور پھر وہ حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پروفیسر سمیت جیگوار کار کی چھت کے اوپر سے گذر کر دوسری طرف جا گرا۔

اسی لمحے کیپٹن طارق۔ لیڈی طاہرہ اور توفیق کو بھی جیسے ہوش آ گیا۔ انہوں نے جلدی سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی۔ مگر اسی لمحے چٹان کے پیچھے سے جیسے دو سیاہ رنگ کے دیو ان پر جھپٹ پڑے اور لیڈی طاہرہ کے حلق سے خوفناک چیخ نکل گئی۔

"فادر جوشوا۔۔۔ یہ تو عورت ہے۔۔۔" ایک سیاہ سائے نے یکلخت گھبرائے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ کسی چڑیل سے ٹکرا گیا ہو۔ مگر دوسرے لمحے وہ کراہتا ہوا اور چیختا ہوا پیچھے ہٹتا گیا۔ کیونکہ توفیق نے لیڈی طاہرہ کے نیچے گرتے ہی اس پر بھرپور انداز میں حملہ کر دیا تھا۔

ادھر کیپٹن طارق کو پہلے تو جوانا نے کسی گیند کی طرح فضا میں اچھال دیا تھا لیکن زمین پر واپس گرنے سے پہلے ہی کیپٹن طارق کا جسم یکلخت

فضا میں گھوما اور اس نے جوانا کے منہ پر پوری قوت سے دونوں پیر جوڑ کر ضرب لگائی اور خود ہاتھوں کے بل زمین پر گرا اور قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہوا ہی تھا کہ جوانا کی بھرپور لات اس کے پہلو پر پڑی اور وہ کسی مار کھائے ہوئے پلّے کی طرح چیختا ہوا پشت کے بل ایک چٹان پر گرا اور دوسرے لمحے اس کی زوردار چیخ گہرائیوں میں ڈوبتی چلی گئی۔

اسی لمحے جوزف کی بھی بالکل اسی طرح کی چیخ سنائی دی۔ وہ بھی شاید کسی چٹان سے پھسل کر گہرائی میں گر گیا تھا۔ اور جوانا تڑپ کر ادھر مڑا جدھر جوزف کو گرانے والا آدمی تیزی سے مڑ رہا تھا۔ مگر راستے میں پڑی ہوئی لیڈی ہلاہ اسے نظر آ گئی چنانچہ وہ اس سے اس بری طرح ٹکرایا کر سنبھل نہ سکا اور منہ کے بل زمین پر گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی کھوپڑی پر ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی پر پورا پہاڑ آ گرا ہو۔ اس کا ذہن اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

میجر پرمود جیسے ہی پروفیسر بارکی سمیت کار کی دوسری طرف گرا۔ اس نے زمین پر پیر لگتے ہی کار کا دروازہ کھولا اور پوری قوت سے پروفیسر بارکی کو دوسری سیٹ پر اچھال کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار ایک زوردار جھٹکے سے آگے بڑھی۔ اسی لمحے اس پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی لیکن جیگوار کار مکمل طور پر بلٹ پروف تھی اس لئے گولیوں کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ٹوٹی پھوٹی سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔

میجر پرمود کے جسم میں تو شاید خون پارے میں تبدیل ہو گیا تھا۔ کیونکہ وہ اس خطرناک اور ٹوٹی ہوئی سڑک پر جیگوار جیسی بھاری کار کو اس طرح

دوڑائے چلا جا رہا تھا جیسے ورلڈ ریس میں حصہ لے رہا ہو۔ کار دو دو فٹ ہوا میں اچھلتی۔ لیکن پھر سنبھل جاتی۔ اس کے ٹائروں کی چیخیں بار بار پہاڑیوں میں گونجتی۔ سٹیرنگ پرمود کے ہاتھوں میں کسی کھلونے کی طرح حرکت کر رہا تھا۔ اور وہ ہونٹ بھینچے جیگوار جیسی کار کو اس کی انتہائی سپیڈ پر دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ یہ یقیناً موت کا کھیل تھا۔ لیکن میجر پرمود کی تو زندگی ہی موت سے کھیلتے گذری تھی۔ اس کے چہرے پر خوف کا ذرا برابر بھی کوئی تاثر نہ تھا۔ بیک مرر پر اسے اپنے پیچھے کوئی گاڑی آتی دکھائی نہ دی تھی۔ اس لئے اس نے سوچا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس یقیناً کوئی گاڑی نہ تھی اور اسے اپنا یہ خیال اس لئے بھی حقیقت معلوم ہو رہا تھا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی کسی گاڑی پر وہاں پہنچتے تو یقیناً وہ گاڑی کی آواز ضرور سن لیتا۔

وہ انتہائی تیز رفتاری سے کار دوڑاتا ہوا مین روڈ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ ساتھ والی سیٹ پر پروفیسر بارکی الٹا سیدھا پڑا ہوا تھا۔

جب کار پہاڑی سڑک سے ہوتی ہوئی مین روڈ پر پہنچی تو میجر پرمود نے ایک ہاتھ سے پروفیسر بارکی کو سیدھا کر کے سیٹ پر بٹھا دیا۔ اور پروفیسر بارکی کسی فرمانبردار بچے کی طرح سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ میجر پرمود کار آگے بڑھاتے لے گیا۔ وہ رالام موڑ سے تھوڑا پہلے مین روڈ پر پہنچا تھا اور پھر وہ ــــ کار رالام موڑ سے آگے سرحد کی طرف دوڑاتا چلا گیا۔ یہاں ٹریفک کا زور ٹوٹ گیا تھا اور اکا دکا کاریں اور ٹرک آ جا رہے تھے۔ جیگوار کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ لیکن میجر پرمود کی نظریں سرچ لائٹس کی طرح چاروں طرف

دوڑ رہی تھیں۔ اُسے معلوم تھا کہ اس کی ساری سکیم فیل ہو چکی ہے اور یقیناً یہ سارا علاقہ سیکرٹ سروس نے گھیر رکھا ہوگا۔ اس لئے وہ کسی نئی منصوبہ بندی کے لئے وقتی طور پر کوئی محفوظ جگہ ڈھونڈنا چاہتا تھا اور پھر چند لمحوں بعد اُسے ایسی جگہ نظر آ گئی۔ یہ سڑک سے ہٹ کر ایک پرانا سا پہاڑی قلعہ تھا جو دُور سے ہی ویران اور سنسان نظر آ رہا تھا۔ پرمود نے جیگوار کا رُخ اس کی طرف موڑ دیا اور چند ہی لمحوں بعد کار اس ویران اور کھنڈر قلعے کے اندر داخل ہو گئی۔ کار رکتے ہی میجر پرمود اچھل کر نیچے اترا اور پھر ریوالور سنبھالے وہ دوڑتا ہوا قلعے کے اندر چلا گیا تاکہ وہاں کوئی محفوظ جگہ تلاش کر سکے۔ قلعہ واقعی پرانا اور قطعاً سنسان پڑا ہوا تھا۔ پچھلی طرف ہزاروں فٹ کی گہرائی تھی۔ چند ہی لمحوں بعد پرمود نے ایک جگہ تلاش کر لی یہ ایک کمرے کی چھت تھی جہاں سے وہ خود اندھیرے میں رہ کر چاروں طرف آسانی سے نگرانی کر سکتا تھا۔ وہ واپس آیا اور اس نے کار کو قلعے کے اندر ایک سائیڈ پر چھپا کر روک دیا اور پھر پروفیسر بارکی کو باہر نکال کر وہ ساتھ گھسیٹتا ہوا اس چھت پر پہنچ گیا۔ یہاں اس نے پروفیسر بارکی کو زمین پر لٹا دیا۔ کار سے وہ ایک دُور مار رائفل، چند طاقتور بم بھی نکال لایا تھا تاکہ ضرورت کے وقت ان سے کام لے سکے۔ اسلحہ نیچے رکھ کر اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ زیرو زیرو نائن کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ وہ تیز لہجے میں بار بار یہی فقرہ دوہرا رہا تھا۔

"یس کرنل ڈی اٹنڈنگ۔ ۔۔۔ تم کہاں پہنچ چکے ہو۔ اوور" ۔۔۔؟ دوسری طرف سے کرنل ڈی کی اشتیاق بھری آواز سنائی دی۔

"باس! ۔۔۔ ساری سکیم فیل ہو گئی ہے ۔۔۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اچانک ہم پر حملہ کر دیا ۔۔۔ غبارہ ناکارہ کر دیا گیا ۔۔۔ میرے ساتھی شاید مارے ڈالے گئے ہیں ۔۔۔ میں پروفیسر بارکی سمیت ان کے گھیرے سے نکل آنے میں کامیاب ہو چکا ہوں اور اب رالام موڑ سے چار پانچ کلومیٹر آگے دائیں طرف ایک ویران پہاڑی قلعے کی چھت پر پروفیسر بارکی سمیت موجود ہوں ۔۔۔ لیکن کسی بھی لمحے یہاں سیکرٹ سروس پہنچ سکتی ہے۔ اس لئے اب ڈائرکٹ ایکشن کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ۔۔۔ آپ کوئی جنگی ہیلی کاپٹر بھیجیں یہیں قلعے پر۔ اوور" ۔۔۔ میجر پرمود نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ہیلی کاپٹر اور وہاں ۔۔۔ ناممکن ۔۔۔ یہاں پہاڑیوں پر پاکیشیا کا بہت بڑا ایئر بیس ہے اور اطلاعات کے مطابق وہ لوگ بے حد چوکنا ہیں ۔۔۔ وہ ایک لمحے سے بھی کم عرصہ میں ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دیں گے۔ اوور" ۔۔۔ کرنل ڈی نے مایوس سے لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ پھر میں خود ہی کوشش کرتا ہوں۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اوور" ۔۔۔ میجر پرمود نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم ایسا کرو کہ پروفیسر بارکی کو لے کر واپس دارالحکومت چلے جاؤ۔ میں چند روز میں ہی وہاں ایجنٹوں کا جال بچھا کر پروفیسر بارکی کو وہاں سے نکال لانے کا بندوبست کر دوں گا۔ اوور" ۔۔۔ کرنل ڈی نے کہا۔

"سوری باس! ۔۔۔ میجر پرمود اب پیچھے نہیں ہٹ سکتا ۔۔۔ اب میرا پیچھے ہٹنا عمران سے شکست کھانے کے مترادف ہے۔ اور میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ میجر پرمود نے انتہائی کرخت

لہجے میں کہا اور نہ صرف اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا بلکہ ناب گھما کر اس کی فریکوئنسی بھی پلٹ دی۔ تاکہ کرنل ڈی اب خود اس سے رابطہ نہ قائم کر سکے۔

ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال کر وہ سڑک کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں جیسے بھونچال سا آیا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آخر وہ یہاں سے کس طرح نکلے۔ اور پھر چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ ــــ وہ پروفیسر بارکی کے ساتھ جیگوار کو دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا جائے۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ یہ سوچ کر وہ اٹھا اور اس نے زمین پر پڑے ہوئے پروفیسر بارکی کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا۔ اسلحہ اٹھایا اور پھر وہ سیڑھیاں اتارتا ہوا پروفیسر بارکی کو نیچے لے آنے لگا۔

غبارے کا پلاسٹک گرتے ہوئے واقعی راستے کی دیوار بن گیا تھا عمران کو غبارے پر فائر کرتے ہوئے اس کا خیال بھی نہ آیا تھا اور جب غبارہ نیچے بیٹھا تو اسی لمحے اس کو جیگوار کار کے چلنے کی آواز سنائی دی اس نے تیزی سے اس پر فائر کھول دیا۔ لیکن جیگوار بجلی کی سی تیزی سے آگے دوڑتی چلی گئی۔ عمران پلٹ کر اس طرف دوڑا جدھر کچھ دور اس کی جیپ کھڑی تھی۔ لیکن اسی لمحے اس کے کانوں میں جوزف کی گہرائیوں میں ڈوبتی ہوئی چیخ سنائی دی۔ اس سے قبل ایک اور آدمی کی اسی طرح کی آواز سنائی دی تھی۔ لیکن جوزف کی چیخ نے اس کے قدم روک لئے وہ تیزی سے پلٹا اور اسی لمحے اس نے جوانا کو ٹھوکر کھا کر نیچے گرتے اور اس پر ایک آدمی کو کافی بڑا پتھر مارتے ہوئے دیکھا۔ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور پتھر مارنے والا چیخ مار کر پشت کے بل نیچے گرا۔ لیکن دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے

ہاتھ میں جلتے انگارے بھر گئے ہوں۔ گولی اس کی ہتھیلی کی پشت سے رگڑ کھا کر نکل گئی تھی اور ساتھ ہی ریوالور بھی اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔

عمران غراتا ہوا اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ زمین سے اٹھتے ہوئے ایک سائے سے پوری قوت سے جا ٹکرایا۔ گولی اسی سائے نے چلائی تھی۔ اس سائے کے حلق سے چیخ نکلی اور عمران سمجھ گیا کہ یہ آواز عورت کی ہے۔ اس نے اُس سے ٹکراتے ہی اُسے اچھال کر دور پھینکنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ عورت تو کسی جونک کی طرح اس سے لپٹ گئی۔

"ارے ارے ــــ ڈیڈی نے دیکھ لیا تو کھوپڑی پلپلی کر دیں گے۔" عمران نے بجلی کی سی تیزی سے گھومتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ مگر عورت جو یقیناً لیڈی طاہرہ تھی لڑائی بھڑائی کے فن میں خاصی ماہر تھی اس نے عمران کے گھومتے ہی پوری قوت سے اپنا گھٹنا اس کی پسلیوں میں جما دیا اور عمران اچھل کر پشت کے بل زمین پر گرا۔ مگر اسی لمحے لیڈی طاہرہ کے حلق سے ذبح ہونے والی بکری جیسی غراہٹ نکلی اور وہ ہوا میں اونچی اچھل کر سر کے بل زمین پر گرنے لگی۔ عمران نے نیچے گرتے ہی اُسے پیروں کی مدد سے انتہائی ماہرانہ انداز میں فضا میں اچھال دیا تھا اور پھر اس کے نیچے گرنے سے پہلے عمران نہ صرف اچھل کر کھڑا ہو چکا تھا بلکہ اس کے دونوں ہاتھ بیک وقت فضا میں لہرائے اور لیڈی طاہرہ کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی۔ عمران نے بڑا خوفناک واؤ استعمال کیا تھا اس کا ایک ہاتھ نیچے گرتی ہوئی لیڈی طاہرہ کی گردن پر اور دوسرا اس

پہلو پر مخالف سمتوں میں پوری قوت سے پڑا تھا اور بیک وقت ان دونوں ضربات کے نتیجے میں لیڈی طاہرہ کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور پھر وہ ایک دھماکے سے چٹان پر گری اور اس بری طرح پھڑکنے لگی جیسے بکری ذبح ہونے کے بعد پھڑکتی ہے۔

عمران ضرب لگا کر تیزی سے گھوما اور اسی لمحے اس نے ایک اور چیخ سنی۔ یہ چیخ اس آدمی کے حلق سے نکلی تھی جس نے جوانا کے سر پر پتھر مارا تھا اور جسے عمران نے فائر کر کے ہٹ کر دیا تھا۔ جوانا اس سے بھڑا ہوا تھا اور جس وقت عمران، لیڈی طاہرہ کو ضرب لگا کر رہا تھا تو اسی لمحے جوانا نے اُسے سر کے بل اوپر اٹھا کر پوری قوت سے ایک چٹان پر دے مارا تھا۔ اس آدمی کی چیخ بتا رہی تھی کہ اُس کی گردن ٹوٹ چکی ہے اور وہ مُردہ چھپکلی کی طرح اب چٹان پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

اسی لمحے جوزف کی غراہٹ سنائی دی اور دوسرے لمحے جوزف کا جسم ایک چٹان کے پیچھے سے اُبھرا۔ اس نے کاندھے پر کسی کو اٹھایا ہوا تھا۔

"جوزف کیا ہوا ــــ؟" عمران نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"ماسٹر! ــ میرا پیر پھسل گیا تھا اور میں نیچے گر گیا ــــ لیکن یہ آدمی مجھ سے پہلے نیچے گرا تھا اور اتفاق سے میں اس کے اوپر جا گرا۔ چوٹیں تو مجھے بھی آئی ہیں۔ لیکن بہرحال ہاتھ پیر ٹوٹنے سے بچ گئے ــــ البتہ اس کا حشر ہو گیا ہے مگر یہ زندہ ہے ــ میں اسے اٹھا لایا ہوں تاکہ پتہ تو چلے کہ یہ کون ہے" ــــ جوزف نے اوپر آ کر کاندھے پر لدے ہوئے آدمی کو نیچے پھینکتے ہوئے کہا۔

"تمہاری چیخ کی وجہ سے میجر پرمود نکل گیا ہے ــــ تم ایسا کرو کہ ان تینوں کو اٹھا کر ان کی کار میں لادو اور رانا ہاؤس چلے جاؤ ــــ میں میجر پرمود کے پیچھے جا رہا ہوں" ــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوڑتا ہوا جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ہے کافی دیر ہو چکی تھی اس لئے میجر پرمود کار سمیت نکل جانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ میجر پرمود جس فطرت کا آدمی ہے وہ واپس دارالحکومت جانے کی بجائے آگے کا ہی رُخ کرے گا اس لئے اس کا ارادہ تھا کہ وہ سڑک پر پہنچنے کے بعد جولیا اور صفدر کو الرٹ کر دے گا تاکہ اگر جنگوار وہاں تک پہنچ جائے تو وہ اُسے کور کر لیں۔

جیپ کو سٹارٹ کر کے وہ انتہائی تیز رفتاری سے اُسے چلاتا ہوا مین روڈ کی طرف بڑھنے لگا۔ اب جیپ کی ہیڈ لائیٹس روشن تھیں اس لئے اُسے جیپ چلانے میں زیادہ دشواری نہ ہو رہی تھی اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور ایک ہاتھ سے اس کی فریکوئنسی دوبارہ سیٹ کر کے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ــــ علی عمران کالنگ۔ اوور" ــــ عمران نے جیپ چلانے کے ساتھ ساتھ بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"ایکسٹو۔ اوور" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"میجر پرمود پروفیسر بارکی کو ساتھ لے کر جنگوار میں پہاڑیوں سے واپس مین روڈ کی طرف فرار ہوا ہے ــــ جولیا اور صفدر کو کہا جائے کہ وہ ہوشیار رہیں ــــ میں اس کے پیچھے جا رہا ہوں۔ اوور" ــــ عمران نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے مختصر طور پر سارا قصہ بتا دیا۔

"لیکن ہو سکتا ہے کہ ایسے حالات میں وہ آگے آنے کی بجائے واپس دارالحکومت چلا جائے۔ اوور" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہو تو سکتا ہے جناب! ــــ لیکن جہاں تک مجھے میجر پرمود کی فطرت کا اندازہ ہے۔ ایسا مشکل ہے۔ وہ آگے ہی جائے گا۔ اوور" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"او کے! ــــ میں جولیا کو کال کر دوں گا ــــ اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈالا اور جیپ کی رفتار اور بڑھا دی۔

میجر رپود نے ہرڈل راڈ اٹھتے ہی ایک طویل سانس لے کر جیگوار کار آگے بڑھا دی۔ یہ منشیات چیک کرنے والی اس راستے پر آخری چوکی تھی۔ اس کے بعد سرحد پر فائنل چیکنگ ہوتی تھی۔ راستے میں دونوں چوکیوں پر کار کی سرسری سی تلاشی لی گئی اور اُسے آگے جانے دیا گیا۔ حالانکہ میجر رپود کو خطرہ تھا کہ شاید سیکرٹ سروس کے ارکان یہاں موجود ہوں اس لئے وہ کسی بھی ہنگامے کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ لیکن کچھ بھی نہ ہوا اور وہ آگے بڑھتا گیا۔ تعاقب میں بھی کوئی نہ تھا۔ اور دُور دُور تک سڑک خالی پڑی ہوئی تھی۔ اب میجر رپود سرحد کے تقریباً قریب پہنچ چکا تھا اُسے ایسا احساس ہو رہا تھا جیسے خطرات اپنا گھیرا اس کے گرد تنگ کرتے جا رہے ہوں۔ اُسے یقین تھا کہ عمران اس کے ساتھیوں کے بس کا روگ نہیں ہے اور پھر سیکرٹ سروس لازماً حرکت میں آچکی ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے سرحد کے قریب پکٹنگ کر رکھی ہو۔ یہی

سوچتے ہوئے وہ کار آگے بڑھائے لئے گیا۔ اور جب وہ سرحد سے قریباً پانچ کلو میٹر دُور رہ گئی تو اس نے ایک نیا فیصلہ کیا۔ خطرے کے شدید احساس نے اُسے یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اب جو فائیٹ ہو گی وہ فیصلہ کُن ہو گی۔ اور نہ صرف فیصلہ کُن ثابت ہو گی بلکہ شاید یہ گریٹ فائیٹ بھی بن جائے۔ اکیلا میجر رپود ہوتا تو اُسے ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہوتی۔ لیکن یہ پروفیسر بارکی اس کے گلے میں چھچھوندر کی طرح اٹک چکا تھا۔ اور سیکرٹ سروس کے منجھے ہوئے ایجنٹوں کے مقابلے میں اس کا پروفیسر بارکی کو صحیح سلامت نکال لے جانا اگر ناممکن نہیں تو کم از کم بے حد مشکل ضرور ہو گا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ وہ کار کو یہیں چھوڑ کر پروفیسر بارکی کو ساتھ لے کر پہاڑی راستوں پر پیدل چلتا ہوا سرحد کے قریب پہنچ جائے۔ اس طرح دو فائدے ہو سکتے تھے۔ ایک تو یہ کہ سیکرٹ سروس کے ارکان کار کے انتظار میں سڑک کو ہی گھیرے جائیں گے اور جب تک وہ کار تک پہنچیں گے اس وقت تک وہ سرحد تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور دوسری بات اس کے ذہن میں یہ آئی تھی کہ اگر وہ کار کو سڑک سے ہٹا کر کسی ایسی جگہ چھپانے میں کامیاب ہو جائے جہاں سے وہ آسانی سے دستیاب نہ ہو سکے۔ تو ہو سکتا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی اس نتیجے تک پہنچیں کہ وہ آگے جانے کی بجائے واپس دارالحکومت چلا گیا ہے۔ اس طرح ان کی توجہ دارالحکومت میں اس کی تلاش پر مبذول ہو جائے گی۔ دونوں صورتوں میں اس کا فائدہ تھا۔ چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے اس ارادے سے اِدھر اُدھر کا جائزہ لینا شروع کر دیا کہ کار کو کہاں چھپایا جائے اور تھوڑی ہی دیر بعد اُسے ایک

پہاڑی راستہ سڑک سے ہٹ کر اندر جاتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے تیزی
سے کار موڑی اور اس پہاڑی راستے پر کار دوڑانے لگا۔ راستہ پہاڑی
ہونے کے باوجود خاصا فراخ تھا اور انسانی ہاتھوں کا بنایا ہوا لگ رہا
تھا۔ کار چلتے ہی ایک موڑ مڑی، کار کی ہیڈ لائٹیں راستے کی سائیڈ پر
لگے ہوتے ایک بورڈ پر پڑیں اور پرمود نہ صرف حیرت سے اچھل پڑا
بلکہ اس نے انتہائی پھرتی سے ہیڈ لائٹیں بند کر کے کار کی رفتار
آہستہ کر دی۔ بورڈ سے ظاہر تھا کہ یہ راستہ ملٹری ایئر پورٹ کی طرف
جاتا ہے اور یہ راستہ عام کاروں کے لئے بند ہے۔

پرمود ذرا آگے بڑھا تو اُسے دُور سے مدھم سی روشنیاں جھلملاتی
ہوئی دکھائی دیں۔ ان روشنیوں کو اس انداز میں کیموفلاج کیا گیا تھا
کہ یہ اوپر سے کسی صورت نظر نہ آسکتی تھیں۔ لیکن اطراف سے
نظر آتی تھیں۔

میجر پرمود نے ایک طویل سانس لیا اور پھر راستے سے ہٹ کر اس
نے کار کو ایک چٹان کی اوٹ میں روک دیا۔

"پروفیسر بارکی! ــــ میری آنکھوں میں دیکھو" ــــ میجر پرمود نے
کار روک کر پروفیسر بارکی سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا اور پروفیسر
بارکی کا چہرہ تیزی سے پرمود کی طرف گھوما اور میجر پرمود نے اس کی
زندگی سے خالی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

"تمہارا دماغ میرے حکم کے تابع ہوگا ــــ تم میرے زبانی احکامات
حتیٰ کہ اشاروں کی بھی پوری پوری تعمیل کرو گے" ــــ میجر پرمود کا لہجہ
بے حد تحکمانہ تھا۔

"میرا دماغ تمہارے تابع ہوگا ــــ اور میں تمہارے زبانی احکامات
اور اشاروں کی پوری پوری تعمیل کروں گا" ــــ پروفیسر بارکی کی زبان
سے آہستہ آہستہ الفاظ نکلے۔

"ٹھیک ہے ــــ اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھو" ــــ میجر پرمود
نے کہا اور پروفیسر بارکی کا دایاں ہاتھ تیزی سے اٹھا اور اس کے سر
پر پہنچ گیا۔

"بائیں ہاتھ سے اپنی ناک پکڑو ــــ اور دائیں ہاتھ سے اپنے دائیں
گال پر زور سے تھپڑ مارو" ــــ پرمود نے کہا اور دوسرے لمحے چٹاخ
کی آواز سے کار گونج اٹھی۔

"ٹھیک ہے ــــ اب باہر نکلو" ــــ میجر پرمود نے مطمئن لہجے
میں کہا اور پروفیسر بارکی تیزی سے کار سے باہر نکلا اور پھر بے حس و
حرکت کھڑا ہو گیا۔ چونکہ اُسے ایسے انجکشن لگائے گئے تھے جن سے
اس کی قوت مدافعت بالکل ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ آسانی سے
ٹرانس میں آگیا تھا۔ اور فوجی ہوائی اڈہ دیکھنے کے بعد پرمود کے ذہن
نے فوراً ہی ایک اور فیصلہ کر لیا تھا اور اس فیصلے کے تحت اُسے
پروفیسر بارکی کو ٹرانس میں لانا ضروری تھا۔

پروفیسر بارکی کے باہر آنے کے بعد میجر پرمود نے جلدی سے
سیٹ کے نیچے رکھا ہوا ایک باکس کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا
سا سُرخ رنگ کا ریوالور نکال کر جیب میں ڈالا اور کار سے باہر آگیا۔
یہ اس کا مخصوص ہتھیار تھا لیزر پسٹل۔ جسے وہ خاص خاص موقعوں پر
ہی استعمال کرتا تھا۔ اس سے انتہائی طاقتور لیزر شعاع نکلتی تھی جو

سامنے آنے والے پہاڑ کو بھی ریزہ ریزہ کر سکتی تھی۔ لیکن اس میں یہ خامی
تھی کہ یہ صرف تین بار استعمال ہونے کے بعد اس قدر گرم ہو جاتا تھا
کہ اسے دوبارہ استعمال میں لانے کے لئے کم از کم دو گھنٹے چاہئے ہوتے
تھے۔ اس لئے میجر پرمود اسے صرف مخصوص اور اہم مواقع پر ہی لے
استعمال کرتا تھا۔

کار سے باہر آکر میجر پرمود نے روشنیوں کی طرف دیکھا وہ اندازہ
کر رہا تھا کہ اصل رن وے کہاں ہو سکتا ہے۔ اور اڈے کی عمارتیں
کہاں ہوں گی۔ اسے معلوم تھا کہ اس قسم کے خفیہ اڈوں کے گرد انتہائی
سخت حفاظتی انتظامات کئے جاتے ہیں۔ لیکن وہ ڈی ایجنٹ تھا اس
لئے ان حفاظتی انتظامات کا توڑ جانتا تھا۔ وہ چند لمحے جائزہ لیتا رہا۔ پھر
اس نے ایک سائیڈ منتخب کی۔

"پروفیسر! — تیزی سے میرے پیچھے آؤ — اور جیسے میں کروں۔
تم نے بھی ویسے ہی کرنا ہے" — میجر پرمود نے کرخت لہجے میں کہا
اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ پروفیسر بارکی بھی بالکل اسی کے انداز میں
آگے بڑھنے لگا۔

چٹانوں کے درمیان سے ہوتا ہوا میجر پرمود تیزی سے روشنیوں کی
شمالی سمت بڑھا جا رہا تھا۔ روشنیاں آہستہ آہستہ نزدیک آتی جا رہی تھیں
اور پھر اسے واچ ٹاور نظر آ گئے۔ یہ واچ ٹاورز کافی اونچے تھے۔ ان
ٹاورز کو دیکھتے ہی میجر پرمود اور زیادہ محتاط ہو گیا۔ لیکن اس نے آگے بڑھنے
کی رفتار کم نہ ہوئی تھی۔ اب اسے اپنے پیچھے پروفیسر بارکی کے ہانپنے
کی آوازیں سنائی دینے لگیں تھیں۔ ظاہر ہے پروفیسر بارکی بوڑھا آدمی تھا۔

اس لئے اس کے پھیپھڑے جواب دینے لگے تھے۔ اسے ریسٹ دینے
کی ضرورت تھی۔ اور پرمود کو مجبوراً رکنا پڑا۔ وہ ایک چٹان کی آڑ میں رک
گیا۔ — پروفیسر بارکی بھی رک گیا۔

اس وقت وہ دونوں ایک بڑی چٹان کے پیچھے تھے اور اب
اندھیرے میں بھی انہیں دور سے رن وے نظر آنے لگ گیا تھا۔ لیکن
رن وے کی صرف ایک سائیڈ نظر آ رہی تھی۔ جب کہ باقی اطراف میں
بڑے بڑے ہینگر نظر آ رہے تھے۔ ان کی عقبی دیواریں اس طرف
تھیں جس طرف پرمود موجود تھا۔ ہینگروں کی اس طرف کچھ فاصلے پر
خاردار تاروں کی باڑ نظر آ رہی تھی۔ اور خاردار تاروں سے کچھ فاصلے
تک پہاڑی سلسلے کو کاٹ کر ہموار میدان بنا دیا گیا تھا تاکہ دور سے نظر
رکھی جا سکے۔ اور کوئی شخص چٹانوں کی آڑ لے کر ان خاردار تاروں تک
نہ پہنچ سکے۔ سائیڈ پر دو واچ ٹاوروں میں سرچ لائٹیں موجود ہوں گی
جو خطرے کی صورت میں اچانک آن کی جا سکتی تھیں۔ لیکن پرمود نے
فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان خاردار تاروں کو پھلانگ کر ہینگروں کی پشت
پر ضرور جائے گا۔ اب صرف مسئلہ پروفیسر بارکی کا تھا۔ وہ چند لمحے سوچتا
رہا۔ پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں کندھے جھٹکے۔

"پروفیسر! — تم یہیں رکو گے — اور مجھے دیکھتے رہو گے۔ پھر
جب میں اپنا ہاتھ سر پر رکھوں گا تو تم بالکل اسی انداز میں جس طرح
میں آگے گیا ہوں میرے پیچھے آ جاؤ گے" — پرمود نے تحکمانہ لہجے
میں کہا اور پھر تیزی سے رینگتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ جب کہ پروفیسر بارکی
وہیں چٹان کے پیچھے ہی رہ گیا۔

میجر پرمود کسی پہاڑی سانپ کی طرح چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ خاردار تاروں کے قریب آخری چٹان کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لیے رکا اور پھر وہ زمین کے ساتھ کسی چھپکلی کی طرح چمٹ کر کرانسنگ کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اس کی رفتار انتہائی آہستہ تھی۔ وہ ایک ایک انچ آگے بڑھ رہا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو بالکل زمین کا جزو بنا رکھا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ خاردار تاروں کے قریب پہنچ گیا۔

چند لمحے وہ تاروں کے ساتھ سانس روکے خاموش پڑا رہا وہ زمین اور خاردار تاروں کے درمیانی فاصلے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں ناپ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ان تاروں کے ساتھ الارم تار موجود ہوگا اور جیسے ہی اس نے تاروں کو ہاتھ لگایا، الارم بج اٹھیں گے۔ اور پھر اس کا مارا جانا یقینی ہو جائے گا۔ لیکن خاردار تار بالکل زمین کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ وہ جائزہ لیتا رہا۔ اس کی نظریں تیزی سے سائیڈوں کا جائزہ لے رہی تھیں اور پھر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی اسے راستہ نظر آگیا تھا۔ نچلی تار ڈھیلی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ درمیان میں زمین سے لگی ہوئی تھی۔ لیکن سائیڈ میں کچھ دور موجود لکڑی کے کھمبے کے قریب وہ اتنی اونچی ہو گئی تھی کہ اگر پرمود سمٹ کر اسے کراس کرتا تو یقیناً زمین کے ساتھ رینگ کر دوسری طرف نکل جاتا۔ وہ ایک بار پھر آہستہ آہستہ رینگنے لگا۔ اب اس کا رخ اس کھمبے کی طرف تھا۔ اور چند ہی لمحوں میں وہ کھمبے کے قریب پہنچ گیا۔ وہ اس قدر مہارت سے رینگ رہا تھا کہ ابھی تک واچ ٹاور میں موجود فوجی اس کی طرف

متوجہ نہ ہوئے تھے۔ یا شاید یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ کسی فوری خطرے کے درپیش نہ ہونے کی وجہ سے پوری طرح چوکنے نہ ہوں۔ اور معمول کی ڈیوٹی کے تحت بیٹھے آپس میں گپیں لگا رہے ہوں۔

کھمبے کے پاس پہنچ کر پرمود صرف ایک لمحے کے لیے رکا اور پھر کسی سانپ کی طرح رینگتا ہوا وہ خاردار تار کے نیچے سے صحیح سلامت دوسری طرف نکل گیا۔ اب اس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر مڑ کر اپنا چہرہ اس طرف کر لیا جدھر پروفیسر بارکی موجود تھا۔ اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اٹھا کر سر پہ رکھا۔ لیکن دور چٹان کے پیچھے کوئی حرکت نہ ہوئی پرمود نے دو تین بار مخصوص اشارہ کیا۔ لیکن دوسری طرف سے خاموشی رہی۔ اب تو پرمود بری طرح جھلا گیا۔ وہ جس قدر خوفناک خطرے سے گذر کر یہاں تک پہنچا تھا۔ پروفیسر بارکی اس کی ساری کوششوں پر پانی پھیر رہا تھا۔ ایک لمحے کے لیے اسے خیال آیا کہ وہ پروفیسر بارکی کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائے۔ لیکن پھر اس نے ذہن پر چھائی ہوئی جھلاہٹ کو جھٹک دیا۔ کیونکہ یہ ساری تگ و دو تو وہ پروفیسر کے لیے ہی کر رہا تھا۔ اکیلے واپس جانے کے لیے تو ظاہر ہے اتنی تگ و دو کی ضرورت نہ تھی۔

اب وہ دوہرے خطرے سے دوچار ہو چکا تھا ایک تو اسے کسی بھی واچ ٹاور سے دیکھا جا سکتا تھا اور کھلی جگہ پر ہونے کی وجہ سے اندھیرے میں آتی ہوئی ایک گولی بھی اسے چاٹ سکتی تھی۔ اور دوسرے وہ پروفیسر بارکی اس کی طرف نہ آ رہا تھا۔

پرمود چند لمحے وہیں پڑا ہونٹ کاٹتا رہا۔ اور پھر ایک طویل سانس

لیتے ہوتے اس نے واپس پروفیسر بارکی کی طرف جانے کا فیصلہ کرلیا. تاکہ اُسے ساتھ لے آئے۔ ایک بار پھر رینگتا ہوا وہ کھمبے کے ساتھ لگی ہوئی تار کے نیچے سے نکلا اور دوبارہ واپسی کا سفر شروع کر دیا۔ ایک ایک گذرنے والا لمحہ اس کے لئے قیامت کا لمحہ تھا. لیکن وہ بڑی مہارت سے رینگتا ہوا آخر کار پہاڑی سلسلے تک پہنچ گیا۔ اور پھر چٹان کی اوٹ میں آتے ہی وہ تیزی سے اُٹھا اور جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا اس چٹان کی طرف بڑھتا گیا جدھر وہ پروفیسر کو چھوڑ آیا تھا لیکن جیسے ہی وہ اس چٹان کے پیچھے پہنچا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں. پروفیسر بارکی وہاں موجود نہ تھا. پرمود کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ پروفیسر بارکی کہاں غائب ہوسکتا ہے۔ وہ ٹرانس میں تھا. اور ٹرانس میں آیا ہوا آدمی تو بغیر حکم کے اپنے منہ پر بیٹھی ہوئی مکھی بھی نہیں اُڑا سکتا تھا. پھر وہ آخر کہاں جاسکتا ہے ۔ وہ کچھ لمحے اِدھر اُدھر دیکھتا رہا مگر پروفیسر بارکی کہیں نظر نہ آیا۔ پھر اس نے آہستہ سے آواز دی۔

"پروفیسر بارکی! —— تم کہاں ہو" —— ؟ میجر پرمود کا لہجہ تو تحکمانہ تھا. لیکن اس نے آواز کو بلند نہ ہونے دیا تھا. مگر آہستہ ہونے کے باوجود بھی آواز پہاڑیوں میں گونجنے لگی تھی۔

"مم —مم —— میں یہاں ہوں —— پپ — پپ —— پیشاب کر رہا ہوں —— ختم ہی نہیں ہو رہا" —— دوسرے لمحے دُور سے دو چٹانوں کے درمیان سے پروفیسر بارکی کی ڈری ڈری اور سہمی سہمی سی سرگوشی سنائی دی۔ اور میجر پرمود کے چہرے پر باوجود شدید جھنجلاہٹ

کے مسکراہٹ دوڑ گئی۔

پیشاب کے متعلق میجر پرمود کو خیال تک نہ آیا تھا ظاہر ہے کہ پیشاب نہ کرنے کا حکم تو اس نے پروفیسر بارکی کو نہ دیا تھا۔ اور یہ ایسی ضرورت تھی جو بہر حال پوری ہونی تھی۔

"ختم کرو پیشاب —— اور واپس آؤ —— جلدی" —— میجر پرمود نے چند لمحے ٹھہر کر تحکمانہ لہجے میں کہا.

"مم —مم —— میں تو ختم کر رہا ہوں —— مگر یہ ختم ہی نہیں ہو رہا پتہ نہیں کہاں سے آرہا ہے" —— پروفیسر بارکی نے دوبارہ اسی طرح سہمے سے لہجے میں جواب دیا۔

اس بار پروفیسر بارکی کا جواب سُن کر میجر پرمود کے ذہن پر ایک بار پھر جھنجلاہٹ سوار ہوگئی۔ کیونکہ اس قدر خطرناک سچویشن میں پروفیسر بارکی کا پیشاب سب کچھ ڈبو سکتا تھا۔

چنانچہ میجر پرمود جھنجلاہٹ اور تیزی سے اس چٹان کی طرف لپکا جدھر سے پروفیسر بارکی کی آواز سنائی دی تھی۔

"خخ —خخ —— ختم ہوگیا —— ختم ہوگیا پیشاب —— اتنا پیشاب پہلے تو ساری زندگی میں کبھی نہیں آیا" —— قریب پہنچتے ہی چٹان کی دوسری طرف سے پروفیسر کی آواز سنائی دی اور میجر پرمود نے ایک طویل سانس لی اور پھر خاموشی سے کھڑا ہوگیا۔

چونکہ میجر پرمود واچ ٹاورز سے کافی دُور اونچی اونچی چٹانوں کی اوٹ میں تھا اس لئے اُسے دیکھ لئے جانے کا کوئی خطرہ نہ تھا. اور وہ اطمینان سے کھڑا تھا۔ اسی لمحے اُسے اپنی پچھلی طرف کھٹکا سا

سنائی دی۔ اور وہ سانپ کی سی تیزی سے پلٹا۔

"کوئی خاص بات نہیں میجر! ـــــ کوئی پتھر اپنی جگہ سے کھسک گیا ہوگا" ـــــ اچانک میجر پرمود کو اپنی پشت پر علی عمران کی آواز سنائی دی اور وہ واقعی اس طرح اچھل کر پلٹا جیسے اس کے قدموں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

"دھیرج ـــ دھیرج میجر پرمود! ـــ ڈبل ایجنٹ کے اعصاب اتنے کمزور نہیں ہونے چاہئیں" ـــــ سامنے کھڑے ہوئے عمران کا لہجہ نہ صرف مضحکہ اڑانے والا تھا۔ بلکہ اندھیرے میں بھی اس کے لبوں پر رینگنے والی مسکراہٹ میجر پرمود کو صاف دکھائی دے رہی تھی۔

عمران جیپ فل سپیڈ میں دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا آیا اور پھر منشیات چیک کرنے والی دونوں چوکیوں سے اُسے جیگوار کے آگے جانے کی اطلاع مل گئی۔ چونکہ یہاں سے ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ اور جیگوار کے ٹائر مخصوص ساخت کے تھے۔ اس لئے سڑک پر جیگوار کے ٹائروں کے ہلکے سے نشانات اُسے شروع ہی سے صاف نظر آ رہے تھے۔ لیکن کچھ ہی دور جانے کے بعد اچانک ٹائروں کے نشانات سائیڈ روڈ پر مڑتے نظر آئے تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ ادھر پاکیشیا کا ایک فوجی ائیر پورٹ تھا۔ اور جیگوار کے ادھر مڑنے کے نشانات دیکھتے ہی میجر پرمود کا سارا منصوبہ اس کے سامنے آ گیا۔ اس نے دل ہی دل میں پرمود کی ذہانت کی داد دی۔ اب تک وہ یہی سوچتا چلا آ رہا تھا کہ میجر پرمود اپنی فطرت سے مجبور ہو کر اندھا دھند سرحد کی طرف جا رہا ہے۔ لیکن اب وہ سمجھ گیا تھا کہ میجر پرمود نے بڑی

ذہانت سے یہ منصوبہ بنایا تھا۔ غبارے والی سکیم فیل ہونے کے بعد اس نے لازماً یہ متبادل منصوبہ بنا رکھا ہوگا۔ وہ ڈبل ایجنٹ تھا اس لئے ایسے ایئرپورٹ میں داخل ہو کر کوئی جہاز یا ہیلی کاپٹر اڑا کر لے جانا اس کے لیے کوئی مشکل کام نہ تھا۔ اور چونکہ سرحد بالکل قریب تھی اس لئے جب تک پاکیشیا والے حرکت میں آتے وہ سرحد پار کر جاتا اور اس کے بعد سارا کھیل ہی ختم ہو کر رہ جاتا۔ انتہائی کامیاب اور ذہانت سے بھرپور منصوبہ تھا اور عمران بے اختیار اپنی کھوپڑی پر ہاتھ پھیرنے لگا کہ اب اس کے دماغ کی بیٹری ہی واقعی کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ اس اڈے کی طرف اس کا خیال تک نہ گیا تھا۔ ورنہ وہ لازماً یہاں خصوصی حفاظتی انتظامات کرتا۔ بہرحال موڑ مڑتے ہی اس نے ہیڈ لائٹیں بند کر دیں اور جیپ آگے بڑھانے لگا۔

ایک موڑ مڑتے ہی اس نے انتہائی برق رفتاری سے جیپ کا انجن بند کر دیا۔ کیونکہ سامنے ہی ایک چٹان کے ساتھ اُسے جیگوار کھڑی نظر آگئی۔ اس کے اندر اور باہر کی بتیاں بند تھیں جس سے یہ پتہ نہ چل رہا تھا کہ میجر پرمود ابھی کار کے اندر ہے یا نہیں۔ انجن اس نے اس لیے بند کر دیا تھا تاکہ میجر پرمود اگر کار کے اندر ہے تو وہ جیپ کے انجن کی آہستہ آواز سے بھی چونک پڑے گا۔ اس لئے جیپ کو روکا اور پھر اچھل کر باہر آگیا۔

اسی لمحے دور ایک چٹان کے پاس دو سائے حرکت کرتے نظر آئے ان سایوں کا رخ ایئرپورٹ کے ہینگروں کے عقبی طرف ہی تھا اور سایوں کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ لازماً میجر پرمود اور پروفیسر بارکی ہے چنانچہ

وہ چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا تیزی سے ان کے پیچھے جانے لگا۔ اُسے مسرت ہو رہی تھی کہ وہ بروقت پہنچ گیا۔ ورنہ اگر میجر پرمود کسی جہاز یا ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر چکا ہوتا تو پھر اس کا ہاتھ آنا ناممکن ہو جاتا۔ جس انداز میں میجر پرمود اور پروفیسر بارکی آگے پیچھے چل رہے تھے اس انداز کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ پروفیسر بارکی ٹرانس میں ہے۔ کیونکہ وہ بالکل کسی معمول کی طرح آگے جاتے ہوئے میجر پرمود کی نقل کر رہا تھا جہاں جس انداز میں میجر پرمود جھکتا پروفیسر بھی جھک جاتا۔ حالانکہ اس کے جھکنے کی وہاں ضرورت بھی نہ ہوتی تھی۔

عمران چاہتا تو یہیں سے گولی چلا کر میجر پرمود کو ختم کر سکتا تھا لیکن یہ اس کی فطرت کے خلاف تھا کہ کسی کی پشت پر اس کی بے خبری میں وار کرے۔ اس لئے وہ بھی تیزی سے آگے بڑھتا گیا۔ اب اس نے میجر پرمود کو زمین پر رینگ کر ایئرپورٹ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ پروفیسر بارکی ایک چٹان کے پیچھے رکا ہوا تھا۔ میجر پرمود بڑے ماہرانہ انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔

عمران چند ہی لمحوں میں پروفیسر بارکی کی پشت پر پہنچ گیا لیکن پروفیسر بارکی بالکل کسی مجسمے کی طرح بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کی نظریں سامنے زمین پر رینگ کر جاتے ہوئے میجر پرمود پر جمی ہوئی تھیں۔ عمران کی آہٹ سننے کے باوجود وہ نارمل آدمیوں کی طرح چونکا اور پلٹا نہ تھا۔ اس سے عمران کا شبہ یقین میں بدل گیا کہ میجر پرمود نے اُسے ٹرانس میں رکھا ہوا ہے۔ میجر پرمود اس وقت خاردار تار کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ اگر اس نے میجر پرمود کو للکارا یا اس کے پیچھے جا کر اس پر

حملہ کیا تو پھر واچ ٹاورز پر بیٹھے ہوئے فوجی نہ صرف چوکنا ہو جائیں گے۔ بلکہ ملٹری ایئر پورٹ کے خصوصی احکامات کے مطابق وہ لازماً ان دونوں پر فائرنگ کھول دیں گے۔ اور پھر میجر پرمود کے ساتھ ساتھ اس کے اپنے بچ نکلنے کے امکانات بھی ختم ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی میجر پرمود کو واپس بلانے کا منصوبہ بنا لیا۔

"پروفیسر بارکی! — پیچھے مڑ کر دیکھو" — اچانک عمران نے میجر پرمود کے لہجے میں کہا اور پروفیسر بارکی اس بار تیزی سے واپس مڑا۔ دوسرے لمحے عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں پہلے پہل تو میجر پرمود کا ٹرانس توڑنے میں عمران کو خاصی دقت ہوئی۔ لیکن اس نے اپنی بھرپور ذہنی قوت کا مظاہرہ کر کے آخر کار میجر پرمود کے ٹرانس کو توڑ ہی ڈالا۔

"اب تم میرے ٹرانس میں ہو پروفیسر! — تمہارا ذہن میرے تابع ہے" — عمران نے کہا۔ اس بار وہ اپنی اصل آواز میں بولا تھا۔ لہجہ سرگوشیانہ ہی تھا۔

"ہاں! — میں تمہارے تابع ہوں" — پروفیسر بارکی نے جواب دیا اور عمران سمجھ گیا کہ پروفیسر بارکی جیسے ذہین سائنسدان کو ٹرانس میں لانے کے لئے آرگنم ایکس نائن کی بھرپور ڈوز دی گئی ہے۔ تبھی اس کا یہ حال ہو گیا ہے۔

"میجر پرمود نے ایئر پورٹ کی طرف جانے سے پہلے تمہیں کیا حکم دیا تھا" — ؟ عمران نے پوچھا۔

"اس نے کہا تھا کہ وہ خاردار تار کراس کرنے کے بعد سر پر ہاتھ رکھے

گا تو میں اسی طرح رینگتا ہوا اس کے پاس پہنچ جاؤں" — پروفیسر بارکی اس طرح بول رہا تھا جیسے آواز انسانی حلق کی بجائے کسی روبوٹ کے ٹیپ ریکارڈر سے نکل رہی ہو۔

"اب تم واپس اسی طرح چھپتے چھپاتے جاؤ گے جس طرح آئے تھے اور جیگوار کار کے پیچھے ایک جیپ کھڑی ہے اس کی پچھلی سیٹ پر جا کر لیٹ جاؤ گے — اور جب تک میں تمہیں حکم نہ دوں — تم نیچے نہ اترو گے — اور نہ ہی کوئی اور کام کرو گے" — عمران نے کہا اور پروفیسر بارکی نے اس کا فقرہ معمول کی طرح دوہرا دیا۔

"جاؤ" — عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پروفیسر بارکی واپس مڑا اور اسی طرح چھپتا چھپاتا واپس جانے لگا۔

اب عمران سامنے دیکھ رہا تھا۔ میجر پرمود اس وقت خاردار تار کراس کر رہا تھا۔ اس نے جس انداز، مہارت اور ذہانت سے اس تار کو کراس کیا تھا اس پر عمران باوجود اس کا دشمن ہونے کے دل ہی دل میں شاباش دینے پر مجبور ہو گیا۔

اور پھر میجر پرمود نے تار کراس کر کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ پروفیسر بارکی کو آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ پروفیسر وہاں موجود ہوتا تو آتا۔ اور عمران کا منصوبہ بھی یہی تھا کہ پرمود اکیلا کبھی بھی آگے نہ بڑھے گا۔ جب وہ پروفیسر کی طرف سے کوئی جواب نہ پائے گا۔ تو پھر چاہے کتنا بھی خطرہ ہو۔ وہ واپس ضرور آئے گا۔ اور پھر وہی ہوا۔ پرمود نے دو تین بار سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر عمران کی توقع کے عین مطابق اس کی واپسی — شروع ہو گئی۔ عمران اسے واپس آتا دیکھ کر احتیاط سے رینگتا

ہوا کچھ پیچھے ایک چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد میجر پرمود اس چٹان کے پیچھے پہنچ گیا جہاں وہ پروفیسر بارکی کو چھوڑ گیا تھا۔ اور عمران میجر پرمود کے چہرے پر حیرت کے آثار صاف دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ پروفیسر وہاں سے غائب تھا۔

"پروفیسر بارکی! ___ تم کہاں ہو ___؟" چند لمحوں بعد میجر پرمود نے تحکمانہ لیکن سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

"مم ___ مم ___ میں یہاں ہوں ___ پپ ___ پپ ___ پیشاب کر رہا ہوں ___ خخ ___ ختم ہی نہیں ہو رہا" ___ عمران نے پروفیسر کے لہجے میں جواب دیا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ پیشاب ختم نہ ہونے کی وجہ سے بے حد جھنجھلایا اور سہما ہوا ہو۔ اور عمران نے میجر پرمود کے چہرے پر مسکراہٹ رینگتی دیکھی تو اس کا دل چاہا کہ وہ بھرپور قہقہہ مارے۔

"ختم کرو پیشاب ___ اور واپس آؤ ___ جلدی" ___ میجر پرمود نے چند لمحوں بعد تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مم ___ مم ___ میں تو ختم کر رہا ہوں ___ مگر یہ ختم ہی نہیں ہو رہا۔ پتہ نہیں کہاں سے آ رہا ہے" ___ عمران نے دوبارہ اسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ دراصل میجر پرمود کا اس وقفے کے دوران اچھی طرح جائزہ لے رہا تھا تاکہ اُسے معلوم ہو جائے کہ پرمود کے پاس کیسے ہتھیار ہیں۔ اس نے اپنے چھپنے کے لئے چٹان ایسی منتخب کی تھی جہاں وہ اگر کھڑا بھی ہو جائے تب بھی ائیرپورٹ سے انہیں چیک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور عمران کا دوسرا فقرہ سنتے ہی میجر پرمود کے چہرے پر ایک بار پھر شدید جھنجھلاہٹ کے آثار نمایاں ہوئے اور وہ تیزی سے اس چٹان

کی طرف لپکا جس کے پیچھے عمران موجود تھا۔

"خخ ___ خخ ___ ختم ہو گیا ___ ختم ہو گیا پیشاب ___ اتنا پیشاب پہلے تو ساری زندگی میں کبھی نہیں آیا" ___ میجر پرمود کے قریب پہنچتے ہی عمران نے پروفیسر بارکی کی آواز میں کہا اور میجر پرمود ایک طویل سانس لے کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے اُسے پروفیسر بارکی کے پیشاب ختم ہو جانے پر دلی خوشی ہوئی ہو۔

اسی لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پتھر ذرا سا ہاتھ گھما کر پرمود کی پچھلی جانب اچھال دیا۔ پتھر جیسے ہی چٹان سے ٹکرایا۔ پرمود بجلی کی سی تیزی سے واپس مڑا۔

"کوئی خاص بات نہیں میجر! ___ کوئی پتھر اپنی جگہ سے کھسک گیا ہو گا" ___ عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا اور چٹان کی اوٹ سے باہر آ گیا۔

میجر پرمود، عمران کی آواز سُن کر یُوں اُچھلا جیسے اس کے پیروں تلے ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔

"دھیرج ___ دھیرج میجر ___ ڈی ایجنٹ کے اعصاب اتنے کمزور نہیں ہونے چاہئیں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے میجر پرمود کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

میجر پرمود کا ہاتھ تیزی سے اپنی جیب کی طرف بڑھا۔

"میجر! ___ یہ حماقت نہ کرنا ___ ورنہ دھماکے ہوتے ہی ائیرپورٹ ے گولیوں کی آبشار بہہ نکلے گی ___ ابھی ہم ان کی رینج میں ہیں" ___ مران نے زہریلے انداز میں کہا اور جیب کی طرف تیزی سے بڑھتا ہوا

میجر پرمود کا ہاتھ رک گیا۔ بات شاید اس کی سمجھ میں آگئی تھی۔

"پروفیسر کہاں ہے" ۔۔۔۔ میجر پرمود نے کینہ توز نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ میری جیب میں اطمینان سے پڑا سو رہا ہے ۔۔۔ بوڑھا آدمی ہے ۔۔۔ میں نے سوچا کہ کچھ دیر آرام کر لے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے" ۔۔۔ میجر پرمود اب پوری طرح مطمئن نظر آ رہا تھا۔ شاید اچانک حیرت پر اس نے مکمل طور پر قابو پا لیا تھا۔

"جنگوار کار کے ٹائر مخصوص ہوتے ہیں میجر! ۔۔۔ ویسے مجھے تمہاری اس ذہانت سے بھرپور منصوبے پر بڑی خوشی ہوئی ہے ۔۔۔ اور شاید اسی ذہانت کی وجہ سے میں نے تمہاری جان بخش دی ہے۔ ورنہ جب تم خاردار تار کراس کر چکے تھے ۔۔۔ میں اگر صرف ہوائی فائر بھی کر دیتا تو تمہاری لاش گولیوں سے چھلنی ہو جاتی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تم اب کیا چاہتے ہو" ۔۔۔ میجر پرمود نے ہونٹ کاٹتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

"میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے ۔۔۔ اگر میرا چاہنا پورا ہو جاتا تو اب تک میں کم از کم دس محبوباؤں سے شادی کر چکا ہوتا ۔۔۔ بہرحال مشن وشن تو ساری عمر چلتے ہی رہتے ہیں ۔۔۔ تم میرے مہمان ہو۔ میرے ساتھ چلو ۔۔۔ کسی اچھے سے ہوٹل میں ڈٹ کر کھائیں گے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سنو عمران! ۔۔۔ میں تمہیں آخری بار وارننگ دے رہا ہوں۔ پروفیسر بارکی میرے ملک کا سائنسدان ہے اس لئے یہ میرے قومی فرائض میں شامل ہے کہ میں اسے اپنے ساتھ واپس لے جاؤں ۔ تم درمیان سے ہٹ جاؤ" ۔۔۔ پرمود کا لہجہ کرخت ہو گیا۔

"تو میں کب درمیان میں ہوں ۔۔۔ اگر پروفیسر بارکی تمہارے ساتھ جانے پر تیار ہے تو بے شک لے جاؤ ۔۔۔ میں خود جا کر تمہیں ایئرپورٹ پر سی آف کر آؤں گا ۔۔۔ جاتے ہوئے تحائف بھی دوں گا ۔۔۔ میرے پاس بڑی شاندار بکری ہے۔ دودھ کم اور مینگنیاں زیادہ دیتی ہے۔ میں کب سے ایسا آدمی تلاش کر رہا ہوں جسے میں اسے تحفے میں دے کر اپنی جان چھڑا سکوں" ۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ تم خودکشی پر تیار ہو چکے ہو" ۔۔۔ پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"خودکشی ۔۔۔ ارے باپ رے ۔۔۔ یہ تو گناہ کبیرہ ہے۔ اور ابھی تو میں نے گناہ صغیرہ یعنی شادی بھی نہیں کی ۔۔۔ اوہ شاید میں غلط کہہ گیا ہوں" ۔۔۔ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب مجھے پرواہ نہیں کہ ایئرپورٹ سے عمران کیا کرتے ہیں۔ بہرحال تم تیاری کر لو ۔۔۔ میں اب تمہیں زیادہ برداشت نہیں کر سکتا" ۔۔۔ پرمود نے انتہائی حیرت انگیز تیزی سے جیب سے ریوالور نکال لیا تھا۔

"توبہ توبہ ۔۔۔ یہ ایک پستول ہے ۔۔۔ ارے یہ تو میرا قیمہ بنا دے گا ۔۔۔ اور میرا خیال ہے کہ تمہیں قیمہ نہیں چاہیئے ۔۔۔ بلکہ کوفتوں کی ضرورت ہے ۔۔۔ نرگسی کوفتوں کی" ۔۔۔ عمران نے انتہائی خوفزدہ

لہجے میں کہا اور اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی میجر پرمود جس کی انگلی ٹریگر کی طرف بڑھ رہی تھی یکلخت جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹا۔ لیزر پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر دور چٹانوں میں جا گرا تھا۔

عمران کے کوٹ کی جیب میں سوراخ نظر آرہا تھا جس میں سے ہلکا سا دھواں اب بھی نکل رہا تھا۔ اس نے جیب کے اندر سے ہی سائلنسر لگے ریوالور سے گولی چلا دی تھی اور نشانہ بالکل صحیح بیٹھا تھا۔ پرمود سوچ بھی نہ سکا تھا کہ عمران جس کا ہاتھ کولہے پر رکھا ہوا تھا اس قدر پھرتی سے جیب میں ہاتھ بھی ڈال لے گا اور پھر اس قدر بے خطا نشانہ بھی لگا لے گا۔ عمران کا ریوالور اب باہر آچکا تھا۔ یہ ایک جدید ساخت اور چھوٹے سائلنسر کا ریوالور تھا۔

لیزر پسٹل ہاتھ سے نکلتے ہی پرمود تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا حشر بھی لیزر پسٹل جیسا ہی ہوا۔ پرمود قلابازی کھا کر دوبارہ سیدھا ہو گیا تھا اور اب دوسرا پستول اس کے ہاتھ میں تھا۔ بغیر سائلنسر لگا ہوا عام پستول۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا بازو جھنجھنا اٹھا کیونکہ جیسے ہی وہ قلابازی کھا کر سیدھا ہوا، عمران کی بھرپور لات اس کے ہاتھ پر پڑی تھی اور دوسرا پستول بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

"ہم دونوں فی الحال ایک دوسرے کو غیر مسلح کر رہے ہیں۔ ریوالوروں اور پستولوں سے تو ہمارے ملک کے بچے مکھیاں مارتے ہیں ___ یقین نہ آئے تو شب برات کو آجانا" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پرمود کینہ توز نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔ وہ واقعی اب غیر مسلح ہو چکا

تھا۔ اس کے پاس واقعی ایک پستول اور ایک لیزر پسٹل تھا۔ اس کا خیال تھا کہ لیزر پسٹل ائیر پورٹ والوں کے لئے کافی رہے گا کیونکہ اس کا ارادہ جہاز پر قبضہ کرتے ہی ٹرمینل کو لیزر پسٹل کے ایک فائر سے مکمل طور پر اڑا دینے کا تھا تاکہ فوری طور پر اس کا تعاقب نہ کیا جا سکے۔

"تمہاری موت واقعی آگئی ہے ___ میرے ہاتھوں میں ابھی اتنا دم ہے کہ میں تمہاری ہڈیاں توڑ سکوں" ___ میجر پرمود نے زخمی بھیڑیے جیسے انداز میں کہا۔

"اچھا! ___ میں تو یہی کہوں گا کہ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔ ہاں! ___ اگر نسوانی بازو ہوں تو البتہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا" ___ عمران کا لہجہ بدستور مضحکہ اڑانے والا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کا فقرہ مکمل ہوتا میجر پرمود اس پر چھلانگ لگا چکا تھا۔ عمران شاید پہلے سے اس حملے کا متوقع تھا اس نے وہ بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹا۔ لیکن پرمود کوئی عام ایجنٹ نہ تھا زیرو زیرو نائن کا عہدہ اس کے پاس تھا۔ اور یہ ایسا عہدہ ہوتا ہے جو ہر لحاظ سے ماسٹر آدمی کو ہی ملتا ہے۔

چنانچہ وہی ہوا۔ میجر پرمود کا جسم حیرت انگیز انداز میں ہوا میں مڑا اور دوسرے لمحے اس نے ایک طرف ہٹتے ہوئے عمران کو چھاپ لیا۔ وہ عمران کو لئے ہوئے پتھروں پر گرا ہی تھا کہ اس کا جسم ایک بار پھر فضا میں اچھلا۔ وہ شاید دونوں گھٹنے جوڑ کر عمران کے پیٹ پر فیصلہ کن ضرب لگانا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے اوپر اچھلتے ہی عمران کی دونوں ٹانگیں تیزی سے سمٹیں اور اس کا نچلا جسم میجر پرمود کی ضرب کی زد سے

نکل گیا۔ وہ ایک سائیڈ پر کھسک گیا۔

میجر پرمود نے اپنے گھٹنے پوری قوت سے چٹان سے ٹکرانے سے بچانے کے لئے اضطراری طور پر جسم کو پھیلا دیا اور اسی لمحے عمران کی دونوں ٹانگیں پرمود کی گردن میں کسی آہنی شکنجے کی طرح فٹ ہو گئیں۔ پرمود کی گردن کے گرد ٹانگیں ڈالتے ہی عمران ایک زوردار جھٹکے سے اچھلا۔ وہ میجر پرمود کے جسم کو پوری طرح داؤ میں لے آنے کے لئے گھما دینا چاہتا تھا۔ لیکن پرمود نے یکلخت الٹی قلابازی کھائی اور نہ صرف اپنی گردن چھڑالی۔ بلکہ وہ عمران کو انتہائی خوفناک داؤ میں پھنسانے میں بھی کامیاب ہو گیا۔ اس کے دونوں پیر عمران کے سر کے پیچھے زمین پر جم گئے تھے۔ اور اس کا پورا جسم عمران کے اپنے سر کی طرف دوہری ہوئی ٹانگوں کے اوپر پھیلا ہوا تھا۔ یہ اس قدر خوفناک داؤ تھا کہ ایک ہی جھٹکے سے عمران کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ سکتی تھی۔ اس داؤ کو مارشل آرٹ میں ٹائٹ لاک کہا جاتا تھا اور اس کا بظاہر کوئی توڑ نہ تھا۔ بس اتفاق تھا کہ عمران اس داؤ میں پھنس گیا تھا۔

میجر پرمود نے جیسے ہی محسوس کیا کہ عمران ٹائٹ لاک میں پھنس چکا ہے تو اس نے پوری قوت سے اپنے جسم کو پیچھے کی طرف جھٹکا دینا چاہا۔ اگر اس کا مقابل عمران کی بجائے کوئی اور ہوتا تو یقیناً اب تک اس کی کمر ٹوٹ چکی ہوتی۔

لیکن جیسے ہی میجر پرمود نے ٹائٹ لاک کا فیصلہ کن جھٹکا دیا عمران نے پوری قوت سے اپنے نچلے دوہرے ہوئے جسم کو پوری قوت سے پیچھے کی طرف جھٹکا دیا۔ یہ جھٹکا اس قدر شدید اور قوت سے بھرپور تھا کہ

میجر پرمود کسی گیند کی طرح اچھل کر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس انداز میں جیسے کھڑا ہوا آدمی لڑکھڑا کر پیچھے ہٹتا ہے۔ کیونکہ اچانک زوردار جھٹکے سے اس کا جسم بالکل سیدھا ہو کر پیچھے کی طرف لڑکھڑا کر ہٹتا گیا تھا۔

اسی لمحے عمران بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ دونوں ایک بار پھر آمنے سامنے کھڑے تھے۔ دو ناقابل تسخیر انسان۔ پاکیشیا کا علی عمران ——— جسے پورا پاکیشیا ناقابل تسخیر سمجھتا تھا ——— اور بلگارنیہ کا میجر پرمود ——— جسے بلگارنیہ کی ناک کہا جاتا تھا۔

"داؤ تو اچھا لگ گیا تھا میجر! ——— لیکن تم نے فائنل جھٹکا دینے میں ذرا سی دیر کر دی ——— ایسے موقعوں پر دیر نہیں کرنی چاہئے۔" عمران نے یوں مطمئن انداز میں کہا جیسے کوچ کھلاڑی کو سکھا رہا ہو۔ لیکن پرمود نے جواب دینے کی بجائے دانت پیستے ہوئے عمران پر ایک بار پھر حملہ کر دیا۔ اس کی آنکھیں جنگلی بھیڑیئے کی طرح سرخ ہو گئی تھیں۔ اس نے عمران کو ڈاج دینے کی پوری کوشش کی اور حملہ کرتے ہی جیسے اس کا جسم عمران کے قریب پہنچا۔ اس نے نہ صرف اپنے جسم کو یکلخت روک لیا۔ بلکہ وہ کسی لٹو کی طرح گھومتا اور گھومتے ہوئے اس کی کہنی انتہائی خوفناک انداز میں عمران کی پسلیوں کی طرف بڑھی۔ اور اگر یہ کہنی ٹھیک اسی انداز میں عمران کی پسلیوں پر پڑ جاتی تو پھر عمران کا دوسرا سانس مشکل سے ہی باہر نکلتا۔ یہ کراٹے کا انتہائی خوفناک داؤ تھا۔ لیکن عمران بھلا ایسے داؤ میں کیسے آ جاتا۔ چنانچہ میجر پرمود کے گھومتے ہی عمران کا جسم اس سے بھی زیادہ تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ہاتھ پرمود کی دوسری کلائی پر پڑا۔ اور

دوسرے لمحے میجر پرمود کے حلق سے کراہ نکلی اور وہ اچھل کر دو قدم سائیڈ میں ہٹتا چلا گیا۔

عمران نے گھومتے ہوئے اس کی کلائی پکڑ لی تھی اس لئے میجر پرمود کے بازو کو خوفناک انداز میں جھٹکا لگا۔ لیکن میجر پرمود فوراً ہی واپس پر رخ پر گھوما۔ اس طرح نہ صرف اس کی کلائی عمران کے ہاتھ سے نکل گئی بلکہ اس کے کندھے کا جوڑ بھی اکھڑنے سے بچ گیا۔ اور وہ صرف کراہ کر دو قدم سائیڈ میں ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔

"گڈ میجر! — تم میں واقعی میرا شاگرد بننے کی صلاحیتیں موجود ہیں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرا لمحہ عمران پر بہت بھاری ثابت ہوا۔ میجر پرمود کی لات تیزی سے اوپر کو اٹھی اور ایک بڑا سا پتھر اچھل کر عمران کے چہرے پر پوری قوت سے پڑا۔ یہ ضرب اتنی اچانک اور بھرپور تھی کہ عمران اس سے نہ بچ سکا۔ اور لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم نہ صرف پیچھے ہٹ گیا بلکہ اس کی ناک سے خون کی دھار بھی بہہ نکلی تھی۔

"تم نے پہلی بار میری ناک سے خون نکالنے کی ہمت کی ہے میجر پرمود! — اب اس خون کے ہر قطرے کا تمہیں حساب دینا ہوگا" — اچانک عمران بھیڑیئے کی طرح غرایا۔ مگر پرمود نے پتھر مارتے ہی اس پر چھلانگ لگا دی تھی۔ لیکن اس بار عمران اپنی جگہ جما رہا اور پھر جیسے ہی پرمود کا جسم اس پر چھلانگ لگانے کے لئے ہوا میں اچھلا، عمران نے یکلخت قلابازی کھائی اور میجر پرمود کا جسم کسی گیند کی طرح فضا میں اور اوپر کو اچھل گیا۔ عمران کی دونوں لاتیں بجلی کی

سی تیزی سے اس کے اڑتے ہوئے جسم پر پڑی تھیں۔ اور ساتھ ہی عمران قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔

میجر پرمود نے اپنے آپ کو بری طرح نیچے گرنے سے بچانے کے لئے جسم کو تیزی سے دائیں طرف موڑا تاکہ اس کا جسم پیراٹروپنگ کے انداز میں نیچے گرے اور یقینی چوٹ سے بچ جائے۔ لیکن عمران سیدھا ہوتے ہی ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس کی گھومتی ہوئی لات پوری قوت سے نیچے گرتے ہوئے میجر پرمود کی پسلیوں پر پڑی اور پرمود کے حلق سے نہایت اونچی سسکاری نکلی۔ وہ ایک دھماکے سے پتھروں پر پشت کے بل گرا۔ دوسرے لمحے عمران اس پر چھا گیا۔ اور اس پر چھاتے ہی عمران نے پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر ماری۔ یہ ٹکر انتہائی زوردار تھی اور پرمود کے ناک سے خون کا فوارہ سا ابل پڑا۔

لیکن دوسرے لمحے عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ پرمود کا جسم نیچے گرتے ہی بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔ اس نے ٹکر کھانے کے بعد کوئی جوابی ردعمل ظاہر نہ کیا تھا۔ اس لئے عمران اچھل کر کھڑا ہوا اور میجر پرمود اسی طرح پڑا رہا۔ اس کی ناک سے بے تحاشا خون نکل نکل کر اس کے چہرے اور گردن کے ارد گرد بہہ رہا تھا۔ لیکن پرمود کی آنکھیں بند تھیں اور جسم بے حس و حرکت تھا۔

"ارے کیا ہوا — کیا چابی ختم ہو گئی — مگر اتنی جلدی" —؟ عمران نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑایا اور اس نے جھک کر میجر پرمود کو تیزی سے پلٹا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس

نکل گیا۔ ایک نوکیلا پتھر میجر پرمود کی کھوپڑی کی پشت میں گہرا سوراخ بنا چکا تھا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ اس نوکیلے پتھر کی وجہ سے میجر پرمود مار کھا گیا ہے۔ ورنہ وہ جس سطح کا لڑاکا تھا عمران کو اس کا بھرپور احساس ہو گیا تھا کہ وہ آسانی سے شکست کھانے والوں میں سے نہیں ہے۔ ایسے آدمی کو بے بس کرنے کے لئے نہ جانے کب تک عمران کو جان لڑانی پڑتی۔

"بہرحال تم اچھے لڑاکے ہو ـــــ مجھے پسند آئے ہو" ـــــ عمران نے تعریف بھرے انداز میں کہا اور پھر اس نے جھک کر میجر پرمود کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے اپنی جیپ کی طرف بھاگنے لگا۔ لیکن اس دوڑنے میں بھی اس کی کوشش یہی تھی کہ وہ ایئرپورٹ کے نگرانوں کی نظر میں نہ آ سکے۔ ورنہ ظاہر ہے جب تک وہ انہیں اپنی شناخت کرانے میں کامیاب ہوتا۔ اس کے اپنے جسم میں نہ جانے کتنے سوراخ ہو چکے ہوتے۔

جیپ کے قریب پہنچتے ہی عمران نے پرمود کو نیچے لٹایا اور پھر جیپ کی اگلی سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے موجود باکس میں سے ایک اور چھوٹا سا باکس نکال کر اس نے سامنے رکھا اور جلدی سے اسے کھول کر اس میں سے مرہم پٹی کا سامان نکالنے لگا۔ یہ اس کا خصوصی فرسٹ ایڈ باکس تھا۔ چنانچہ چند ہی لمحوں میں پرمود کے سر پر پٹی بندھ چکی تھی۔ عمران نے باکس میں سے دو شیشیاں نکال کر ان میں سے دو انجکشن بھی میجر پرمود کے بازو میں انجکٹ کر دیئے۔ ان میں سے ایک انجکشن تو طاقت بحال کرنے کا تھا اور دوسرا طویل بیہوشی کا تھا۔ اس

بیہوشی والے انجکشن کے بعد میجر پرمود کسی صورت میں بھی چھ گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہ آ سکتا تھا اور طاقت کے انجکشن سے وہ بہرحال خطرے سے باہر آ چکا تھا۔

پروفیسر بار کی جیپ کی پچھلی سیٹ پر اکڑوں بیٹھا ہوا دور خلاؤں میں گھور رہا تھا۔

"پروفیسر! ـــ تم اگلی سیٹ پر آ جاؤ ـــ پچھلی سیٹ پر میرا مہمان آرام کرے گا" ـــــ عمران نے پروفیسر سے کہا اور پروفیسر کسی معمول کی طرح حرکت میں آیا اور اگلی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

عمران نے میجر پرمود کو اٹھایا اور جیپ کی پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔ اس کے انداز سے ذرا برابر بھی احساس نہ ہو رہا تھا کہ وہ ابھی چند لمحے پہلے انتہائی خوفناک اور جان لیوا لڑائی سے گذرا ہے۔

میجر پرمود کو سیٹ پر لٹانے کے بعد عمران نے اندرونی جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور فریکوئنسی سیٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـــ ہیلو علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) کالنگ۔ اوور" ـــــ عمران کے لہجے میں شرارت اور شوخی کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"یس ایکسٹو اٹنڈنگ ـــــ مگر یہ ڈگریاں دوہرانے کا کیا مطلب۔ اوور" ـــــ ایکسٹو کے لہجے میں بے پناہ سرد مہری تھی۔

"میں نے سوچا باس! ـــ کہ شاید آپ میری ڈگریاں بھول گئے ہوں۔ اس لئے یاددہانی کرا رہا تھا۔ اوور" ـــــ عمران نے شوخ لہجے میں جواب دیا۔

"تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم کوئی کامیابی حاصل کر چکے ہو۔ اوور" ـــــ

بلیک زیرو کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔ کیونکہ عمران کی طرح وہ بھی جانتا تھا کہ بی۔ الیون ٹرانسمیٹر کی اس فریکوئنسی پر صفدر اور جولیا کی ٹیم بھی یہ گفتگو سُن رہی ہوگی۔

" سر! ـــ آپ نے علم نجوم تو نہیں سیکھ لیا ـــ واقعی کمال ہے۔ مجھے تو اب اپنی ڈی۔ ایس۔ سی کی ڈگری پر شرم آ رہی ہے۔ اس ڈاکٹر آف سائنس کی بجائے اگر میں ڈاکٹر آف نجوم ہوتا تو یقیناً فائدے میں رہتا ـــ ستاروں کو ذرا سا آگے پیچھے کیا اور میجر پرمود دھڑام سے پیروں پہ آ گرتا۔ اوور" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو مطلب ہے کہ تم میجر پرمود پر قابو پا چکے ہو ـــ سنو! ـــ میرے ساتھ سیدھی طرح بات کیا کرو ـــ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہوتا۔ سمجھے ـــ آئندہ خیال رکھنا ـــ میجر پرمود اور پروفیسر بارکی کو دانش منزل پہنچا دو۔ اوور اینڈ آل" ـــ بلیک زیرو کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" ہاں! ـــ ضائع کرنے کے لئے سارا وقت تو علی عمران کے پاس جمع ہے۔ دوسروں کے پاس کہاں سے آیا وقت ـــ اچھا چلو میجر صاحب! اب تم جانو اور شوگران والے ـــ کم از کم مجھے تمہیں مار کر افسوس ہی رہتا۔ حالانکہ تم نے سائنسدانوں کو مارنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی" ـــ عمران نے روٹھی ہوئی بیوی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اچھل کر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں منفرد۔ انوکھا اور دلچسپ ناول

جناتی دنیا

سپیشل نمبر

مصنف ــــ مظہر کلیم ایم اے

جناتی دنیا ــــ کرہ ارض پر موجود جنات کی دنیا ــــ جو انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے۔

جناتی دنیا ــــ ایک ایسی دنیا ــــ جو انسانوں کی دنیا سے یکسر مختلف ہوتی ہے ــــ پُراسرار ــــ لیکن حقیقی دنیا ــــ

جناتی دنیا ــــ ایک ایسی دنیا ــ جس میں عمران کو داخل ہونا پڑا اور جب وہ اس انوکھی دنیا میں داخل ہوا تو ــــ انتہائی حیرت انگیز اور انتہائی انوکھے واقعات۔

جناتی دنیا ــــ جس میں جنات کے ہزاروں قبیلے رہتے تھے اور ان قبیلوں میں مسلمان بھی تھے اور غیر مسلم بھی۔

سردار اختاش ــــ پاکیشیا میں رہنے والے مسلمان جناتی قبیلے کا سربراہ۔ جس نے اپنے قبیلے کو بچانے کے لئے عمران کی خدمات حاصل کیں ــــ کیوں اور کیسے ــــ ؟

سردار کنٹیلا ــــ ایسے جناتی قبیلے کا سربراہ ــــ جو شیطان کا پیروکار تھا) اور وہ مسلمان جناتی قبیلے کو فنا کرنا۔ یا۔ غیر مسلم بنانا چاہتا تھا۔

عمران ــــ زندگی میں پہلی بار جس کا جناتی مخلوق سے واسطہ پڑا۔ انتہائی حیرت انگیز۔ انوکھے اور دلچسپ واقعات سے پُر۔

• ــــ شیطان کے پیروکار جنات اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک انتہائی حیرت انگیز۔ خوفناک اور انوکھے انداز کی جدوجہد ــــ ایک ایسی جدوجہد ــ جس کا ہر لمحہ پُراسرار ــــ خوفناک اور انوکھا ثابت ہوا ــ قطعی مختلف انداز کی نئی اور پُراسرار کہانی۔

• انوکھا۔ دلچسپ اور تحیر خیز ناول۔ ایک ایسا ناول جس میں قارئین پہلی بار ایک پوشیدہ اور حیرت انگیز حقیقی دنیا سے روشناس ہونگے

ایک ایسی حقیقی دنیا کی کہانی جو اسرار کے دھندلکوں میں پوشیدہ رہتی ہے اور جسے صرف مظہر کلیم کا قلم ہی صفحہ قرطاس پر ابھار سکتا ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ سنسنی خیز اور یادگار ناول

دشمن جولیا

مکمل ناول

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

• جولیا نے سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے انتہائی قیمتی فائل حاصل کر کے غائب کر دی۔ کیا جولیا واقعی پاکیشیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی دشمن ہو گئی تھی یا —؟

• ایکسٹو کے جواب طلب کرنے پر جولیا نے فائل کے حصول کا سارا الزام براہ راست ایکسٹو پر لگا دیا۔ کیا جولیا ایکسٹو کے خلاف کام کر رہی تھی —؟

• وہ لمحہ — جب تنویر جولیا کو دشمن قرار دے کر اسے گولی مار دینے کے درپے ہو گیا اور اگر عمران درمیان میں نہ پڑ جاتا تو تنویر جولیا کو گولی مار چکا ہوتا — انتہائی حیرت انگیز سچویشن — کیا تنویر حق پر تھا —؟

• وہ لمحہ — جب جولیا نے کھلے عام وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ جا کر بے دریغ قتل عام شروع کر دیا۔ اس طرح وہ کھلے عام دشمنی پر اتر آئی۔

• وہ لمحہ — جب جولیا نے وزارت دفاع کے ایڈیشنل سیکرٹری اور ریکارڈ روم کے عملے کو انتہائی سفاکی سے موت کے گھاٹ اتار دیا — کیا جولیا واقعی دشمن کا روپ دھار چکی تھی — یا —؟

• وہ لمحہ — جب جولیا نے برملا اس قتل عام کا اعتراف کر لیا لیکن ایکسٹو نے اسے قاتل قرار دینے سے انکار کر دیا — کیوں —؟ انتہائی حیرت انگیز سچویشن۔

• فلاور — ایک ایسی غیر ملکی لیڈی ایجنٹ — جس نے اپنی ذہانت سے نہ صرف عمران بلکہ پوری سیکرٹ سروس کو حقیقتاً بے بسی کی انتہا پر پہنچا دیا۔

• وہ لمحہ — جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس باوجود انتہائی کوشش کے فلاور کے مقابلے پر مکمل طور پر شکست کھا گئے۔

• کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ناکامی کی اصل وجہ جولیا ہی تھی — یا —؟

انتہائی دلچسپ، سنسنی خیز
اور یادگار ناول

ایک ایسی کہانی جو ہر لحاظ سے منفرد انداز میں تحریر کی گئی ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان